دفاعِ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ربانی شیخ احمد فاروقی حنفی سرہندی قدس سرہ العزیز

کے علوم و معارف پر بے جا اعتراضات اور علمائے راسخین کے جوابات

تحقیق و تقدیم

پروفیسر محمد اقبال مجددی

دفاعِ

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق وتقدیم .... پروفیسر محمد اقبال مجددی

مترجمین ..... علامہ رب نواز اجمیری ٭ علامہ بشارت علی مجددی

ترتیب وتبویب .... محمد نوید اقبال مجددی

تخریج .... محمد اشفاق مجددی

باراول .... مئی 2012ء .... تعداد 1,100

ھدیہ ....

ناشر

تنظیم الاسلام پبلی کیشنز

مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ 121-بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

Tanzeem-ul-Islam Publications

121-B Model Town Gujranwala, Pakistan
Ph:+92 55 3841160, Fax:055 3731933 Mob: 0333 7371472
URL: www.tanzeemulislam.org
E-mail: tanzeemulislam@yahoo.com tanzeemulislam@hotmail.com

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی حنفی سرہندی قدس سرہ العزیز

کے علوم و معارف پر بے جا اعتراضات اور علمائے راسخین کے جوابات

دفاع حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تقدیم

محمد اقبال مجددی

تنظیم الاسلام پبلیکیشنز

121- بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ پاکستان 3841160-55-92+:☎

خراجِ عقیدت

بحضور

امام ربانی مجدد الفِ ثانی قدس سرہ العزیز

وَبَلَغَ اَمْرُ الشَّیْخِ اِلٰی اَنْ لَّا
یُحِبَّہٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَّلَا یُبْغِضُہٗ
اِلَّا فَاجِرٌ شَقِیٌّ

شیخ (حضرت امام ربانی قدس سرہٗ) کا معاملہ یہاں تک
پہنچ چکا ہے کہ متقی مومن ہی کو آپ سے محبت ہوگی
اور شقی فاجر ہی کو آپ سے عداوت

(حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) ماخوذ از رسالہ المقدمۃ السنیۃ

بسم الله الرحمن الرحيم
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا
تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا
رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ
رَبَّنَا
تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

اللّٰهم
انك عفو تحب العفو فاعف عنی
یا غفور یا غفور یا غفور
استغفر اللّٰه واتوب الی اللّٰه من جمیع ما کرہ اللّٰه
سبحانه قولا وفعلا وخاطرا وسامعا وناظرا
ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم
صلی اللّٰه علی حبیبه محمد وآله وسلم

الاهداء

ارمغانِ نیاز بحضورِ ناز

سراج العارفین امام السالکین

وارثِ مسندِ مجددیت حجلہ نشینِ حریمِ غوثیت

شارحِ مکتوباتِ امامِ ربانی

حضرت علامہ
ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

جنہوں نے عصر حاضر میں تعلیماتِ مجددیہ کا احیاء
اور نسبتِ نقشبندیہ کا شیوع فرمایا

گر قبول افتد زہے عز و شرف

گدائے محمد رفیق احمد مجددی

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
۸......الرسالۃ الذب عن القطب الربانی	۲۴۵
تالیف: حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی	
۹...... احقاق حق	۲۵۳
تالیف: حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی	
۱۰...... رسالہ در جواب شبہات بر کلام حضرت مجدد الف ثانی	۲۸۷
تالیف: حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی	
۱۱...... حضرت مجدد اور ان کے ناقدین	۳۳۷
تالیف: حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی	
۱۲...... بقیہ طینتِ محمدی ﷺ کا مرقع	۳۷۳
علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی	
۱۳......حضرت امام ربانی اور منصب قیومیت	۳۸۱
علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی	
۱۴...... مسئلہ نیت اور حضرت امام ربانی	۳۹۷
علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی	
۱۵......حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں	۴۰۹
محمد اقبال مجددی	

حرفِ آغاز

حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہُ العزیز حضور اکرم ﷺ کے ظاہری و باطنی کمالات و فیوضات کے مظہر و مصدر ہیں ۔ واللہ یختص برحمتہٖ من یشاء

اس لئے آپ کی تصانیف لطیفہ انوارِ شریعت و طریقت کا خزینہ اور اسرارِ معرفت وحقیقت کا گنجینہ ہیں جو مشکٰوۃ نبوت سے مقتبس، مجدد الف ثانی کے ساتھ مختص اور علماء و اولیاء کے علوم و معارف سے وراء ہیں ۔ بنابریں معاصر علمائے اعلام اور اولیاء کرام کا آپ سے علمی و کشفی اختلاف لازمی امر تھا۔

زیر نظر مجموعہ رسائل میں علمائے راسخین اور عرفائے کاملین نے حضرت امام ربانی کے علوم و معارف پر معترضین کے وارد کردہ اشکالات کے جوابات تحریر فرمائے ہیں ۔ یہ رسائل ہمیں عصر حاضر کے عظیم مؤرخ اور بالغ نظر محقق جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی مدظلہٗ (لاہور) نے مع تقدیم و تحقیق مرحمت فرمائے جن میں سے بعض رسائل کا ترجمہ علامہ رب نواز اجمیری مدظلہٗ اور علامہ بشارت علی مجددی نے فرمایا ہے جس پر ہم ان حضرات کے شکر گزار ہیں ۔

جبکہ بعض رسائل کے مسودات کی کمپوزنگ اور ترجمہ نہ پڑھے جانے کی دقت اور قلتِ وقت کی وجہ سے نہیں ہو سکا ۔ اگر کوئی صاحبِ علم کسی اور نسخہ سے موازنہ کر کے متن اور ترجمہ شائع کرنا چاہے تو ہم سے تحریری اجازت لیکر انہیں افادۂ عام و خاص کے لئے

چھاپ سکتا ہے۔

ان رسائل کی ترتیب وتدوین اور طباعت واشاعت کا شرف واعزاز ابوالبیان ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور تنظیم الاسلام گرافکس کے احباب کو حاصل ہوا جن کی شب وروز کی محنت، مشن کے ساتھ اخلاص اور وفا کو جو طریقت کا حرفِ اوّل ہے، سلام محبت پیش کرتا ہوں ۔اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

قارئین سے التماس ہے کہ دورانِ مطالعہ اگر کوئی علمی وتحقیقی نقص پائیں تو دامن عفو میں جگہ دیتے ہوئے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کردی جائے۔

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ

صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی

سجادہ نشین درگاہ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ

حدیثِ دل

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ جس طرح سرفروشانِ اسلام نے اپنے خونِ ناب سے شجرِ اسلام کی آبیاری کی وہاں اسلام کے نام لیوا ننگِ دین وملت مار ہائے آستین بھی ثابت ہوئے جنہوں نے شجر اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے اور اکابرین اسلام کی پشت میں خنجر گھونپنے کی ناکام کوشش کی نیتجتاً کچھ سادہ لوح لوگ بھی ان کے دام تزویر میں ایسے پھنسے کہ جن اہل اللہ کی عداوت واذیت باعث ہلاکت ہے ان سے حسد وکدورت کی نجاست سے اپنے ایمان کے چشمۂ صافی کو مکدر کر ڈالا جو قلبی قساوت اور دائمی شقاوت کا موجب ٹھہری عارفِ نامی حضرت مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہٗ السامی نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا ہے:

مردمِ بد نفس چوں خواہند کہ عیب کسے بر شمارند اول بدیہائے کہ در ذاتِ ایشاں موجود است بر زبانِ ایشاں جاری می شود چہ آں بہ فہم ایشاں نزدیک تر است [1] بدطینت لوگ جب چاہتے ہیں کہ کسی کے عیب کو عام کریں تو پہل ان برائیوں سے کرتے ہیں جو خود ان کی ذات میں موجود ہوں کیونکہ وہ ان کی فہم سے زیادہ قریب ہوتی ہیں۔

حضرت امام ربانی نے جب تجدید واصلاح کا سلسلہ شروع فرمایا تو جن لوگوں کے ذاتی اغراض ومفادات پر زد پڑ رہی تھی ان کا آپ کے خلاف الزام تراشی اور

---

[1] رشحات

بہتان طرازی کرنا لازمی امر تھا چنانچہ انہوں نے آپ کے فرمودات میں تحریف و ترمیم کر کے علماء وقت خصوصاً حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ کیا آپ کے کردار و افکار سے مرعوب شکست خوردہ ذہنیت کا آپ کے خلاف پروپیگنڈا اس قدر زیادہ تھا کہ شیخ محقق جیسے فاضل روزگار نے بھی تحقیق احوال کئے بغیر محرفہ مکاتیب کے جواب میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید اور زجر و توبیخ کر ڈالی۔

کمال متوحش شدہ مکتوباتے در ردّ آن اقوالِ کاذبہ بشیخ کابلی نوشت و بسیار زجر و توبیخ کرد [1]

نیز شیخ محدث نے الزامات باطلہ اور مسموعات کاذبہ لکھ کر اصل مقصد کا اظہار یوں بھی کیا ہے۔

ایں ہمہ را می گذرانیدیم تا نوبت بایں مکتوب رسید کہ باعث ایں ہمہ نفرت و وحشت گشت [2]

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ اپنے علوم و معارف کی فضیلت و اہمیت بیان کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں:

این معارف از حیطۂ ولایت خارج است ارباب ولایت در رنگِ علماء ظواہر در اِدراک آن عاجزند و در درکِ آن قاصر این علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوارِ نبوت اند علٰی اَرْبَابِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَ التَّحِیَّۃُ کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت و وراثت تازہ گشتہ اند و بطراوت ظہور یافتہ صاحب این علوم و معارف مجددِ این الف است کَمَا لَا یَخْفٰے عَلَی النّٰاظِرِیْنَ فِیْ عُلُوْمِہٖ وَ مَعَارِفِہِ الَّتِیْ تَتَعَلَّقُ بِالذَّاتِ وَ الصِّفَاتِ وَ الْاَفْعَالِ وَ تَتَلَبَّسُ

---

[1] ہدیہ مجددیہ: ۱۰۵ [2] حیات شیخ عبدالحق

بِالْاَحْوَالِ وَ الْمَوَاجِيْدِ وَالتَّجَلِّيَاتِ وَالظُّهُوْرَاتِ فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ هٰؤُلَآءِ الْمَعَارِفَ وَالْعُلُوْمَ وَرَاءَ عُلُوْمِ الْعُلَمَاءِ وَ وَرَاءَ مَعَارِفِ الْاَوْلِيَاءِ بَلْ عُلُوْمُ هٰؤُلَآءِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى تِلْكَ الْعُلُوْمِ قِشْرٌ وَّتِلْكَ الْمَعَارِفُ لُبُّ ذٰلِكَ الْقِشْرِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْهَادِيْ [1]

یہ معارف دائرہ ولایت سے خارج ہیں اولیاء علمائے ظواہر کی طرح ان معارف کے ادراک سے عاجز ہیں اوران کے درک سے قاصر ہیں یہ علوم انوار نبوت کے سینہ سے مقتبس ہیں جو الف ثانی کی تجدید کے بعد بطور تبعیت ووراثت تروتازہ ہوئے ہیں۔ان علوم ومعارف والا مجدد الف ثانی ہے جیسا کہ اس کے علوم ومعارف کے ناظرین پر مخفی نہیں ہے جوذات وصفات اور افعال سے تعلق رکھتے ہیں اوراحوال ومواجید اور تجلیات و ظہورات سے التباس رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ معارف وعلوم،علوم علماءاور معارفِ اولیاء سے وراء ہیں بلکہ ان علماء واولیاء کے علوم ان علوم ومعارف کا پوست ہیں اور وہ معارف اس پوست کا مغز ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت ابوالحسن زید فاروقی نے حضرت امام ربانی اور حضرت شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہم کے علمی مزاج اور فکری مذاق میں اختلاف بیان کرتے ہوئے اتحاف:۴۴ کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے

وجہ ایں نقاد آنست کہ حضرت شیخ را در تقلید مذہب تعصب بسیار بود و مجدد را در اتباعِ سنت و ردِ بدعاتِ طریقت و شریعت صلابتِ تام۔ بایں راہ گذر اتفاق میان ہر دو صورت نمی بست [2]

اس تنقید کی وجہ یہ ہے کہ حضرت شیخ تقلیدِ مذہب میں بہت متعصب تھے جبکہ

---

[1] دفتر دوم مکتوب:۱۱ [2] حضرت مجدداوران کے ناقدین:۱۶۶

حضرت مجدد اتباع سنت اور طریقت و شریعت میں بدعات کی تردید میں صلابت تام رکھتے تھے اندریں حالات ہر دو صورت میں اتفاق نہیں ہوسکتا۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی حضرت شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہما کے اعتراضات کے متعلق لکھتے ہیں:

سخن بطور علمائے ظاہر فرمودہ اند و کلام حضرت مجدد بطور علمائے باطن است آن از عالمے دیگر و این از مقامے دیگراست اعتراض کجا است [۱] حضرت شیخ نے بطور علماء ظاہر اعتراض فرمایا ہے اور حضرت مجدد کا کلام بطور علماء باطن ہے ان کی دنیا اور ہے، ان کا مقام اور۔ اعتراض کیسا؟

مگر جب حضرت امام ربانی نے اپنے ہاتھ کے تحریر فرمودہ مسودات حضرت شیخ محدث کو بھیجے اور لکھا معاذ اللہ! مجھ سے ایسے کلمات صادر نہیں ہوئے میرا ایک مرید (حسن خان افغان) مردود طریقت ہوکر برگشتہ ہوا اس نے یہ فتنہ برپا کر کے مجھے ہر چھوٹے بڑے کا ہدفِ ملامت بنایا ہے بالآخر میری دعائے مضرت سے بخارا میں تہمتِ ارتداد سے قتل ہوا جب شیخ محدث پر یہ حقیقت عیاں ہوئی تو انہوں نے ایک مکتوب لکھا جس میں حضرت مجدد کے بیان کی تعریف اور اس سے اپنی لاعلمی کا عذر پیش کیا۔

از انجا شیخ کابلی مسودات خود را کہ دستخطی بودہ بجنسہ نزد شیخ دہلوی فرستاد و نوشت کہ معاذاللہ کہ از من چنیں کلمات بہ صدور پیوستہ باشد یکے از مریدان من مردود بطریقت گشتہ ایں فتنہ برپا ساخت و مرا ہدفِ برناؤپیر نمود ۔۔۔ بعد دریافت آں شیخ دہلوی در توصیفِ آں مقال و اعتذار عدم علم بدیں حال مکتوبے نوشت [۲]

حضرت مولانا وکیل احمد سکندر پوری خزینۃ الاصفیاء کے حوالے سے ارقام پذیر ہیں:

۱۔ رسالہ ششم مکتوب: ۸۸ ۲۔ ہدیہ مجددیہ: ۱۰۵

شیخ عبدالخالق سرہندی فرماتے ہیں کہ دہلی کے سب سے بڑے عالم شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ مجدد (رحمۃ اللہ علیہم) سے نزاع رکھتے تھے ایک روز کسی تقریب میں میری ان سے ملاقات ہوگئی اور شیخ مجدد کا ذکرِ کرامت شروع ہو گیا جب شیخ عبدالحق نے انکار کیا تو میں نے کہا **با بزرگانِ دین عداوت داشتن خوب نیست**

بزرگانِ دین سے عداوت رکھنا اچھی بات نہیں آؤ! ہمارا اور تمہارا قرآن منصف ہے ہم تازہ وضوء کر کے مصحفِ مقدس کھولتے ہیں جو آیت پہلے صفحہ پر آئے وہ حالِ شیخ احمد کی فال ہوگی شیخ عبدالحق نے قبول کر لیا تجدید وضو کے بعد دوگانہ ادا کیا اور قرآن مجید کو ہاتھوں میں پکڑ کر نہایت تواضع و تکریم سے کھولا قرآن مجید کے سرِ ورق پر یہ آیت نکلی **رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ** یہ آیت پڑھنے کے بعد علامہ مذکور تائب ہوئے پھر نزاع وعداوت کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔[1]

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

اگر چہ حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء میں بغیر تحقیق اعتراضات کئے تھے مگر بالآخر اس سے باز آ گئے تھے۔

در واقعہ رسالت پناہ را صلی اللہ علیہ وسلم دیدہ کہ می فرمایند کہ ہر کہ اخلاص بما دارد بایشاں نیز داشتہ باشد و اشارت بحضرت مجدد نمودند پس شیخ از انکار استغفار نمودہ

انہوں نے واقعہ میں حضرت رسالت پناہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں جو شخص ہم سے اخلاص رکھتا ہے ان سے بھی اخلاص رکھے اور اشارہ حضرت مجدد کی طرف فرمایا۔ چنانچہ شیخ نے انکار سے توبہ و استغفار کیا اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ خواجہ حسام الدین کی طرف یہ لکھا ان دنوں میاں شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق

---

[1] ہدیہ مجددیہ: ۱۰۶

فقیر کی صفائے باطن حد سے متجاوز ہے

''اصلا پردۂ بشریت و غشاوۂ جبلت درمیان نماندہ نمی داند کہ از کجا است''

بشریت اور جبلت کا حجاب درمیان میں بالکل نہیں رہا نہیں جانتا کہ یہ کہاں سے ہے حکم عقل اور طریقہ انصاف کی رعایت سے قطع نظر ''بایں چنیں عزیزان و بزرگان بد نباید بود''اس قسم کے بزرگوں سے بداعتقاد نہیں ہونا چاہئے باطن میں بطریق ذوق و وجدان کسی چیز کا غلبہ ہوگیا ہے۔ جسے زبان بیان کرنے سے قاصر ہے اللہ تعالیٰ ہی مقلب القلوب اور مبدل الاحوال ہے شاید ظاہر بینوں کے نزدیک یہ بعید ہو۔[1]

حضرت شیخ محدث کے مذکورہ کلمہ ''اصلاً پردۂ بشریت و غشاوۂ جبلت درمیان نماندہ'' پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت شاہ غلام علی دہلوی لکھتے ہیں

قول شریف ایشاں غشاوہ بشریت درمیان نماندہ اشارت می نماید کہ تحریر اعتراضات از بشریت و نفسانیت بود نہ از راہِ حقیقت سبحان اللہ ایں است احوال علماء و اولیاء رحمۃ اللہ علیہم وائے بر حال جہال حساد و معاند نافہم معاذاللہ[2]

ان کا قول شریف ''غشاوۂ بشریت درمیاں نماندہ''اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اعتراضات، بشریت و نفسانیت کی بناء پر تحریر ہوئے نہ از راہِ حقیقت سبحان اللہ! علماء اور اولیاء (رحمۃ اللہ علیہم) کا یہ حال ہے تو جاہلوں، حاسدوں اور ناسمجھ دشمنوں کی کیا کیفیت ہوگئی۔ معاذ اللہ

یہ امر مستحضر رہے کہ شیخ محدث کو حقائق سے عدم آگاہی کی بنا پر حضرت مجدد کے عارفانہ کلمات سے اختلاف عالمانہ تھا جسے معاندین مخالفت بنا کر پیش کرتے رہے ہیں

حضرت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے توبیخ و تغلیط کے باوجود حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے انہیں مخاطب کر کے کوئی تردیدی مکتوب یا رسالہ تحریر نہیں فرمایا

---

[1] رسالہ درسخنان۔۔۔۔:۱۱، ۱۲ [2] رسالہ ششم: ۲

البتہ حضرت مرزا حسام الدین احمد کو حضرت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کا نام لئے بغیر آخری ایام میں بڑے سائز کے گیارہ صفحات پر مشتمل ایک مکتوب تحریر فرمایا ہے جس میں افسوس کا اظہار کرتے ہوئے "بہ مجردِ اشتباہ ۔۔۔ شہر بشہر بآں منادی کردن کدام تدین باشد" لکھ کر اسے "ہمہ شور وغوغا" قرار دیا ہے بہرحال آخری صفحہ کا ایک ایک جملہ محققین کے لئے بنظرِ عمیق مطالعہ کرنے کے قابل ہے۔ بلکہ آپ ایک مکتوب میں ان سے یوں مخاطب ہیں۔

وجود شریفِ ایشاں دریں غربت اسلام و اہل اسلام مغتنم است [۱] اس غربت اسلام کے زمانے میں آپ کا وجود شریف اسلام اور اہل اسلام کے لئے غنیمت ہے۔

صفائے باطن کے بعد حضرت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد کو طویل خط لکھا تھا

آنچہ مسودات اقتراحات کہ بر کلماتِ قدسی آیات حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نوشتہ ام در آبِ جمن بشویند ۔۔۔ نسبت ایں فقیر درایں ایام وصفائے باطن بہ خدمت ایشاں از حد متجاوز است واصلاً پردۂ بشریت و غشاوۂ جبلت درمیان نہ ماندہ ۔۔۔ ایں چنیں عزیزاں وبزرگان بدنباید بود۔۔۔ شاید کہ ظاہر بیناں دراین جا استبعاد کنند [۲]

حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے کلمات قدسی آیات پر جو میرے اقتراحاتی مسودات لکھے ہوئے ہیں انہیں دریائے جمنا کے پانی میں دھوڈالو۔۔۔

بنابریں دونوں خاندانوں (خانوادۂ مجددیہ اور خانوادہ حقیہ) میں باہمی تلمذ وارادت اور محبت واخوت کے مراسم وتعلقات قائم رہے۔

حضرت شیخ دہلوی کا حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہما کی بعض علمی وکشفی عارفانہ

---

[۱] دفتر دوم مکتوب: ۲۹ [۲] بشارات مظہریہ در فضائل مجددیہ

عبارات سے اختلاف کرنا اور بعد میں حقیقت مسئلہ واضح ہونے پر اختلاف سے رجوع کرنا خلوص وللٰہیت کا بہترین نمونہ ہے لیکن اے کاش دوسرے مخالفین و ناقدین بھی اس سے سبق حاصل کرتے ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء مگر انہوں نے تسلیم و توقف کے باوجود شیخ دہلوی کے معترضانہ مکتوب کو ہوادی گذشتہ صدی میں پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب نے اس مخالفانہ مکتوب کو صحیفہء سماوی سمجھ کر حیات شیخ عبدالحق میں شائع کر دیا جو ایک طرف تو اغیار کو اکابرین اسلام پر زبانِ طعن دراز کرنے کا موقعہ فراہم کرتا ہے اور دوسری طرف مجددی حضرات کی دل آزاری کا موجب ہوا ہے حالانکہ حضرت شیخ دہلوی نے اپنی کتاب ''المکاتیب والرسائل'' میں اس مکتوب کو درج نہیں فرمایا بلکہ اسے ضائع کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔

صد افسوس! ایسی تحقیق پر جو اہل اللہ کی اذیت اور ان سے بدگمانی کا سبب ہو نیز مسلمانوں کے لئے فکری انتشار اور قلبی اضطراب کا باعث بنے

ع خرد کی نا مسلمانی سے فریاد

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے معاندین وحاسدین کی نذر شعر ہے

جن کا دیں پیروئ کذب و ریا ہے ان کو
ہمتِ کفر ملے ، جرأتِ تحقیق ملے

ظاہر ہے ایسی صورت میں اخیار کی تسکین اور اغیار کے منہ میں لگام دینے کے لئے اعتراضات کی تردید لکھنا ضروری ہو جاتا ہے دراصل یہ شیخ دہلوی کی تردید نہیں بلکہ معاندین کا رد اور یاوہ گو مخالفین کے سوء ظن کا ازالہ ہے جو حضرت شیخ دہلوی کی تحریر کی آڑ میں اپنے خبثِ باطن کا اظہار اور مذموم جذبات کی تسکین کا ساماں کرتے ہیں۔

ان اعتراضات کے جواب میں مدلل رسائل وکتب لکھیں گئیں جن میں اولاد امجاد وخلفاء امام ربانی کے علاوہ حضرات میرزا جان جاناں مظہر، شاہ ولی اللہ، شاہ

عبدالعزیز مخدوم ملا معین ٹھٹھوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ غلام علی دہلوی، مولانا وکیل احمد سکندر پوری، شیخ ابوالحسن زید فاروقی، شارح مکتوبات امام ربانی مولانا محمد سعید احمد مجددی وغیرہم (رحمۃ اللہ علیہم) کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

بندۂ بے دام

بشارت علی مجددی

یکے از غلامانِ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ

مقدّمہ

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید (ف ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء) سلسلۂ نقشبندیہ کے اکابر مشائخ میں سے تھے اور اپنے مرکز دہلی میں تاحیات مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا درس دیتے رہے۔آپ کو مستند ذرائع سے اس امر کا علم تھا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حضرت مجدد الف ثانی پر جن شبہات کا اظہار کیا تھا ان سے رجوع کرلیا تھا اور اس سلسلہ میں ایک مکتوب خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ/ ۱۶۳۳ء) کو لکھا تھا[۱]۔گویا بعض محققین کا یہ خیال بے بنیاد ہے کہ رجوع کے سلسلہ کا یہ مکتوب پہلی بار اخبارالاخیار کے مطبع مجتبائی ۱۳۲۱ھ کے آخر میں شائع ہونے والا مکتوب دورآخر کے معتقدین کا خود ساختہ ہے۔

حضرت میرزا مظہر نے مخالفین کے اعتراضات کے مختصر جوابات دو مکاتیب (۵۔۶) میں دیئے ہیں۔ چھٹا مکتوب آپ کے خلیفہ نامدار قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے نام ہے جن کے اس موضوع پر تین رسائل اس مجموعہ حاضرہ میں شامل ہیں۔

حضرت مظہر کے مذکورہ دونوں مکاتیب مقامات مظہری کے مطبوعہ ایڈیشن ۱۳۰۹ھ سے ماخوذ ہیں۔

حضرت مظہر کے مفصل احوال ومناقب کے لئے دیکھئے:

۱...... بشارات مظہریہ مؤلفہ مولانا نعیم اللہ بہڑائچی، قلمی

---

[۱] نعیم اللہ بہڑائچی: بشارات مظہریہ، قلمی نسخہ برٹش میوزیم، لندن،

۲..... معمولاتِ مظہریہ مؤلفہ مولانا بہڑ ا ئچی ، (مطبوعہ)

۳..... مقاماتِ مظہری مؤلفہ شاہ غلام علی دہلوی ، ترجمہ و تعلیقات محمد اقبال مجددی (مطبوعہ)

۴..... کمالاتِ مظہر یہ مولفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی (قلمی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ف ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء) کی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار سے گہری وابستگی کے آثار ملتے ہیں ۔ حضرت مجدد الف ثانی کے فارسی رسالہ ''ردِروافض'' کی علماء حرمین کی فرمائش پر آپ نے عربی میں شرح لکھی اور اس کا عربی میں ترجمہ بھی کیا، یہ شرح المقدمة السنية فى الانتصار للفرقة السُنية کے نام سے ہے اور حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی کی تصحیح سے دہلی سے طبع ہوگئی ہے۔

آپ نے اپنے ایک شاگرد خاص مولانا محمد امین کشمیری کی درخواست پر حضرت مجدد الف ثانی پر مخالفین کے شبہات کا جواب ایک مکتوب گرامی (نمبر ۸۴) میں دیا ہے یہاں اس کا متن شائع کیا جارہا ہے۔ [۱]

مکتوب الیہ مولانا خواجہ محمد امین کشمیری (ف ۱۱۸۷ھ/ ۱۷۷۳ء) آپ کے فرزند بزرگ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی کے استاد بھی تھے ۔ [۲]

حضرت شاہ ولی اللہ کے رسائل کا ایک مجموعہ مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ذخیرۂ حبیب گنج میں ہے جس میں ایک رسالہ خلت اور دوسرا رسالہ شواہد التجدید حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں ہیں ۔ [۳]

---

[۱] مکاتیب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جامع شاہ عبدالرحمن بن شاہ محمد عاشق پھلتی مرتبہ مولانا نسیم احمد فریدی، مطبوعہ رضا لائبریری رام پور، ۲۰۰۴ء [۲] ایضاً، تعلیقات مولانا فریدی ۵۵۲ ۔ ۵۵۴

[۳] تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب حاضر میں عنوان '' حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں

رسالہ در دفع اعتراضات بر بعض عبارات

نوشتہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (ف ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۴ء) بن شاہ ولی اللہ محدث آپ نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا تھا جو آپ کے مجموعۂ فتاویٰ میں شامل ہے جس کا متن یہاں دیا جا رہا ہے۔ آپ نے شیخ عبدالحق محدث دھلوی کے رسالہ اعتراضات کے ایک خطی نسخے پر حواشی بھی لکھے تھے، جنہیں حضرت شاہ غلام علی دہلوی نے اپنے رسالہ رد اعتراضات کی فصل چہارم کے طور پر نقل کر کے محفوظ کر لیا تھا۔ یہ پورا رسالہ بھی مجموعۂ حاضر میں شامل ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی کے ایک اور رسالہ رد اعتراضات کا قلمی نسخہ ''رضا لائبریری رام پور'' میں محفوظ ہے، ہمیں اس وقت تک معلوم نہیں ہے کہ یہ رسالہ وہی ہے جو فتاویٰ عزیزی سے نقل ہوا ہے یا کوئی دوسرا رسالہ ہے۔

رسالہ رد روافض شرح المقدمۃ السنیہ مؤلفہ شاہ ولی اللہ میں جہاں کہیں شارح نے حضرت مجدد سے اختلاف کیا ہے، شاہ عبدالعزیز نے ماتن یعنی حضرت مجدد کا دفاع کرتے ہوئے شارح یعنی اپنے والد گرامی سے اختلاف کیا ہے۔[۱]

رسائل قاضی ثناء اللہ پانی پتی

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۱۴۴۔۱۲۲۵ھ/ ۱۷۳۱۔۱۸۱۰ء) کثیر التصانیف عالم اور صوفی تھے، حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید کے سب سے نامور خلیفہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد خاص تھے۔ آپ تفسیر مظہری جیسی شہرۂ آفاق تفسیر کے مؤلف بھی تھے۔

شاہ عبدالعزیز محدث آپ کو ''بیہقی وقت'' کہا کرتے تھے۔

ـ[۱] Zubaid Ahmad: The Contibution of Indo Pakistan to Arabic literature, pp:115-16

حضرت مظہر فرماتے تھے کہ قیامت کے روز اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ تم میری بارگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو تو عرض کروں گا ثناء اللہ۔ (مقامات مظہری: ۶۱ ۳)

مفصل حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

۱.....خود نوشت حالات قاضی ثناء اللہ مشمولہ بشارات مظہریہ قلمی ورق ۱۴۷

۲.....مقامات مظہری مؤلفہ شاہ غلام علی دہلوی تعلیقات محمد اقبال مجددی ص: ۴۰۰، ۴۰۳

۳.....تذکرۂ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی مولفہ محمود الحسن عارف، مطبوعہ لاہور

4. Sajida, S. Alvi: Qazi Sana Allah Panipati, an Eighteenth-Century Indian Sufi, Article included in Islamic Studies (Essays presented to Charles J. Adams)ed.by W.Hallaq and D.Little, Leiden, 1991.

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں تین رسائل تالیف کئے تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

۱.....احقاق حق (فارسی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ف ۱۰۵۲ھ/ ۱۶۴۲ء) نے حضرت مجدد الف ثانی کے بعض ان معارف پر اعتراضات کئے تھے جو آپ کے ایک ناراض مرید حسن افغان نے چوری کر کے اس میں تحریف کی اور اس وقت کی مشہور خانقاہوں میں بھیجے جن میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی خانقاہ مخالفین کی توجہ کا مرکز رہی۔ یہ لوگ حضرت شیخ محدث کی خدمت میں بھی وہ محرف معارف لے گئے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے پیر بھائی یعنی حضرت خواجہ کے خلیفہ تھے، آپ نے بلا تحقیق مخالفین کی شورش سے متاثر ہو کر ایک مفصل رسالہ، اعتراضات لکھا۔ کئی نقشبندی مجددی

حضرات نے اس رسالہ کے جوابات لکھے تھے جن میں ایک رسالہ قاضی ثناء اللہ کا رسالہ احقاق بھی ہے۔ جو آپ نے ۲۵ شوال ۱۱۶۰ھ کو تالیف کیا۔ (خاتمہ رسالہ) گویا یہ رسالہ اس موضوع پر لکھے جانے والے دیگر دو معاصرین یعنی شاہ عبدالعزیز محدث اور شاہ غلام علی دہلوی کے رسائل پر تقدم زمانی بھی رکھتا ہے، اس وقت قاضی صاحب کی عمر سولہ سترہ سال کی تھی۔ (۱۱۶۰-۱۱۴۴=۱۶)

اس نوعمری کے باوجود آپ کے تحریر کردہ جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی کے معارف پر دسترس تھی۔ کہیں کہیں اسلوب تحریر میں شدت کا پہلو بھی آ گیا ہے لیکن شیخ محدث کے احترام و ادب کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا بلکہ آپ کا نام تک نہیں لیا، مخاطب کرتے ہوئے ''عزیز'' اور ''بعضی علماء ظاہر'' لکھا ہے۔ صرف ایک مقام پر حضرت مجدد الف ثانی کے ایک مکتوب بنام شیخ نور الحق بن حضرت شیخ محدث کو ''پسر معترض'' لکھا ہے۔

یہاں ہم احقاق حق کے جس خطی نسخہ کا عکس شائع کر رہے ہیں، وہ خود قاضی ثناء اللہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے پہلے زاید ورق پر قاضی صاحب نے ''رسالہ احقاق حق رد اعتراضات عبدالحق از کلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ'' لکھ کر اپنی مہر ''محمد ثناء اللہ'' ثبت کی ہے۔ مہر کا سنہ صحیح نہیں پڑھا جاتا ہے۔ اس نسخہ میں مؤلف نے جا بجا حک و اصلاح اور قطع و برید سے کام لیا ہے، حواشی میں کئی مقامات پر اضافات بھی اس امر کے مؤید ہیں کہ یہ رسالہ مؤلف کا خودنوشت نسخہ ہے۔ دوسرے اس خطی نسخہ کے مالک معروف عالم و شیخ حضرت ابوالحسن زید فاروقی (۱۹۰۶-۱۹۹۳ء) رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین درگاہ مظہری دہلی نے بھی اس رسالہ کے بدست حضرت مولف ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ (حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ص: ۱۳۷)

ہمیں رسالہ احقاق کے دو اور خطی نسخوں کا علم ہے اور ان تینوں کی بنیاد پر ہم ایک

تقابلی متن تیار کر رہے ہیں جو عنقریب شائع ہوگا۔ ان شاء اللہ

۲۔ رسالہ در جواب شبہات کلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ (فارسی)

یہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا اس موضوع پر دوسرا رسالہ ہے۔ اس کا سال تالیف یا سال کتابت درج نہیں ہے۔ رسالہ احقاق کی طرح آپ نے اس کے پہلے زاید ورق پر مذکورہ بالا نام لکھ کر اپنی مہر لگائی ہے۔ لوائح خانقاہِ مظہریہ میں قاضی صاحب کے دو مکتوبات کا عکس دیا گیا ہے اس تحریر کا سواد خط اور ان دونوں رسائل کا اسلوب کتابت یکساں ہے اس لئے ان کے قاضی صاحب کی خود نوشت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

قاضی صاحب نے یہ رسالہ حضرت مجدد کے کلام پر بعض شبہات کے ازالہ کے لئے لکھا ہے کسی ایک معترض کے خلاف نہیں ہے۔ اس رسالہ کے کسی دوسرے خطی نسخے کا ہمیں تا حال علم نہیں ہے۔ یہ رسالہ بھی حضرت ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ میں ہے جو انہیں رسالہ احقاق کے ساتھ پانی پت میں قاضی صاحب کے گھر سے دستیاب ہوا تھا۔ (مقامات مظہری ص: ۴۱۰۔ ۴۲ حاشیہ ۲۱)

۳۔ الرسالۃ الذب عن القطب الربانی والامام الصمدانی ...الشیخ احمد الفاروقی

یہ رسالہ قاضی صاحب نے عربی میں لکھا ہے پہلے دو رسائل کی طرح اس میں بھی آپ نے اپنا نام نہیں لکھا بلکہ اپنی ایک مشہور کتاب السیف المسلول کا اس طرح حوالہ دیا ہے:

ایں عاصی خاکسار بے مقدار خود را از جملہ خادمان حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم بشابہ زال یوسف است ...... چنانچہ درخطبۂ رسالۂ السیف المسلول علی من اعرض عن سنت الرسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایمائے برآں شدہ است (ورق الف)

قاضی صاحب نے السیف المسلول حضرت مظہر (ف ۱۱۹۵ھ) کے حین حیات تالیف کی تھی گویا یہ رسالہ رد اعتراضات ۱۱۹۵ھ کے بعد تالیف کیا گیا۔

قاضی صاحب نے اس رسالہ کی غرض وغایت یوں بیان کی ہے:

اعلم یا اخی ان معظم قصدی ومطمح نظری بتالیف تلک الرسالة الذب عن القطب الربانی والامام الصمدانی صاحب الکمال الرحمانی العارف الکامل و العالم الفاضل قطب سماء الحقیقة ومجمع اسرار دقائق الطریقة بلبل الافراح عمدة اسرار الملک الفتاح احد اعطی له علماء الظاهر والباطن وثبت له فی سائر الا ما کن الی یوم ینفخ فی الصور قطب الوجود والنور الممدود و شیخنا و قدوتنا الی الله سبحانه الشیخ احمد الفاروقی النقشبندی الکابلی ثم السهرندی مثلی قدرة ان یقوم بالذب عن مثل هذا الولی ......

گویا یہ رسالہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی سے ''خصومت'' رکھنے والے حضرات کے اعتراضات کے جواب میں لکھا ہے۔ بڑے سائز کے چار اوراق کا یہ رسالہ کتابخانہ اسلامیہ کالج، پشاور میں محفوظ مکتوبات حضرت مجدد کے ایک قلمی نسخہ نمبر ۹۳۹ کے آخر میں مجلد ہے اس کے کسی دوسرے نسخہ کا تا حال علم نہیں ہے۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۵۶۔۱۲۴۰ھ/ ۴۳ ۱۷۔ ۱۸۲۴ء)

حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید (ف ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) کے جانشین، غایت درجہ پابند شرع، صوفی بلند پایہ، کتب تصوف کے مولف، عالم اسلام کے علماء و مشائخ کو فیوض باطنی سے منور کرنے والے تھے۔

آپ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (ف ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۴ء) کے شاگرد تھے اور سند حدیث آپ ہی سے لی تھی۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ عالم اسلام کے اکابر آپ کے حلقہء ارادت میں داخل تھے۔ آپ کے خلیفہء نامدار حضرت مولانا خالد کردی رومی کے مریدین کی تعداد ایک لاکھ سے بھی متجاوز تھی اور عالم اسلام کے متبحر علماء جوان سے فیض یاب ہوئے ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ حضرت شاہ غلام علی نے بھی ساری عمر حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات اتباع شرع شریف اور آپ کے معارف کی اشاعت میں صرف کی اور آپ کے مکتوبات کا درس بڑے اہتمام سے دیا کرتے تھے۔[۱]

حضرت شاہ غلام علی نے معترضین حضرت مجدد الف ثانی کے شبہات کے جواب میں دو رسائل لکھے تھے۔

۱۔ رسالہ دررد اعتراضات شیخ عبدالحق

حضرت شاہ غلام علی نے نہایت مثبت طریقہ سے حضرت شیخ محدث کے اشکال کا جواب لکھا ہے۔ آغاز رسالہ میں آپ نے اس سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھے جانے والے رسائل میں سے علامہ محمد فرخ مجددی، شیخ عبدالاحد وحدت، مرزا محمد بیگ بدخشی مکی، شاہ ولی اللہ محدث اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا ذکر کیا

۱۔ حضرت شاہ غلام علی کے مفصل حالات کے لئے ملاحظہ ہو: (۱) درالمعارف (ملفوظات شاہ غلام علی) مرتبہ شاہ رؤف احمد رافت مجددی (۲) ملفوظات ہفت روزہ از شاہ رافت مجددی (۳) ملفوظات شریفہ جامع خواجہ غلام محی الدین قصوری

ہے۔آپ نے حضرت شیخ محدث کے اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے

حضرت شیخ عبدالحق کہ بتحریر اعتراضات صرفہ گویان رادر طعن دیر ساختہ سخن بطور علمای ظاہر فرمودہ اند......

یہ رسالہ آپ کے مکاتیب شریفہ میں مکتوب نمبر ۸۸ میں شامل ہے اس کا متن یہاں شائع کیا جارہا ہے۔آپ کے مجموعہ رسائل سبعہ سیارہ میں بھی نقل ہوا ہے۔

۲۔رسالہ در بیان سخنانی کہ دربارۂ امام ربانی

حضرت شاہ غلام علی دہلوی کا حضرت مجدد الف ثانی پر اعتراضات کے جواب میں یہ دوسرا اہم رسالہ ہے۔ پہلا رسالہ صرف حضرت شیخ عبدالحق محدث کے اعتراضات کے جواب میں ہے لیکن یہ رسالہ اس سے زیادہ مفصل اورآپ پر عام شبہات کے ازالہ کے لئے لکھا گیا ہے۔اس رسالہ کی پانچ فصول ہیں، شیخ محدث کے رسالہء اعتراضات کا ایک خطی نسخہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے پاس تھا جس پرآپ نے کچھ حواشی لکھے تھے۔شاہ غلام علی نے اپنے اس رسالہ کی فصل چہارم میں وہ تمام حواشی نقل کر کے محفوظ کردیئے تھے اب شاہ غلام علی کے اس رسالہ کی بدولت وہ حواشی آج ہم تک پہنچے ہیں۔

یہ رسالہ آپ کے مجموعہ رسائل سبعہ سیارہ میں شامل ہے اور اس سے مولانا محبوب الٰہی (۱۹۰۸۔۱۹۸۱ء) مصحح حضرات القدس جلد دوم اور رسائل حضرت مجدد الف ثانی نے بڑی صحت کے ساتھ ۱۳۸۴ھ کواس کی نقل تیار کر کے خانقاہ سراجیہ، کندیاں کے کتب خانہ میں جمع کروائی تھی۔پیش نظر رسالہ کی یہی نقل بطور عکس شائع کی جارہی ہے جو رسائل سبعہ سیارہ مطبوعہ سے بہتر ہے۔

حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی

حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی (۱۹۰۶ء۔ ۱۹۹۳ء) بن حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی بن شاہ احمد سعید بن شاہ ابوسعید مجددی، سجادہ نشین درگاہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں، دہلی اس سلسلہء مبارکہ کے آخری بزرگ تھے جنہوں نے اپنے جد اعلیٰ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے دفاع میں کئی اہم اقدامات کئے اور دورِ جدید کے مغرب زدہ محققین کی غلط فہمیوں کا بھی ازالہ فرمایا اور حضرت مجدد اور ان کے ناقدین کے نام سے ایک نہایت وقیع کتاب تالیف کی جو آپ نے شاہ ابوالخیر اکاڈمی دہلی سے ۱۹۷۷ء کو شائع کی۔[1]

اس اہم کتاب کے چند صفحات کی نقل یہاں شامل مقدمہ کی جارہی ہے اس سے ان رسائل کا پس منظر سمجھنے میں بھی مدد ملے گی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث کے رسالۂ اعتراضات کی صحیح حقیقت بھی سامنے آجائے گی۔ حضرت مؤلف نے اس کا انگریزی ترجمہ اپنی نگرانی میں کروایا تھا جو لاہور سے چھپ چکا ہے۔

حضرت شاہ ابوالحسن زید علیہ الرحمہ سے پہلے مولانا وکیل احمد سکندرپوری نے حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں تین نہایت بیش قیمت رسائل لکھے تھے جو مطبع مجتبائی دہلی سے مجموعہ کی صورت میں شائع ہوچکے ہیں ان میں ہدیہء مجددیہ، انوار احمدیہ اور الکلام المنجی برد اعتراضات البرزنجی شامل ہیں۔ یہ مجموعہ لاہور سے ۲۰۱۱ء کو عکسی

---

[1] حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی نے اپنے والد گرامی حضرت شاہ ابوالخیر مجددی کے مبارک احوال پر مقامات خیر کے نام سے جو بیش بہا کتاب لکھی ہے آپ نے اس میں اپنے حالات بھی بیان فرمائے ہیں۔ (ص: ۷۳۵۔ ۷۸۶) اس کے علاوہ صوفی غلام سرور مرحوم نے مختصر سوانح حیات شیخ الاسلام ابوالحسن زید فاروقی کے نام سے ایک رسالہ لاہور سے ۲۰۰۲ء کو شائع کیا۔

صورت میں دوبارہ طبع ہو گیا ہے۔

شارح مکتوبات علامہ محمد سعید احمد مجددی

ابوالبیان علامہ محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۴۳ء۔ ۲۰۰۲ء) عصر حاضر میں تعلیمات مجددیہ کے عظیم مبلغ ونقیب تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و معارف پر گہری نظر رکھتے تھے۔ آپ ربع صدی تک مکتوبات شریفہ کا درس ارشاد فرماتے رہے۔ مکتوبات شریفہ کی پہلی اردو شرح ''البینات شرح مکتوبات'' آپ کا عظیم کارنامہ ہے جس کی چار ضخیم جلدیں شائع ہو چکی ہیں جبکہ بقیہ پر کام جاری ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی علوم و معارف پر مشتمل آپ کی تصنیف لطیف ''مبدأ و معاد'' احباب کو سبقاً پڑھائی جو کہ کتابی صورت میں ''سعادت العباد شرح مبدأ و معاد'' کے نام سے چھپ چکی ہے نیز آپ نے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب مستطاب کشف المحجوب کا مسلسل ۸ برس (۱۹۸۹ تا ۱۹۹۶) تک ہفتہ وار درس بھی ارشاد فرمایا۔ شرح کشف المحجوب کی ترتیب و تدوین کا کام بھی شروع کیا جا رہا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سیرت و کردار اور تجدیدی افکار پر مشتمل ''سرمایہ ملت کا نگہبان'' آپ کی تصنیف ہے جس سے زیر نظر کتاب کے عنوان سے مطابقت رکھنے والے تین مضامین شامل کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ بقیہ طینتِ محمدی ﷺ کا مرقع ۲۔ حضرت امام ربانی کا منصب قیومیت

۳۔ مسئلہ نیت اور حضرت امام ربانی

دار المؤرخین
۱۹۶۔ بی سبزہ زار، لاہور

محمد اقبال مجددی
۱۴ نومبر ۲۰۱۱ء

رسالہ در بیانِ سخنانی کہ در بارۂ امام ربانی

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

رسائل سبعہ سیارۂ شاہ غلام علی دہلوی

مطبوعہ مطبع علوی، ۱۲۸۴ھ

بخط

مولانا محبوب الٰہی مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ فقیر عبد اللہ معروف غلام علی عفی عنہ کہ کمترین منسوبان خاندان
عالی شان احمدیہ است می گوید کہ این رسالہ الیست مختصر در بیان سخنان کہ دربارۂ
امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہرت یافتہ و
مردم آن کلمات را سرمایۂ انکار ساختہ اند و آن کلمات محض افترا است ہرگز باثبات
نمی رسد۔ و جواب سوالات کہ بر کلام ایشان بے تامل و تحقیق می نمایند بطور نیکو بتامل
معقول و مشروح می گردد و ازالۂ سوء ظن از خدمت بزرگان می شود

این رسالہ مشتمل است بر پنج فصل:۔ فصل اول در بیان مجملے از
احوال حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ۔ فصل دوم در دفع اعتراضات از کلام
ایشان بطریق اجمال۔ فصل سوم در اجوبہ بعضے اعتراضات حضرت شیخ
عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ رسالہ در انکار معارف ایشان نوشتہ اند
فصل چہارم در بیان حواشی کہ استاذ فقیر حضرت شاہ عبد العزیز در ایام خوردی بر رسالۂ
حضرت شیخ مذکور رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمودہ اند۔ فصل پنجم در دفع شبہاتے کہ برانگیختۂ عوام

فصل اوّل

در بیان احوال حضرت ایشان امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مذکور است ۔ نسب ایشان بحضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ می رسد ۔

تولد ایشان در سنہ ہفتاد و یک و نہ صد ہجری ست ۔ علم ظاہر از والد ماجد خود مخدوم شیخ عبد الاحد خلیفہ حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کہ در علم ظاہر و باطن پیشوائے زمان بودند، و دیگر علمائے وقت تحصیل نمودند و طریقہ چشتیہ و قادریہ از والد خود گرفتہ اند واز ارواح طیبہ ہر دو سلسلہ علیا فیضہا یافتہ و طریقہ نقشبندیہ از حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ اخذ کردہ بتوجہات آنحضرت در دو سہ ماہ بمرتبہ کمال و تکمیل رسیدہ اند ۔ آنحضرت تعریف علو استعداد و ترقی درجات ایشان بسیار می نمودند ۔ می فرمودند "ایشان از کمل مرادان و محبوبان اند مثل ایشان در اولیاء متقدم چند کس بنظر می آیند ۔ ایشان چراغے شوند کہ عالم ازان منور گردد" ۔ می فرمودند "در واقعہ دیدیم کہ مشعلے نورانی افروختہ ایم تا بفلک سر کشیدہ و ساعت بساعت نور آن زیادہ می شود

مردم از آن چراغہا روشن می نمایند" این واقعہ اشارت بذات ایشان است
می فرمودند "در ایام عزیمت ہندوستان در استخارہ دیدم کہ طوطی خوش گفتار آمدہ بر دست
من نشست ـ طوطی عبارت از استعداد معاد ایشان ست" ـ می فرمودند "در وقت
رسیدن در سہرند از سہرند آواز غیب شنیدیم کہ تو در جوار قطب فرود آمدہ
قطب مراد از ذات ایشان ست" ـ می فرمودند "شیخ احمد آفتابی ست کہ
مثل ما ہزاران ستارگان در سایۂ او گم اند" می فرمودند "بواسطۂ شیخ احمد
معلوم شد کہ توحید کوچۂ تنگ ست و شاہ راہ دیگر ست" در مکتوبی با ایشان
نوشتہ اند "وَلِلْاَرْضِ مِنْ كَاْسِ الْكِرَامِ نَصِيْبٌ" ـ

قول عبد اللہ انصاری دربارہ پیر خود

عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ اند "اگرچہ من مرید
خرقانی ام اگر خرقانی درین وقت می بود با وصف پیری
مریدی من می کرد" و ہرگاہ احوال آن بے صفتان چنین باشد گرفتاران آثار
صفات چرا جان فدائے لوازم طلبگاری نکنند ـ توقف و اہمال نہ از استغنا
و بے نیازی ست؟ و موقوف بر اشارت ست انتہی" احوال یاران خود از ایشان

تحقیق می نمودند۔ می فرمودند علوم و کشوف ایشان بسیار صحیح و مرضی اہل بیت و اصحاب و اولاد و منتسبان آں حضرت بامر شریف از ایشان استفادہ می کردند۔ یکے از جماعت توقف نمود در منامے دید کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدح ایشان می نمایند و می فرمایند کہ ہر کہ مقبول شیخ احمد است مقبول ما ست و ہر کہ مردود شیخ احمد است مردود ما ست پس بخدمت ایشان رفتہ استفادہ نمودہ۔

طریقہ مجددیہ: اللہ تعالیٰ بہمیں ترتیب حضرت ایشان را طریقہ جدیدہ کرامت نمودہ و مقامات دیگر عطا فرمود و علوم و معارف و اذواق و مواجید ہر مقام جدا جدا عنایت کرد۔ الوف الوف علماء و عقلاء در طریقہ ایشان بآں مقامات رسیدہ تا بآں علوم و معارف اقرار نمودند و در آں مقامات ہیچ اشتباہ نمی ماند۔ و طریقہ ایشان کہ دوام حضور و اتباع سنت است در اطراف عالم شہرت یافت و بافادات ایشان و افاضات خلفاء ایشان طالبان بے شمار تہذیب یافتند و می یابند۔

مکتوبات مجددیہ | مکتوبات ورسائل ایشان، از اسرار و معارف مطابق کتاب و سنت و تحقیقات لائقہ و تدقیقات رائقہ کہ این چنین از ہیچ یکے از علماء صوفیہ منقول نیست، مشحون است۔

کتب دربارۂ حضرت مجدد رح | در احوال ایشان محمد ہاشم کشمی کتابے مسمی بہ برکات احمدیہ و ملا بدر الدین کتابے مسمی بہ حضرات القدس تحریر نمودہ و مقامات عالیہ و درجات سامیۂ ایشان و ریاضات و مجاہدات و ملفوظات و خوارق عادات و تصرفات کہ از ایشان صادر شدہ مفصل بیان فرمودہ۔

وفات | وفات ایشان در سنہ ہزار و سی و چہار ہجری بست و ہشتم صفر وقت صبح است۔ تاریخ ولادت ایشان محمد حامل الفیض (۹۷۲ھ) و سنین عمر احمدی (۶۳) است۔ تواریخ وفات ایشان بسیار گفتہ اند از آنجملہ چند تواریخ گفتہ می شود وارث الرسل (۱۰۳۴ھ)۔ نقشبند تقوی بود معرفت عہ (۱۰۳۴ھ) ظل محمد بود (۱۰۳۴ھ)۔ منور آداب خواجہ بہاء الدین بود (۱۰۳۴ھ)۔

[حاشیہ: ۱ منسوب بہ ... ۲ ... شدہ ... در احوال ... الف ثانی ... در ... تشدید ... حضرت ... رح ... [illegible]]

عہ در اصل چنین نوشتہ "و نقشبند تقوی و معرفت مرداد"۔ از این عبارت تاریخ نمی بر آید ۱۲ مجوب اللہ عفی عنہ، ولے از نقشبند تقوی بود (۱۰۳۴) و معرفت مرد (۱۰۳۴ھ) بر می آید ۱۲ مجوب الہی عفی عنہ

رائے خواجہ علاء الدین بود ۱۰۳۴ھ – آن خواجہ محمد پارسا بود ۱۰۳۴ھ – بزرگی ہمۂ خواجہ عبید اللہ بود ۱۰۳۴ھ
ادراک خواجہ باقی باللہ بود ۱۰۳۴ھ رحمۃ اللہ علیہ وعلیہم رحمۃً واسعۃً مبارکۃً طیبۃً
بزرگیۃً - حضرت آدم بنوری یکے از اجلۂ خلفاء ایشان اند ہزار خلیفہ
کامل داشتہ اند وصد کس کامل مکمل ہمچنین خلفائے ایشان شمار حضرت محمد
میر نعمان و خواجہ محمد ہاشم کشمی و ملا محمد طاہر لاہوری و ملا بدیع الدین سہارنپوری
وغیرہم در مرجعیت خلقِ خدا و ہدایت طالبانِ مولا ' سر آمد مقبولان بارگاہ
الٰہی بودند و انوار شریعت و طریقت را رواجہا دادند رحمۃ اللہ علیہم

بشارت وجود ایشان (۱) از حضرت شیخ احمد جام قدس سرہ منقول است کہ
می فرمودند "بعد از چہار صد سال احمد نام شخصے پدید آید کہ آثار عنایت حق
سبحانہ در بارۂ او ہویدا باشند و تمام خلق بہ بینند" این بشارت اشارت
بوجود حضرت مجدد الف ثانی است کہ وفات حضرت احمد جام در صد ششم است و
ولادت حضرت ایشان در سنہ نہصد و ہفتاد و یک ۹۷۱ –

(۲) واز حضرت شیخ خلیل اللہ بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ منقول است کہ "در

در سلسلۂ حضرات خواجہا رحمۃ اللہ علیہم از ہندوستان شخصے پیدا شود کہ بے نظیر عصر خود خواہد بود افسوس کہ حیاتِ ما تا آن زمان کفایت نخواہد کرد والا سعادت زیارتش می یافتم "

(۳) شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ بعد واقعہ خود در روز تنہائے تکرار، پیراہن مبارک خود بطریق تبرک بدست حضرت اسکندر نبیرۂ خود برائے حضرت مجدد فرستادہ اند۔ گویند آن پیراہن حضرت غوث الثقلین بود رضی اللہ عنہ بتوارث و توصیۃ بحضرت شاہ کمال بحسب حضرت ایشان رسیدہ۔

مطالب مرقومہ از حضرات القدس شیخ بدر الدین نقل یافتہ و بحضرت مجدد بخواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہما در مکتوبات موجود است و اللہ اعلم

حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ بعد تحریر مناقب حضرت مجدد نوشتہ اند " لَا يُحِبُّهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَلَا يُبْغِضُهُ إِلَّا مُنَافِقٌ شَقِيٌّ " رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ أَنْصَفَ وَلَمْ يَتَعَسَّفْ ۔

در مکتوبات / در رشحہ / حضرت خواجہ / رشحہ

فصل دوم در دفع اعتراضات از کلام ایشان بطریق اجمال

برار باب علم ظاہر ست کہ در ادراک بعض آیات قرآنی مثل یَدُ اللهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ و اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی و بعض کلمات حدیث مثل رِجْل، و ضحک، و حقوی کہ بجناب قدسی الٰہی نسبت یافتہ فہم و عقل را راہ نیست پس تفویض بعلم الٰہی یا تاویل آن ضرور ست۔ ہمچنین از اولیائے کرام کلمات صدور یافتہ کہ عقل در درک آن عاجز ست چنانچہ یکے فرمودہ است "در درجات قرب از دریائے گذشتہ ام کہ انبیاء علیہم السلام این طرف آن در ماندہ اند" و دیگرے گفتہ:۔ لِوَائِیْ اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ۔ پس درچنین کلمات نیز تاویل باید نمود تا حسنِ ظن کہ مامور بہ است بخدمت بزرگان حاصل شود۔

علوم و معارف حضرت مجددؒ موافق کتاب و سنت است بعضے جا عزیزان بے غور و فکر گرفت می نمایند اگر مطالعۂ مکتوبات ایشان می کنند ہیچ جائے اعتراض نماند۔ ایشان خود دفع اعتراضات کما ینبغی فرمودہ اند، بجہت رفع شبہات کافی است و اللہ ہر تاویلے کہ در کلام بزرگان

از غلبۂ احوال یا ترغیب طالبان یا اسرارِ الٰہی یا کثرت نعمت یا عدم مساعدت الفاظ بمعنیٔ مقصود می نمایند نزد انصاف دور از حسد و اعتساف در کلام ایشان نیز جاری ہست، چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق محدث رحمۃ اللہ علیہ در ترجمۂ فتوح الغیب از تصنیفات حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نوشتہ کہ لب باشد تحقیق کامل بعلت قصور لفظ و عبارت از ادائی معنی مقصود و کشف حقیقت بجہۃ سلیم از اشتباہ و ابہام در ورطۂ خلاف افتد نزد ظاہر بینان و عبارت پرستان منسوب بزندقہ گردد و نعوذ باللہ مِنْ ذٰلِكَ - مَعَ هٰذَا حضرت شاہ محمد یحییٰ فرزند ایشان رسالۂ مفیدہ در دفعِ انکار منکران نوشتہ - و حضرت شیخ محمد فرخ نبیرۂ ایشان رسالۂ مسمّی بہ کشف الغطاء عن وجوہ الخطا تحریر نمودہ اند - و مولانا محمد بیگ رسالہ موسومہ بہ عَطِیَّۃُ الوَہَّاب الفَاصِل بَیْنَ الخَطَا وَالصَّوَاب - در ردّ اعتراضات در مکہ مشرفہ نوشتہ بمہر مفتیان ہر چہار مذہب رسانیدہ - دیگر مخلصان نیز توفیق بر داشتن

سرانجام) از راه خدا یافته هیچ جائے اعتراض نگذاشته اند مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی
که از اجلهٔ فضلائے هندوستان و ارادتمندان ایشان اند در جواب معترضات
مجملاً ارقام نموده که قدح کردن در سخن بزرگان از بے علمی بمراد ایشان است
رد کردن نتیجه نیک ندارد و غیبت عوام گناه است چه جائے غیبت خواص
پس رد کلام مشیخت پناه عرفان دستگاه شیخ احمد از جهل و نافهمیدگی است اصلا
دستاویز منکران رسالهٔ حضرت شیخ عبدالحق محدث است رحمة الله علیه.
که اعتراضات بطریق علمائے ظاهر بر بعض معارف ایشان نموده - اگرچه حضرت بعض
شیخ در اوائل حال بے تحقیق اعتراضها نموده اما در آخرها باز آمده در واقعه
رسالت پناه را صلی الله علیه وسلم دیده که می فرمایند که هر که اخلاص بما دارد
با ایشان نیز داشته باشد و اشارت بحضرت مجدد نمودند پس شیخ از انکار
استغفار نموده بخدمت خواجه حسام الدین احمد خلیفه حضرت خواجه باقی بالله رحمة
الله علیه باین عبارت نوشته که درین ایام صفائے باطن فقیر بخدمت میان
شیخ احمد سلمه الله تعالی از حد متجاوز است اصلا برده بشریت و غشاوه جبلت

در میان نمانده نمی دانند که از کجا است؟ قطع نظر از رعایت طریقۂ انصاف و حکم عقل که با چنین عزیزان و بزرگان بد نباید بود و در باطن بطریق ذوق و وجدان و غلبہ چیزے افتادہ است کہ زبان از تقریر آن لال است اللہ مقلب القلوب و مبدل الاحوال۔ شاہد ظاہر بنیان استبعاد است منع نمی دانم کہ حال چیست و چہ مثال است انتہی۔ و در مکتوبے طولانی باولاد خود بدین مضمون نوشتہ آنچہ مسودات اعتراضات بر کلام ایشان شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نوشتہ ام ہمہ را در آب بشوئید غبارے کہ نسبت ایشان بخاطر رسید بعد بصفا انجامید۔ و حضرت شیخ در ہمان رسالہ کہ بعضے کلمات بحضرت مجدد در چنین نوشتہ "ظن فقیر بخدمت شیخ چنان است آن مقدار کہ مرا با شما محبت و اتحاد است کم کسے را خواہد بود، شما عزیز ید و طریقۂ شما عزیز است۔ حضرت خواجہ صفت شما بسیار می کردند۔ برین معنی کسان واقف اند و فقیر از ہمہ واقف تر" و این بجہت استغفار و استکشاف حال در دفع تالم خود و تسکین حرقت صدر خود نوشتہ اند۔

ونیز دراں رسالہ تحریر نمودہ کہ یک بار در بارۂ شما این آیت شریفہ
وَ اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ از عالم غیب شنیدہ شد انتہیٰ۔ پوشیدہ
نیست کہ این آیت در ذم شیعۂ فرعون و اتباع او و اثبات حقیۃ موسیٰ علیہ السلام
دارد دلالت۔ پس رجوع حضرت شیخ از انکار و ورود این آیت شریفہ دلیل قوی
است بر رد اعتراضات و بطلان رسالۂ مذکورہ۔ و این رجوع حضرت شیخ از
انکار را فقیر شنیدہ ام از زبان پسر خود و استاد خود کہ اینہا ہمہ ثبت و ثقہ
و عدول اند۔ و رسیدن آزار از دست بادشاہ بحضرت ایشان نیز دلیل
است بر کمال اتباع ایشان بانبیاء کرام علیہم السلام۔ مخالفان انبیا را آزار
داشتہ انواع ایذا بآں اکابر رسانیدند۔ یوسف علیہ السلام در زندان
اعتکاف نمودند و سید المرسلین علیہ و علیہم الصلوٰۃ در شعب انزوا
فرمودند۔ آخر صدق و راستی انبیاء علیہم السلام ظہور نمودہ دین خدا
را اعتلا بخشید۔ ہمچنین طریقۂ جدیدۂ ایشان شیوع یافتہ دین مصطفیٰ را
صلی اللہ علیہ وسلم تقویت نمودند۔ ہزاران علماء و عقلاء بآں طریقہ گرویدند

سلوک نمودہ اند دوستانِ خدا گردیدہ اند۔ کما لا یخفی

فصل سیوم :۔ در اجوبۂ بعض اعتراضات حضرت
شیخ عبد الحق محدث رحمۃ اللہ علیہ۔ بدآنکہ بنائے رسالہ بر استماع
اخبار بے سرقہ گویان است کاش حضرت شیخ مکتوبات شریفہ را مطالعہ
می فرمودند۔ از سر تأمل و تحقیق سخن می نمودند تا مردم نافہم زبان طعن اکابر
نمی کشودند پس حاجت رد ہمہ اعتراضات حضرت شیخ نیست مگر بعض ازاں
باجواب آں ذکر کردہ می شود، و این بیان اجوبۂ اعتراضات بجہت ازالہ
سوء ظن زیادہ گویان است کہ بواسطۂ کلام حضرت شیخ عیب و طعن بزرگان
می نمایند و آیت شریفہ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ وحدیث مَنْ
رَمٰى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيْدُ شَيْنَهٗ بِهٖ حَبَسَهُ اللّٰهُ عَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ
حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ (رواہ ابو داؤد) اغماض عیب ازو دارند و نقص
و قدح در آں حضرت شیخ در وہم نیست کہ شیخ از اجلۂ علما و ارباب ولایت است
رحمۃ اللہ علیہ۔ اگرچہ قول حضرت شیخ در نظر اعتبار تمام است اما

سخن معقول موافق شرع را در نفس الامر وقعتے مالا کلام است ۔

آغاز جوابات | قوله از ایشان نسبت بحضرت خواجہ کہ پیر

و مربی ایشان بودند تقصیرہا در رعایت ادب مریدی و حق نعمت شناسی

سر برزد (جواب) این خلاف واقعہ است کہ از ایشان ہر نیاز و ادب

و شکر نعمت بجناب حضرت خواجہ قدس سرہ ظہور یافتہ مگر این لفظ کہ پیر

من اگرچہ (حضرت خواجہ) عبد الباقی است اما متکفل تربیت من از الباقی

است " ایں چنیں کلمات از قدما نیز سرزدہ است چنانچہ بعضے فرمودہ اند

مَا رَبَّانِیْ اِلَّا اللّٰہ وَرَسُوْلُہٗ و در اینجا نیز انکار از پیران لازم آید

و جوابش آیت شریفہ است قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ فَمَا لِھٰٓؤُلَآءِ

الْقَوْمِ لَا یَکَادُوْنَ یَفْقَھُوْنَ حَدِیْثًا و اسباب جز مرایائے ظہور

فعل الٰہی نیست و موثر حقیقی اوست سبحانہ اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ

اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ نص قاطع است درین

باب کہ ہدایت موصلہ از جناب الٰہی است و از مرشدان ارآءة طریق

و رہنمائی ایشان ۔ در رسالۂ مبدء و معاد از عقیدۂ خود بجناب حضرت خواجہ
چنین می فرمایند " فقیر یقین می داند کہ شمار این صحبت و اجتماع و
مانند آن تربیت و ارشاد بعد از زمانِ آن سرور علیہ و علیٰ آلہ الصلوات
والتسلیمات ہرگز بوجود نیامدہ و شکر این نعمت بجای آورد کہ اگر بشرف
صحبت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم مشرف نشد بارے از سعادت این صحبت
محروم نماند" ۔ و در مکتوب چہل و دوم از جلد ثانی در مکتوبات شریفہ می فرمایند
"پیران من منبعہای این نسبت اند کہ بتوسل ایشان در این راہ چشم کشادہ واکردہ ام
و بتوسط شان ازین مقولہ لب کشادہ ام ۔ در طریقہ سبق الف و با از
ایشان گرفتہ ام و مکرر دولت توجہ شان حاصل کردہ ہم اگر علم دارم
تطفلات ایشان است و اگر معرفت است ہم اثر التفات شان طریق تطفلی
اندراج النہایۃ فی البدایۃ را ازین بزرگان آموختہ ام و نسبۃ انجذاب
بجہت قیومیت از ایشان اخذ نمودہ ۔ بیک نظر ایشان آن دیدہ ام
کہ مردم در اربعین نہ بینند و بیک کلمہ شان آن یافتہ ام کہ دیگران

در سنین نیابند ؎

آنکه به تبریز یافت یک نظر شمس دین

طعنه زند بر دبه سخره کند بر چله

؎ نقشبندیه عجب قافله سالار انند + که برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را"

اعتراض | قولہ شما در باب غوث الثقلین قدس سرہ ((ورر)) از مقام از

نوشتید که نزول ایشان ناقص است"

جواب | این نیز خلاف واقع است ہیچ جا این سخن نفرمودہ اند

بلکہ در بارۂ غوث اعظم در مکتوب آخر جلد ثالث مکتوبات خود نوشتہ اند

کہ "وصول فیض و برکات در راہ ولایت بہر کہ باشد از اقطاب و نجباء

بتوسط شریف ایشان مفہوم می شود و معاملۂ اولین بوجود حضرت شیخ تعلق

دارد - ایشان در سطۂ رشد و ہدایت زند" - و در ہمان مکتوب خود را

نائب و ایشان را منیب خود نوشتہ اند کہ و استفادہ از طریقۂ علیہ

قادریہ نیز دارند - و در رسالہ مکاشفات غیبیہ می فرمایند کہ "واصلان

ذات کہ بہ افراد ملقب اند اقل قلیل اند، اکابر صحابہ و ائمۂ اثنا عشر از اہل بیت رضی اللہ عنہم باین دولت فائز اند و از اکابر اولیاء غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی باین دولت ممتاز اند و درین مقام شان خاص دارند کہ اولیاء دیگر ازین خصوصیت قلیل النصیب اند و قرب شان آن خصوصیت از ہمہ زیادہ درین باب مشارک اند۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ٥ و در رسالۂ مبدء و معاد می فرمایند کہ این درویش را درین عروج اخیر کہ عروج در مقامات رصلی ست مدد از روحانیت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی بودہ بقوت تصرف از آن مقامات گزرانیدہ باصل الاصل واصل گردانیدند انتہی ازین عبارات حضرت ایشان نوشتہ اند علو کمالات حضرت غوث الثقلین و حسن عقیدہ و ادب آن قطب معظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما دریاب۔

اما تحریر این معنی کہ نزول ایشان تا مقام روح واقع شدہ

هیچ دور از ادب نیست۔ ظہور کثرتِ خوارق کہ از حضرت غوث اعظم ظاہر گشت از ہیچ کدام از اولیاء آنقدر ظہور نیافتہ۔ بیان نمودہ اند کہ عروج حضرت غوث اعظم از اکثر اولیاء بلند واقع شدہ و در جانب نزول تا مقام روح فرود آمدہ اند کہ از عالم اسباب بلند تر است" ازین تحریر ہیچ منقصتے بحضرت شیخ قدس سرہٗ عاید نمی شود کما لا یخفیٰ۔

ہم چنین آن متادب بآدابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم رعایت آداب جمیع اولیا با تعلی مرتبہ می نمودند در مکتوب چہل و دوم[۴۲] جلد دوم نبی می فرمایند "من کمینہ خوشہ چین خرمن ایشانم و ریزہ چین خوان برداران خوان انعام ایشان۔ ایشانند کہ مرا بانواع تربیت مربی ساختہ اند و بامصناف کرم و احسان مستعد گردانیدہ۔ این بزرگواران در محبت حق عز و جل خود را و غیر خود را باختہ اند و از خود و غیر خود نام و نشان نگذاشتہ۔ باطل از سایۂ ایشان گریزان است۔ اینجا ہمہ حق است و برائے حق علمائے ظاہربین از حقیقت اینجا چہ دریابند و از کمالات ایشان چہ

فرا گیرند" انتہیٰ - و در بارہ شیخ محی الدین ابن عربی نوشتہ اند کہ "شیخ از مقبولان
نظر می آید و منکر او در خطر است ما پس ماندگان از برکات آن بزرگوار استفادہ
نمودہ ایم و از علوم و معارف او حظہا گرفتہ جزاہ اللہ سبحانہ عنا خیر الجزاء -
و در رسالہ مبدء و معاد نوشتہ اند کہ " از روحانیت حضرت خواجہ قطب الدین
قدس سرہ مراد درین کار مددہا رسید" پس منزع شرع آنچہ می گویند کہ ایشان
تنقیص اولیا نمودہ اند، این ہمہ از عدم تتبع کلام ایشان است -

اعتراض ۱ قولہ شما در بعضے مکتوبات خود نوشتہ اید کہ
"انگارم کہ حکمت در پیدا کردن من آن است کہ کمال ابراہیمی بہ محمدی در
یکجا جمع شود" و رشد و اعظم است از ہمہ

جواب در حقیقت در کلام ایشان این عبارت بر حجت است
"انگارم مقصود از آفرینش من این است کہ ولایت محمدی بولایت ابراہیمی
علیہم التسلیمات والصلوات منصبغ گردد و حسن ملاحت این ولایت
با جمال صباحت آن ولایت ممزوج شود"

بدانکہ ہمین عبارت ست کہ موجب افترائے بسیار بر ایشان گردید و مردم بگمان خود سخنہائے بافتہ اند چنانچہ حضرت شیخ درہمین رسالہ نوشتہ کہ ساختگی گو شید "در خلوتے کہ منم محمد بر در بست" و مردم مشہور ساختہ اند کہ ایشان رسالہ معراجیہ نوشتہ اند و معراج خود بلند تر از سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کردہ و نیز می گویند کہ ایشان گفتہ اند من و رسول خدا رسیب در میدان قرب تا ختیم اسپ من سبقت کرد معاذ اللہ کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا۔ این ہر سہ مقدمہ محض افترا است و در ہیچ جا وہیچ وقت این کلمات نگفتہ اند تَابَ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ یَّفْتَرِیْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ۔

بدانکہ برین کلام کہ ولایت محمدی بولایت ابراہیمی منصبغ گردد دو شبہ وارد می شود۔ یکے آن کہ مقام خلت سرورِ انبیاء را صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہ باشد و آن منافی حدیثے ست کہ بروایت مسلم از ابن مسعود رضی اللہ عنہ ثابت ست قَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا

واز صاحب مراد ذات پاک آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم ۔ شبہ دوم ۔
بر تقدیر تسلیم لازم می آید استمداد افضل از مفضول و آن بعید می نماید ۔

جواب شبہ اول | آن کہ از کلام ایشان چنان معلوم می شود کہ دائرہ مقام خلت
کہ اجمالِ تفصیل دائرہ آن مقام است و بحضرت ذات تعالت اقرب و اسبق
سرورِ ابرار کمال را صلی اللہ علیہ وسلم حاصل است و تفصیل آن مقام کہ
مانند ظل آن مقام است حضرت ابراہیم را علیہ السلام ثابت ۔ پس نفی مقام
خُلت و عدم حصول آن لازم نیاید و مقامے فوق مقام خلت کہ عبارت از امتزاج
مُحبیۂ ذاتیہ با محبوبیت ذاتیہ و مسمی است بحقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
و مقامے فوق این مرتبہ کہ معبّر بہ محبوبیت صرفہ ذاتیہ و حقیقت احمدی است
نزد حضرت ایشان سرورِ انبیاء را علیہ و علیہم الصلوٰۃ ثابت است
و جمیع مقامات انبیاء و اولیا ظلال مراتب کمالات سرورِ عالم صلی اللہ
علیہ وسلم اند در مکتوبات خود نوشتہ ۔

جواب شبہ دوم | آن کہ ایشان خود نوشتہ اند کہ خدمت خادمان

تو تو نسبت بمخدومان ثابت است هیچ نقصان بجناب مخدومان عائد نمی گردد

و خادم از خزانهٔ مخدوم خرچ کرده لباسهائے مرتب و فرشهائے مزین تیار کرده

می آرد اینجا کدام مزیت خادم است و کدام نقص مخدوم - بادشاهان باوجود حشم

و خدم ملکها می گیرند از بین امداد غیر از ابهت و عظمت بادشاهان هیچ معدوم

نمی شود - بدان که استفادهٔ فاضل از مفضول بنص قرآن مجید ثابت

است وَعَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ - حضرت موسیٰ ع که افضل اند از خضر

علیهما السلام خضر را گفتند عَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا - از تعلم افضل

انبیا از جبرئیل که مفضول است در کمالات و از تعلم موسیٰ ع از خضر علیهما السلام

هیچ نقصانے بجناب دو پیغمبر اولی العزم لازم نیامد

مخفی نیست که آنچه در حوصلهٔ ممکن باشد از کمالات، ذات

مبارک حبیب خدا صلی الله علیه وسلم را عنایت شد اما از علو فطرت

برحسب آیت شریفه قُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا همت بر ترقی داشتند که

کمالات الٰهیه را نهایتے نیست کما قال وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا

و محتمل است کہ دوام فکر و حزن بمقتضائے حدیث شریف کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَائِمُ الْفِکْرِ مُتَوَاصِلُ الْحُزْنِ از غلبۂ اشتیاق بعضے کمالات باشد کہ حدیث مَنْ سَاوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ تاکید بر طلب مزید می فرماید بلکہ ہر جا کہ درد طلب وصال و انجذاب بمطلوب حقیقی است پر تو ے است از شوق و طلب آن پیشوائے ارباب معرفت صلی اللہ علیہ وسلم و ترقی لیوہ از توجہ بعالم آخرت مسلّم است و بانبیاء علیہم السلام بواسطۂ ایشاں نیز فیوض و فتوحات می رسد۔ اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ، وَمَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا پس ممکن است کہ بمقتضائے آیۂ شریفہ اتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا و درخواست صلوٰۃ ابراہیم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ کہ آن بعضے کمالات را بر تحصیل تفصیل مقام خلت فرود آوردہ شود اگرچہ در حصول صلوٰۃ ابراہیمی تمام امت را داخل است

چنانچہ فرمود شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ قَالَ مُحَمَّدٌ الْخُلَّةُ وَالْوَسِيْلَةُ فَدَعْمَا أُمَّتَهُ۔ دیگر دخل نیست پس امر بطلب آن جرا شد۔ اما ظاہر است کہ در برآمد کارے افراد او را دخلے بیشتری باشد پس محتمل است کہ حصول آن کمالات موقوف بر وجود ایشان باشد چنانچہ تاویلات متنوعہ علم تفسیر وجزئیات شگفتہ علم فقہ و رسوز و نکات متوافرہ علم سلوک در قرون متاخرہ تفصیلہا یافت و ہر جزے بحرے گشت و اظہار و تفصیل این ہمہ اقسام علوم موقوف بر وجود علماء دین بود کہ مخلصین نائبان جناب رسالتؐ اند و اللہ ہو توجیہے از شارحان فصوص در این عبارت کہ ”خاتم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام از خاتم ولایت (کہ مراد از آن ذات خود شیخ ابن عربی است) علوم و اسرار استفادہ می کند“ می فرمایند در عبارت حضرت مجددؒ ہم جاری است رحمۃ اللہ علیہما۔ در چنین مقامات سخن کردن بے ادبی است و ایمان می رود اما چون زیادہ گویان مراد کلام نافہمیدہ تفسیق و تکفیر بزرگان و حقوق ایشان بر مخلصان ثابت است باین کلمات جرأت نمود۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ

شکافتہ

نَسِینَا اَوْ اَخْطَأْنَا ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَاٰلِہٖ بِعَدَدِ حُسْنِہٖ وَکَمَالِہٖ

اعتراض اقولہ شما می گوئید کہ خمیر مایۂ وجود من از بقیہ طینت رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم"۔

جواب ا برین سخن شیخ محذور نیست چند میز اصفیا را این سعادت حاصل شدہ چنانچہ حضرت شیخ محدث در رسالہ خود (اسمائے) بشیران بالجنۃ بیان نمودہ اند و حدیثے در شان اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ اَنَّھُمْ خُلِقُوْا مِنْ طِیْنَتِیْ ۔ وخطیب از ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اِنِّیْ وَ اَبَا بَکْرٍ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ ۔ گفت مرزا محمد بیگ کہ این حدیث را شواہد است از ابن عمر و ابن عباس و ابی سعید و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم و بعضے را بعضے قوت می دہد ۔ در شرح صحیح بخاری در کتاب الجنائز قول ابن سیرین آوردہ کہ گفت اگر قسم یاد کنم صادقم و شک ندارم در آنکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر از یک طینت پیدا شدہ اند

در رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ ابن جعفر را فرمودہ "تو از طینت من پیدا شدی" و شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ در فتوحات نوشتہ کہ وجود مبارک سیدنا علی مرتضیٰ از بقیۂ طینت آں حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم۔

پس از روئے حدیث شریف آفرینش بعضے اکابر از طینت مصطفوی ثابت است و مخلوق شدن نخلہ نیز از طینت حضرت آدم علیہ السلام بحدیث ثابت است اگر حضرت مجدد نیز بایں دولت ممتاز باشند دور از فضل عمیم الٰہی نیست۔

اعتراض | قولہ شما خود را مجدد الف ثانی گفتید

جواب | دریں قباحتے نیست چنانچہ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ است بروایت داؤد

ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ و جلال الدین سیوطی در حاشیۂ سنن ابی داؤد مجددین دین را بیان فرمودہ و خود را دراں جماعت شمار فرمودہ۔ مجدداں شمردہ

و شکے نیست کہ امام غزالی در وقت خود و غوث الاعظم در عصر خود مجدد دین

دینِ خدا بودند و علوم و فیوض و برکات این اکابر دلیلِ راست بر این مدعا اگر حضرت مجدّد مجدّد مائۃ حادی عشر[1] باشند ہیچ محذور نیست و از شرائط تجدید و نشر علوم دینیہ و احکام یقینیہ و نشر آلاء و اسرار است کہ تائیدات

---

[1] بلکہ خود حضرت شیخ محدث[رح] در رسالہ ثانیہ و عشرون مسمی بہ اتحاف الاحبۃ ببیان حدیث المحبۃ بر حاشیہ اخبار الاخیار (صفحہ ۱۴۲) در بارۂ مجدد مائۃ حادی عشر و کلامے فرمودہ اند کہ منطبق بر حضرت مجدد[رح] می باشد لا غیر۔ می فرمایند:-

"در این زمان کہ مائۃ حادی عشر است نورے جدید از مشرق ولایت و ہدایت می تابد نیک در ینجا سرے از اسرار الٰہی مضمر است کہ توقف و انکار را در اینجا مجال تنگ است و دلائلِ حقانیت و ظہور نورانیت لائح و واضح است و جمعے از طالبان کہ در ظل تربیت و حوزۂ تصرف و عنایت این مظہر حق مشغول اند و کشفِ حقیقتِ حال و استغراق و استہتار[عہ] ایشان در ذکر الٰہی و ظہور انوار و اسرار شگرف از حیطۂ تعبیر و تقریر بیرون است امروز مثال این حلقۂ و جماعۂ اہل ذکر در زیر طاس فلک نہ باشد و اگر باشد کمتر باشد آنہا کہ داخل این کار و محرم خلوت اسرار اند بقدر استعداد و معرفت خود چیزے دریافتہ باشند اما بیرونیان در حیرت و تعجب اند کہ این چیست و از کجا است۔ تعجب و تحیر چیست چرا درون در نیایند و بنگرند - عبارات و اشارات قوم از مقصود شان نا امید اند و از مقربانِ درگاہ و مرادان راہ خبر ہا می شنیدند ہمہ را برأی العین دیدند و زیادہ از آن دیدند کہ می شنیدند" ۱۲ مکتوب الہی

آلہی بآن اقتباس نیافتہ اند و ظہور کثرت خوارق عادات و کرامات ایشان از بہت
و کثرت رجوع فضلا و علما و عامۃ الناس کہ بہت ایشان و بیان مقامات
طریقہ کہ بایں تفصیل از کسے مروی نیست و بیان درجات ولایت و کمالات
نبوت و مقامات خلت و محبت و محبوبیت و مقامے کہ خاصہ سرور کائنات
است صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ کتب و رسائل ایشان بآن مملو است، پس
علوم و فیوض ایشان نیز دلیل است واضح برمدعا فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ

اعتراض | قولہ "شما درجات متابعت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم پنج درجہ نوشتید و دعوئی حصول بخود کردید و آن نہایت تجدید
می نماید"

جواب | بدانکہ ایشان درجات متابعت را ہفت درجہ ثابت کردہ اند،
درجہ اولی اتیان احکام شرعیہ است بعد تصدیق قلب (قبل) از اطمینان
نفس۔ درجہ دوم تہذیب اخلاق است و رفع رذائل صفات و ازالہ
امراض باطنیہ۔ درجہ سیوم اتباع احوال و اذواق و مواجید ست۔ درجہ

چہارم حصولِ اطمینانِ قلب (و نفس) است کہ اتباع ہوائی بما جاء بہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گردد و بحصولِ مقامِ رضا چون و چرا بر مجاریٔ تقدیر نماند

درجہ پنجم اتباعِ کمالاتِ آن سرور است صلی اللہ علیہ وسلم کہ حصولِ آن مربوط بمحض فضل و احسانِ خداوندی است و علم و عمل را دران مدخلے نیست

درجۂ ششم اتباعِ کمالاتے کہ مخصوص بمقامِ محبوبیتِ آن سرور است صلی اللہ علیہ وسلم درجۂ ہفتم متابعتِ آن است کہ تعلق بہ نزول و ہبوط و دعوتِ خلق دارد

شروع در جواب | حضرت شیخ متابعت را محمول بر اعمالِ ظاہر در گشتہ استعداد و استعجابِ حصولِ این دولت می نمایند۔ الحق اتباعِ جمیعِ اعمالِ ظاہری حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہایت متعسر است بلکہ توان گفت کہ طاقتِ بشری آن را بر نہ تابد۔ اما بعد ادائے شکل و ظائفِ طاعات بقدرِ میسور موافق حدیث شریف خُذُوا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ و آیت کریمہ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ اگر موہبتِ الٰہی بجذبات محبت

به تبعیت و وراثت درجات قرب حاصل شود نزد محققان سلیم و شرع قویم
مستبعد نیست اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ حدیثیست صحیح درین باب، کُمّل
اولیا را آن درجات حاصل است و تجلیات صفات و تجلیات ذاتیه برقی
بمحبت الٰہی سرافراز اند اگر حضرت مجدد باین درجات برسند و بفضل
الٰہی مستفیدان خود را برسانند جائے تعجب چرا باشد آری العاقل تکفیه الاشارة

اعتراض | قوله شامی گوید که جمیع کمالات محمدیه صلی الله علیه وسلم در ذات
من حاصل است"

جواب | این خلاف واقع است این دعویٰ نه کرده اند و این سخن
گاہے نه گفته مگر این که هرچه از کمالات مرا عنایت شده بمتابعت و
طفیل آنحضرت است صلی الله علیه وسلم در کلام ایشان بسیار است

اعتراض | شامی گوید که من مقام خود را فوق مقام انبیا می بینم؟ ـ

جواب | این نیز خلاف واقع است در مکتوبات خود در مکتوب
صد و بیست و دوم از جلد ثالث می فرمایند اخص خواص این امت از انبیاء

[illegible] ۱۲ محبوب الٰہی

ترقی نماید سر او تا پائے پیغمبرے که دون پیغمبران ست علیهم السلام نرسد مساوات
ومعیت چه گنجائش دارد

اعتراض قوله شما می گوئید "در قرب و وصول بمقامے رسیده ام که هیچ
واسطه نیست و هیچ یکے را دخلے نیست نه رسول نه غیر وے را اگر واسطه بودند
در وقت سلوک بودند حالا که سلوک تمام شد و قرب درگاه حاصل گشت
و وصول بحصول پیوست هیچ کس واسطه نیست و همه منقطع شدند"

جواب العیاذ بالله این چه خلاف نویسی ست و این چه بے تحقیق گوئی
است در هیچ مکتوب ایشان این چنین عبارت نیست یا شیخ عفا الله
عنک از کلام ایشان چنین معلوم می شود که دو راه قرب آلهی ست یکے
طریق ولایت که بکسب و سلوک از توبه و انابت بمقام رضا گویند و از تجلی
صفاتی بتجلی ذاتی برقی ترقی نمایند - دوم طریق کمالات نبوت واجبا که
موصل اصل الاصل ست و به تجلیات ذاتیه دائمی واستمراری می رسد و حصول
هر دو طریق به متابعت و تبعیت حبیب خدا صلی الله علیه وسلم ممکن نیست

در طریق ولایت در شهود سالک ذات پاک رسول خدا حائل ست و در
طریق کمالات نبوت در شهود سالک ذات مقدس آنحضرت صلی الله علیه
وسلم حائل نیست انتهی تحریر رفع توسط دو سالک بسبب حصول این
طریق کمالات نبوت واصطفاست که بفضل وموهبت الٰهی از کمال متابعت
رسول خدا صلی الله علیه وسلم بآن امتیاز یافتند۔ در مکتوب صد وبیست
ویکم از جلد ثالث می فرمایند که شاید کسے ازین عدم توسط که در طریق جذبه
وغیره گفته شده استغناء از بعثت خیر البشر صلی الله علیه وسلم اگرچه نسبت به بعض
بود، توهم نکند وعدم احتیاج بمتابعت وتبعیت او گمان نبرد که آن کفر والحاد
وزندقه است وانکار است از شریعت حقه او صلی الله علیه وسلم (که همه ایشان از
اویند وبے توسط او کمال اخذ نمی نمایند چه هرگاه وجود شان بے توسط وجود او
صورت نه بندد کمالات دیگر خود تابع وجود اند بے توسط او چه صورت دارند
بے محبوب رب العالمین چنین می باید صلی الله علیه وسلم) بالجمله بکشف صحیح والهام
صریح متیقن بپیوسته که هیچ دقیقه از دقائق راه وهیچ معرفت از معارف این قوم

بجای عبارت بود آنکه توسط ... در اصل ... نوشته شده ... بآنکه ... سلوک ... لله ... از ایشان ... علی صاحبها الصلوة والسلام ... ونعمت ... وحجت را ... جذبه ... ۱۳۵ ... علی عنه

بے توسط او و بے متابعت او صلی اللہ علیہ وسلم میسر نیست و منتہی را در رنگ
مبتدی و متوسط فیوض و برکات این راہ بے تبعیت و طفیل او حاصل نیست
بیت محال است سعدی کہ راہ صفا + توان رفت جز در پے مصطفیٰ +
انتہیٰ۔ پس معلوم شد کہ از کمال متابعت بمرتبۂ قرب رسیدند کہ آنجا در
در شہود ذات پاک آنسرور حائل نیست و عدم توسط در متابعت موجب
نقصان نیست چنانچہ عدم توسط ازین آیت شریفہ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ
مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ مفہوم می شود و این آیت
در شان مخلصان و صعالیک مہاجرین صحابہ وارد است رضی اللہ عنہم و رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم از پس علو شان طلب نصرت از جناب الٰہی بواسطۂ آنہا
نمود چنانچہ بروایت محی السنۃ در حدیث آمدہ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ و آن جماعۃ این مرتبہ از
متابعت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم یافتہ اند ۔ و در حدیث است کہ چون
بندہ نماز می خواند حجابے کہ درمیان بندہ و خدا بود رفع می شود ۔ و گفت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا در وقت نزول آیت براۃ وی از افک نحمد
اللہ ولا نحمد احدا۔

تائیدات از اقوال بزرگان | وملا جامی در خطبہ شرح فصوص می نویسد "اعلم
ان الحکمۃ الفائضۃ من الحق سبحانہ علی کل قلب کل عبادہ خلقی
عبیدہ انواع منہا ما الفیض علیہم بواسطۃ الملائکۃ المقربین بالفاظ
وعبارات محفوظۃ عن التغییر والتبدیل وھو القرآن ومنہا ما الفیض
علیہم بواسطۃ او بغیر واسطۃ ومن ھذا القبیل الحدیث القدسی
وھذا النوع لیس مخصوصا بالانبیاء علیہم السلام بل یعم الاولیاء
وصالح المؤمنین۔

له ھکذا فی اصل النسخۃ المنقول عنہا والمتوقع الرؤیۃ یطلب ان یکون مثل ھکذا "علی قلب کل من کمل عبادہ" ١٢ مصحح الطبع

وفی منبع الکمالات یحکی الامام الشعرانی عن بعض العارفین
انہ کان یقول الرجل لا یکمل عندی فی مقام العلم حتی یکون علمہ
عن اللہ تعالی عز وجل بلا واسطۃ ۔ الی ان قال ۔ کما اخذہ الخضر
علیہ السلام ۔ وفیہ ایضا ۔ عن بعضہم انہ کان یقول اذا کمل

اَلْعَارِفُ فِیْ مَقَامِ الْعِرْفَانِ اَوْرَثَہُ اللّٰہُ عِلْمًا بِلَا وَاسِطَۃٍ -

وَقَالَ الشَّیْخُ فِی الْفُتُوْحَاتِ الْمَکِّیَّۃِ فِیْ بَیَانِ الْاَحْوَالِ :- اَلْاَقْطَابُ اِثْنَا عَشَرَ ... اَمَّا الْقُطْبُ الثَّانِیْ عَشَرَ فَھُوَ عَلٰی قَدَمِ شُعَیْبٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ -

اِلٰی اَنْ قَالَ - وَکُلُّ اَصْنَافِ ھٰذِہِ الْعُلُوْمِ عِنْدَہٗ عُلُوْمُ الْھَیْئَۃِ مَا وَجَدَ اِلَّا مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی سُبْحَانَہٗ ودر مرصاد العباد می نویسد اما تجلی علمی منشر ظہور حقائق علوم است بے واسطہ

ثم ای الشیخ الاکبر محی الدین بن عربی نور

بدانکہ معظم اعتراضات شیخ رفع توسط است و درین باب اطالت کلام بسیار فرمودہ وآنچہ حضرت مجددؒ از رفع حجاب صفات در تجلی ذاتی و رفع حجاب در رویت اُخروی و در حالت صلوٰۃ کہ معراج مومن است و عدم حیلولت امرے در طریق جذبہ و معیت بیان نمودہ اند بر ہمہ در کتب و مناظرہ نقضہا وارد ساختہ - ہرگاہ از کلام سابق رفع توسط ثابت شدہ و بزرگان اخذ فیض بے واسطہ تجویز فرمودہ اند کہ آن از کمال متابعت سرور انبیا است صلی اللہ علیہ وسلم جواب بر مقدمۂ کلام حضرت شیخ ضرور نیست والا سخن تضییع اوقات است

اعتراض قوله مسلم داشتیم که مشائخ طریقه در توسط آن سرور صلی الله علیه وسلم اختلاف دارند اما آن گروه که قائل اند بعدم توسط دعوائے ہمسری و شرکت نمی کنند۔

جواب از کلام ایشان مساوات و ہمسری فہمیدن از راہ تعنت است ایشان مساوات و ہمسری را کفر صریح می فرمایند در مکتوب ہشتاد و ہشتم از جلد ثالث مکتوبات گفته اند "شریک دولتم نه شریکے که از آن دعوی ہمسری خیزد که آن کفر است بلکه شرکت خادم با مخدوم" مراد از دولت فیض است که از طریق اصطفاء و اجتباء فائض شود۔ مخفی نیست که عامۂ امت شریک دولت فیض رسول خدا است صلی الله علیه وسلم کما ورد الله وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَأُولٰئِكَ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ پس در ولایت و قرب الٰہی و نصرت و اجر غیر ممنون ہمه مومنان و انبیاء علیہم السلام بر حسب مراتب خود شریک اند و شریک دولت گفتن در شرع قباحتے نیست و ہیچ بے ادبی نه۔

اعتراض | قوله "شما خود را مرید خدا می گویند و ترک ادب است" الخ

جواب | برادر باب فکر ظاہر است که از کلام قائلان رفع توسط پیری خدا و پیغمبری رسول خدا لازم می آید و الله تعالیٰ در آیۂ شریفه یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ جماعت صحابه کرام را رضی الله عنهم مرید ذات خود فرموده و ارادت بیعت که بر دست رسول خدا صلی الله علیه وسلم می نمودند در همین آیت منسوب بذات خود نموده إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ کسے که در اتحاد این دو ارادت فرقی دارد إِنَّ الَّذِيْنَ يُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ تلاوت نکرده است پس ارادت مستلزم ہمسری الکال خدا گردید - آنچه از کلام آلٰہی و از کلام بزرگان مستفاد گردد اگر در کلام کسے یافته شود چرا جائے اعتراض و این ہمه غوغا باشد خدا دیدۂ انصاف بے پردۂ اعتساف کرامت فرماید -

مردم بعد پانصد سال خود را مرید غوث الثقلین قدس سره می گیرند و از

همه پیری مشائخ که درین مدت تا بآن خطاب و ملحوظ کرده اند هیچ معنی ندارند که
در حقیقت سلسلهٔ ارادت بحضرت سلطان آخری شود و مریدی پیر مریدی پیران پیر
است و مرد آخرین مبارک بنده ایست ـ

اعتراض | قوله "شمای گوئید" من بفضل تربیت یافته ام و فضل دیگر را در
حق من دخلی نیست" آن دیگر کدام است؟"

جواب | حضرت خواجه نقشبند قدس سره فرموده اند که "ما فضلیانیم و ما مرادانیم
اگر ایشان نیز بفضل و مرادیت بصحبت پیران کبار تربیت یابند هیچ مستبعد نیست
از لفظ دیگر حاشا و کلا که ذات پاک رسول خدا صلی الله علیه وسلم مراد باشد چنانچه
عبارت مکتوب صد و بست و یکم از جلد ثالث مکتوبات نقل کرده شد "هرگاه وجود
شان بے توسط وجود او صلی الله علیه وسلم صورت نه بندد کمالات دیگر خود تابع وجود
اند بے توسط وجود او چه صورت دارند" انتهی بلکه مراد آن است که بحکم ترتیب
پیر بزرگوار خود حالا حاجت به پیر دیگر نمانده چنانچه حضرت خواجه آفاق قدس سره
العزیز بعد استماع حالات ایشان فرموده اند که "نهایت سعی ما اینجا است بیش ازین

آنچہ در نہاد استعداد ہر کس نہادہ اند ظاہر می شود۔ انتہی

شواہدِ دعویٰ (۱) حضرت غوث الثقلین در فتوح الغیب می فرمایند "اِذَا بَلَغَ الْمُرِیْدُ حَالَۃَ شَیْخِہٖ اُفْرِدَ عَنِ الشَّیْخِ وَقُطِعَ عَنْہُ فَتَوَلَّاہُ الْحَقُّ سُبْحَانَہٗ" آنحضرت از احوال خود چنین فرمودہ اند "لَیْسَ عَلَیَّ مِنَّۃٌ اِلَّا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" ونیز فرمودہ اند کہ اول از شیخ حماد استفادہ کردم اکنون از دو بحر بحر فتوت وبحر نبوت استفادہ دارم

[illegible]

(۲) وگفت شیخ ابوالحسن خرقانی کہ اول استفادہ من از یک شیخ بود واکنون از دہ بحر پنج از ان سماوی و پنج از ان ارضی است استفادہ می کنم

(۳) و در نفحات از ابوعبداللہ خرد عبدی کہ از مشائخ طبقات است آوردہ "طُوْبٰی لِمَنْ لَّمْ یَکُنْ وَسِیْلَتُہٗ غَیْرَ اللّٰہِ" و ملا عبد الغفور در شرح آن گفتہ کہ این در آخر کار صورت بندد۔

(۴) و مراد رومی و شیخ عراقی از شیخ تاج الدین عطاء اللہ نقل کردہ اند کہ می گفت "قَدْ یَجْذِبُ اللّٰہُ لِنَفْسِہٖ الْعَبْدَ فَلَا یَجْعَلُ عَلَیْہِ مِنَّۃً لِلْاُسْتَا

پس از کلام بزرگان ثابت شد کہ در آخر صاحب سیر ظاہر نمی ماند چنانچہ شاگرد را بعد
حصول ملکۂ علمی احتیاج باستاد نیست و ہمین مراد کلام حضرت مجدد است قدس سرہ

اعتراض ۳ در دلیل شکستگی و خواری ست

جواب ۳ ظاہر است کہ بعد حصول مرتبۂ فنا و بقا احوال بزرگان
مختلف می شود - در وقت ظہور نسبت فنائیہ نیستی ظاہر شود چنانچہ حضرت
مجدد رح در مکتوبے فرمودہ اند کہ کاتب اعمال نامۂ یمین خود را بیکاری یابم و از قرأت
إِيَّاكَ نَعْبُدُ در انفعال می شوم و در وقت ظہور نسبت بقائیہ آنچہ نوشتہ اند
جائے اعتراض شیخ گردیدہ -

نفی نیست کہ بر حسب آیت شریفہ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ
فَلْيَفْرَحُوْا فرحت و انبساط بذکر نعمت الٰہی کہ مستلزم مباہات می گردد
خالی از تحدیث نعمت الٰہی نیست و فخر و مباہات از اکابرائے دین مروی است

(۱) روایت کرد دیلمی در مسند الفردوس و ابو نعیم در حلیہ إِنَّ
عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

الّذی صیّرنی لیس فوقی احدٌ" قیل لہ فی ذٰلک فقال انما فعلت ذٰلک اظہارًا للشکر"

(۲) و گفت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و انا النقطۃ ان الناطق الخ

(۳) و گفت شیخ ابو الحسن شاذلی امرتُ ان اقول بحضور اکابرہم قدمی ھٰذہٖ علٰی جبھۃ کلّ ولیّ اللّٰہ

(۴) و گفت ابن فارض در مدح خود کم خضتُ بحرًا وقف الوریٰ لبساحلہٖ صونًا لجذ متّی - ورُوحی ولا ارواح - وکلّما تریٰ حسنًا فی الکون فمن فضل طینتی

(۵) و گفت شیخ ابو یزید بسطامی خضتُ بحرًا وقف الانبیاء بساحلہٖ

(۶) و گفت سید ابراہیم دسوقی کہ از اعاظم اولیا ست انا موسٰی علیہ السلام فی مناجاتہٖ وعیسٰی علیہ السلام فی کمالاتہٖ و ان اللّٰہ عزّ وجلّ خلقنی من نور رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وانا وراء رسولٍ والاولیاء خلفی - این مطالب منقول ست از کشف الغطاء تصنیف

حضرت شیخ مجدد رحمة الله علیه - همچنین کلمات فخریه از اولیاء بسیار -

هر توجیهے که در آن سخنان می کنند در کلام حضرت مجدد نیز کرده می شود)

این است اجوبهٔ بعضے اقوال حضرت شیخ که تحریر نموده شد -

۱ از عبارت حضرت مجدد رح بخوبی الله

فصل چهارم :- در بیان حواشی - بدانکه استاد من حضرت

شاه عبد العزیز سلمه الله تعالی که درین وقت ممتاز اند در علوم دینی و علوم

صوفیه در صغر سن بر رساله حضرت شیخ معترض رحمة الله علیه تعلیقات

حواشی نموده بودند تبرکاً نوشته می شود -

۲ یعنی معاند کہ در حضرت مجدد رح ۱۲

قوله (ای الشیخ) دیگر شرکت کدام است که از آن دعوی همسری خیزد

(الشاه) معنی شرکت و همسری یکے است غیر مسلم است زیرا که در خانه

و سکونت در آن تابع و متبوع شریک اند و همسری نیست و نیز شیخ (مجدد رح)

خود تصریح می فرماید که آن شرکت خادم با مخدوم است باز استفسار وجهے ندارد

قوله (ای الشیخ) لیکن هرچه مخدوم داشت بخادم داد (ح ش) عموم

و کلیت از کجا مستفاد می شود - مدعا آنست که طریق جذب از وجه خاص

بمن ہم عنایت شد۔

قولہ (الشیخ) مخدوم مخادمان کدام بخش وسہم می دہد (حش) لیکن خادمان ہم متفاوت می باشند قولہ (ش) لازم نمی آید کہ ہر چہ دولت بخادم داد (حش) کیست کہ دعوی آن می کند

نعوذ باللہ حضرت نبی

قولہ (ش) مساوات بانبیا علیہم السلام باطل است (حش) لیکن در ہیچ کلام حضرت شیخ (مجدد) دعوی مساوات واقع نشدہ بلکہ مساوات وہمسری بہ تصریح نفی فرمودہ اند واگر لفظ شرکت ما خوذ می شود بدیہی است کہ ممنوع است شرکت در اصل نعمت بدون مساوات ہم می باشد

قولہ (شیخ) تفرقہ و تفصیل باعتبار خادمی و مخدومی واصالت و فرعیت باطل (حش) اگر این تفرقہ باطل است پس لازم می آید کہ فیض انبیا (علیہم السلام) عقیم باشد و بدیگرے نرسد وھو باطل عند جمیع اھل اللّٰہ۔

قولہ (شیخ) محل ضلالت مہدویہ آنست کہ می گفتند ہر کمالے کہ محمد رسول اللّٰہ داشت بمن رسید (حش) منشاء ضلالت این عموم است

و در کلام شیخ (مجددؒ) اصلا نیست

قولہ (شیخ ؒ) نزد مخدوم جز بہ بندگی دم نباید زد و دعوی مساوات ہم بہ نباید کرد (حش) الحمد للہ کہ شیخ (مجددؒ) در ادائے حق این نعمت کہ متابعت است بیشتر است از جمیع معاصرین و دعوی مساوات اصلا از وے بوجود نیامدہ۔

قولہ (شیخ) مثل بنی آدم کہ دم از برائے امیر یا مخدوم می زنند۔ (حش) این ہمہ وہم خود است ہیچ خادم باین صفت موجود نیست۔

قولہ (شیخؒ) الآن کہ قرب حاصل شد نیز واسطہ است (حش) اما کلام در فیض ست کہ در آنجا ہیچ کس واسطہ نیست۔

قولہ (شیخؒ) در آن کلام خود تامل کنید کہ تا کمال ابراہیمی ومحمدی جمع شود (حش) نزد شیخ (مجددؒ) کمال ابراہیمی و کمال محمدی دو شعبہ اند از کمال احمدی و ولایت احمدی فوق ولایت محمدی است پس اگر تفضیل لازم می آید تفضیل بعض مراتب پیغمبر ست بر بعضے مراتب او و این معنی

ہیچ کدورتے ندارد۔ چہ رسالت آنحضرت فوق نبوت آن حضرت است صلی اللہ علیہ وسلم وقس علی ہذا۔

قولہ (شیخ) طفیلی خود ہمان را گویند کہ ناخواندہ بیاید (حسن) چنانچہ طفیلی آن کس را گویند آن کس را نیز گویند کہ او را ہمراہ کسے بہ تبعیت بخوانند ناخواندہ بودن ضرور نیست در معنی طفیلی۔

قولہ (شیخ) اگر گویند بوجہے تابعم و بوجہے اصالت این سخن محصلے ندارد (حسن) چرا ہر کسے را کہ بالطفیل کسے خوانند در خوانندن در خواندن اصالت دارد و در آمدن تبعیت

قولہ (شیخ) ہمہ وسائل و وسائط ساقط شدند واز میان بدر رفتند (حسن) این معنی ہرگز مراد شیخ (مجددؒ) نیست و زیادہ بر کلام شیخ (مجدد) است چنانچہ بارہا گذشت

قولہ (شیخ) پس من ہم مرید رسول اللہ ام باعتبار سبق یعنی در ابتدائے سلوک و ہم ہمسر اویم بحکم جال یعنی در آخر توسط نماند (حسن) این معنی

نہ مراد شیخ (مجددؒ) است و نہ از کلام او برمی آید

قولہ (شیخؒ) گو نید کہ ہمہ مریدان رسول اللہ اند صلی اللہ علیہ وسلم و رسول مرید خدا است (حشؒ) این معنی را شیخ (مجددؒ) خود تصریح فرمودہ کہ ہم مرید رسول اللہ اند و ہم مرید اللہ۔

یعنی نہ ہمین اصول خدا را نعتقد ۱۲

قولہ (شیخ) رسول مرید خدا است (حشؒ) در نص قرآنی جماعہ را مرید خدا فرمودہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ

قولہ (شیخؒ) ہیچ کس را بے وساطت وی صلی اللہ علیہ وسلم راہ نیست (حشؒ) این معنی نزد شیخ (مجددؒ) مسلم است کلام در آن ہست کہ بعد طی راہ بوساطت او صلی اللہ علیہ وسلم وصول فیض از جناب خدا بے وساطت کسے را می تواند شد۔؟

قولہ (شیخؒ) در وقت سلوک تا بعد از وصول بے وساطت او راہ نیست۔ (حشؒ) بعد از وصول کہ عبارت از قطع راہ و انتہائے حرکت است چون

راہ باقی نماند ارادہ طریق بوصل المطلوب کہ شان پیغمبری است چہ قسم متصور شود صلی اللہ علیہ وسلم۔

قولہ (شیخ) قال بعض العرفاء حقیقۃ الطریق ان یکون بنفسہٖ ابدا۔

(حسن) این حالت بعض عرفا است و بعضے دیگر خلاف آن فرمودہ قال الغوث الاعظم انا بلبل الافراح۔

قولہ (شیخ نقلاً عن المجدد) ید من نائب ید اللہ است (حسن) درین چہ شناعت است قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ الآیۃ۔

قولہ (شیخ) خود را مجدد الف ثانی گفتید (حسن) درین چہ قباحت است کما ورد فی الحدیث الصحیح الخ

قولہ (شیخ نقلاً عن المجدد) ترکیب وجود من از بقیۂ طینت آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم (حسن) شیخ اکبر در فتوحات نوشتہ کہ وجود مبارک سیدنا علی مرتضیٰ از بقیۂ طینت آن حضرت است صلی اللہ علیہ وسلم فما تخصیص الاعتراض انتھی الحواشی ازین مجوبہ کہ درین اوراق مذکور ظاہر می شود کہ رد و اعتراضات بادنیٰ نظر الصاف می گردد و حسن ظن بالا بر دین دست می دہد۔

فصل پنجم در رفع شبہاتی کہ بر السنہ عوام متداول است ۔

(۱) آنکہ می گویند کہ ایشان حقیقت کعبہ را افضل از حقیقت محمدی نوشتہ اند، خلاف واقع است ۔ ایشان حقیقت کعبہ را فوق حقیقت محمدی نوشتہ اند و از فوقیت آن فضل بر حقیقت محمدی لازم نمی آید چنانچہ کواکب ثوابت را از فوقیت ہیچ فضلی بر آفتاب عالمتاب نیست و اگر فضل حقیقت کعبہ بر حقیقت محمدی لازم می آید در آں قباحتے نیست زیرا کہ حقیقت کعبہ الوہیت است و حقیقت محمدی تعین عبودیت ۔ ہذا الذی بدہ بالاتفاق افضل است ۔

(۲) آنکہ گویند ایشان قائل اند بہ فنائے جسد مبارک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم افترائے محض است ۔ ملخص کلام ایشان آنکہ بعد انتقال آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از این عالم صفات، بشریت آن حضرت را زیادہ از آنچہ بود فنا حاصل شد و جہت روحانیت و بقا باخلاق الٰہی غالب آمد چنانچہ در مکتوبے از جلد ثالث مکتوبات این معنی بتفصیل مذکور است ۔

(۳) و آنکہ می گویند ایشان خود را افضل از صدیق اکبر می دانند کذب

۱ یعنی علما و طلبا کہ در عوام داخل اند
۲ از راہ فوقیت کا

بحث و افترای محض است - ایشان ادنی صحابی را بشرف صحبت خیر

البشر صلی الله علیه وسلم افضل از اولیا می دانند اما آنچه ظاهر شد از روی

کشف که موجب حصول علم ظنی است بجهت تنقید و تصحیح کرده است بپیر خود نوشته

که محاذی مقام حضرت صدیق اکبر مقامی مرتفع بمقدار صفه یافتم که [illegible]

انوار آن منقش و ملون است و پندارم که آن مقامی است" پس از اینجا بزعم

براین کشف هیچ محذور لازم نمی آید

(۱۳) و آنکه گویند که مخلصان ایشان، ایشان را افضل از پیغمبر خدا یا

پیغمبر وقت می دانند محض افترا است، این اعتقاد نکند مگر کسی که کافر

است و اصحاب ایشان مسلمانند و معتقد ختم نبوت محمد صلی الله علیه وسلم

معتقد شان عقائد اہل سنت و جماعت و اعمال ایشان موافق فقه

و حدیث، و حال ایشان در دوام حضور و آگاهی بذات الٰہی سبحانه ۹

روز قیامت شو قیامت را ببین + دیدن هر چیز را شرط است این

ایشان را نمی دانند مگر دوست خدا و پیرو مصطفیٰ صلی الله علیه وسلم صادق

و مصدق در هر علوم و کیفیات مقامات جدیده که بآن امتیاز دارند

(۵) آنکه می گویند ایشان انکار توحید وجودی می نمایند - انکار ایشان
مثل انکار علماء ظاہر نیست بلکہ می فرمایند کہ "وارداتِ این معرفت از غلبۂ
محبت و سکر طریقت ناشی و چنین حالات در وسط سلوک پیش می آیند و بعد
ازینہا علوم و معارف دیگر وارد می شوند کہ بے تاویل مطابق کتاب و سنت
است و از بزرگانے کہ این معارف سر زده است یقین است کہ از آنجا گذشتہ
فرموده باشند چنانچہ این فقیر از خدمت والد خود این معرفت علماً حاصل نموده بعد
و بتوجہات حضرت خواجہ قدس سرہ کشفاً و ذوقاً ابواب این معرفت گشاده شد
بعد از آن محض بفضل الٰہی بعلوم دیگر امتیاز یافت کہ مطابق مذاق انبیا است
علیہم السلام و حضرت شیخ عبد الحق (محدث دہلوی) از حضرت خواجہ قدس سرہ
نقل کرده اند کہ می فرمودند در آخر کار معلوم شد کہ توحید کوچہ تنگ است و شاه
راه دیگر" انتہی بر ارباب انصاف پوشیده نیست کہ توحیدی کہ بممارست
رسائل و کتب توحید حاصل نمایند یا بمراقبۂ ہمہ اوست و بذکر لا الٰہ الا انا

و اَنَا اللّٰہُ ، معنی توحید را در متخیلہ دیگر جا دہند و خود را شُوحّد دانند از حیز
اعتبار ساقط نیست و دور نیست از عقل و نزدیک نیست بخلاف شرع تاب
اللہ علیہم ۔ اللہ تعالیٰ ترا ایشان را بجذبات محبت در اتباع سنت و نوافل
عبادات توحید کرامت فرماید و از گوشہ شہود وحدت در کثرت شربے
کافی دوافی عطا نماید ۔

(۶) آنکہ می گویند ایشان مقامات عالیہ در طریقہ خود بیان کردہ و سیر
و سلوک اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم را فوق اسماء و صفات بیان کردہ و
این نقصان نیست بجناب آن اکابر ۔ پیدا است کہ انبیاء عظام و اصحاب
کرام علیہم السلام بمقامات عالیہ قرب رسیدہ اند و آن مراتب اصول است کہ
ہیچ ولی بمرتبہ نبی نمی رسد پس قرب آن اکابر علیہم السلام اصالت باشد و درجات
ولایات اولیا مانند ظل پس نقصی بحضرات اولیا عائد نشد

بدانکہ کمالات و مقامات آلہیہ غیر متناہی است ہرکرا در علم صوفیہ و معرفت
حق سبحانہ مراد را ترقی نیست عمر او ضائع است اعاذنا اللہ حاصل نمودن

و از آنجا بمعرفت تجلیات صفات و دیدے پیدا کردن و از آنجا بشہود تجلیات ذاتیہ مشرف شدن و در دیگر مراتب ترقی نمودن و از اجمال مراتب معرفت بتفصیل آن رفتن کارِ کُمّلِ عارفان است ؎

بر نقابِ روئے جانان را لقابے دیگر است ہر حجابے را کہ طے کردی حجابے دیگر است

رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ درجاتٍ مرفوعۃ ۔ پس علم و معرفت و شہود کہ در درجات سافلہ است بہ نظر شہود ذات در مقامات عالیہ تاریک باشد و اطلاق لفظ وجود و ہستی مطلق بر ذات پاک سبحانہ از محدثات متاخران است حضرت مجددؒ از آن تحاشی دارند برائے متابعت سابقان علیہم الرحمۃ معیار فضل در کمال اتباع حبیب خدا است صلی اللہ علیہ وسلم ہر کرا در متابعت قدمے بیشتر است بدرگاہ حق قرب بیشتر است ۔ طریقے کہ حضرت مجددؒ را الہام شد و بتعلیم الٰہی مقامات و علوم و حالات ہر مقام جدا جدا بیان نمودہ اند ۔ ہزاران علماء و عقلاء و صلحاء بآن طریقہ از واصلان درگاہ دائمی محبت و معرفت گردیدند بعضے علوم و معارف ہر مقام کشفاً و ذوقاً دریافتند و بعضے کیفیات

و وارد است هر مقام را جدا جدا بوجدان خود معلوم نمودند پس علوم و اسرار و احوال

و وارد است و کیفیات طریقهٔ ایشان بتواتر رسیده و با قرار علما و عقلا از الوف

هم زیاده اند چنین واضح گردید که هیچ جای شبه نماند مگر کسے که تا بغایات

مقامات طریقه نرسیده است آن مقامات را نداند که چیست پس از جهل خود

معذور است عَفَا اللّٰهُ عَنْهُ

خرق عادات و تصرفات لازم مجاهدات شاقه و تفصیل مقامات سلوک

است و درین امر محق و مبطل شریک ... - درین طریقه اقتصار است بر

فرائض و سنن مؤکده و توجه بقلب مرید و فیاض در حصول مقامات سلوک و

تصرفات این عزیزان از القائے سکینه و ذکر در قلوب و ترقی از حالے بحالے

و ارتقاء در مدارج جذب و قرب و حل مشکلات بصرف همت شهرت تمام

دارد - بر ارباب بصیرت و معرفت مخفی نیست که کمالات الٰهیه را بمقتضائے

آیت شریفه وَلَا يُحِيطُونَ بِهٖ عِلْمًا نهایتے نیست و تفاضل ارباب قرب

بنص قرآنی ثابت است فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فضل عمیم و

وحکمت بالغہ آلہیہ متاخران را کمالاتے کرامت کرد کہ از متقدمان اینہمہ کمالات
مروی نیست چنانچہ نبی آخرالزمان را بر سائر انبیاء و اصحاب وے را بر سائر
اصحاب علیہ وعلیہم الصلوٰۃ فضلہا و رجحان عنایت کرد و در این امت
نیز فضل بعضے بر بعضے مسلم است حدیث شریف است مَثَلُ اُمَّتِیْ
مَثَلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ آخِرُہٗ وَرُبَّ سَامِعٍ اَوْعٰی مِنْ
مُبَلِّغٍ بلکہ عبد اللہ بن عبد البر مالکی وغیرہ تفضیل بعضے از متاخران از اصحاب
رضوان اللہ علیہم اجمعین قائل اند و مسلم است کہ حضرت غوث الاعظم و حضرت
خواجہ نقشبند و علاء الدولہ سمنانی قدس اللہ اسرارہم از متقدمان مشائخ
بہ ترقیات کثیرہ رسیدہ اند و گفتہ شدہ است کہ سلطان نظام الدین اولیاء
را بر مشائخ فضلے ثابت است شیخ محمد اکرم در کتابے کہ احوال حضرات چشتیہ
رحمۃ اللہ علیہم دران نوشتہ است کہ از حضرت آدم علیہ السلام تا این دم
این چنین ولایت و آثار کن از ہیچ یک ولی ظاہر نشدہ چنانچہ از حضرت
سلطان المشائخ ظہور یافتہ رحمۃ اللہ علیہم - پس در صورت تجویز ترقی

ہیچ یکہم متاخرین از متقدمین اگر فضل الٰہی و جذبات محبت بعضی اولیاء را نیز بمقامات عالی رساند ہیچ ممنوع شرعی نیست۔ کمالات الٰہی در اذواق و اشواق و در استغراق و شہود وحدت در کثرت منحصر نباید داشت از کدامی صحابہ ہرگز این حالت و واردات بہ ثبوت نہ پیوستہ است تاہم در مقامات قرب از ہمہ امت سبقت دارند۔ پس احوال و واردات متعارفہ از مقتضیات علو مقامات الٰہی نگردید آنجا بہ سبب انعکاس مقامات عالیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر از سکینہ و تجدید یقین و احوال لطیفہ باطنی مدرک نمی گردد اگر مقامات سلوک انبیاء را باجمال حاصل است و اگر نوافل و عبادات ست باعتدال می کردہ اند چنانچہ بنائے طریقۂ نقشبندیہ در ہر امر بتوسط اعمال و دوام عبودیت و دوام آگاہی از اللہ است کہ آن را مرتبۂ احسان می گویند مگر در طریقۂ حضرت مجددیہ لطیفہ ہای یافتہ و ہر لطیفہ را حضورے و توجہے و کیفیتے و علمے جدا جدا است لہذا تہذیب این لطائف عشرہ و نماندن توجہ در ہر یک سالمہ با حیثیت وجدانی حاصل از تہذیب این لطائف می افتد عروجات و ترقیات دیگر پیش می آید ؎ :-

؎ تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد ؎

ای برادر بے نہایت درگہیست ✻ ہرچہ بروے می رسی بروے مایست

؎ آنچہ پیش تو بیش ازیں راہ نیست ✻ غایت فہم تست اللہ نیست

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

تمام شد

بعون الملک الوہاب رسالہ تصنیف جناب مستطاب معلی القاب قدوۃ السالکین

زبدۃ العارفین مرشد کامل ومہادی آگاہ دل واقف اسرار خفی وجلی حضرت

شاہ غلام علی ادام اللہ ظل برکاتہ علی رؤس جمیع المریدین المخلصین المحبین

آمین یارب العالمین

رسالہ در بیانِ سخنانی کہ دربارۂ امام ربانی

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ رب نواز اجمیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وصلوٰۃ کے بعد فقیر عبداللہ معروف غلام علی عفی عنہ جو خاندان عالی شان احمدیہ کے کم ترین منسوبان میں سے ہے کہتا ہے کہ یہ ایک مختصر رسالہ ہے ان باتوں کے بیان میں جو امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ کے بارے میں شہرت یافتہ ہیں اور لوگوں نے ان کلمات کو انکار کا سرمایہ بنایا ہوا ہے اور ان کے وہ کلمات محض بہتان ہیں جو ہرگز پایہء ثبوت کو نہیں پہنچتے اور سوالوں کے جواب جو ان کے کلام پر بغیر سوچے سمجھے اور بلا تحقیق کرتے ہیں تھوڑے سے غور وفکر سے معقول ومشروع ہو جاتے ہیں اور بزرگوں کے بارے سوءِ ظن کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

یہ رسالہ پانچ فصلوں پر مشتمل ہیں:

فصل اول

آں جناب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجمالی احوال کے بیان میں ہے۔

فصل دوم

بطریقِ اجمال ان کے کلام پر دفعِ اعتراضات کے بارے میں ہے۔

تیسری فصل

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان بعض اعتراضات کے جوابات کے بیان میں ہے جو انہوں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کے انکار میں لکھے ہیں۔

فصل چہارم

ان حواشی کے بیان میں ہے جو فقیر کے استاد حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کم عمری میں حضرت شیخ مذکور رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ پر تحریر فرمائے ہیں۔

فصل پانچویں

ان شبہات کے دور کرنے کے بارے میں ہے جو عوام (علماء اور طلباء جو عوام کا درجہ رکھتے ہیں) کی زبانوں پر مذکور ہے۔

فصل اول

حضرت ممدوح آں جناب امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رضی اللہ عنہ کے حالات کے بیان میں ہے۔

ممدوح محترم آں جناب کا نسب حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔آپ کی ولادت (پاک) سن ۹۷۱ھ ہجری میں ہوئی ظاہری علم کی اپنے والد ماجد مخدوم شیخ عبدالاحد خلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ جو ظاہری اور باطنی علم میں پیشوائے زمانہ تھے اور دیگر علمائے وقت سے تحصیل کی اور طریقہ چشتیہ اور قادریہ اپنے والد گرامی سے حاصل کیا اور ہر دو عالی سلسلوں کے (اکابر) کی ارواح پاک سے فیض حاصل کئے اور طریقہ نقشبندیہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے اخذ کیا ان کی توجہات سے اڑھائی ماہ میں مرتبہ کمال و تکمیل تک رسائی حاصل کی ہے۔حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی علوِ استعداد اور ترقی درجات کی بہت تعریف فرماتے تھے۔

فرمایا کرتے تھے کہ شیخ احمد کامل مرادوں اور محبوبوں میں سے ہیں۔متقدم اولیاء میں ان جیسے چند نفوس ہی دکھائی دیتے ہیں۔وہ ایسے چراغ ہیں کہ دنیا ان سے منور ہوتی

ہے۔حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم نے واقعہ میں دیکھا کہ ہم نے ایک نورانی شمع جلائی ہوئی ہے جو آسمان تک پہنچی ہوئی ہے اور لحہ بہ لحہ اس کا نور زیادہ ہوتا جاتا ہے اور لوگ اس شمع سے چراغ روشن کرتے ہیں ۔یہ واقعہ حضرت مجدد کی ذات کی طرف اشارہ ہے ۔خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ہندوستان کی طرف عزمِ سفر کے ایام میں، میں نے استخارے میں دیکھا کہ ایک خوش لقاء طوطی آیا اور ہمارے ہاتھ پر بیٹھ گیا طوطی حضرت مجدد کی استعدادِ معاد سے عبارت ہے۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سرہند میں پہنچنے کے وقت ہم نے سرہند سے غیبی آواز سنی کہ تو قطب کے جوار میں آیا ہے۔قطب سے مراد حضرت مجدد الف ثانی کی ذات ہے۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اس کے سائے میں گم ہیں۔

یہ بھی فرماتے تھے کہ شیخ احمد کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ توحید (وحدت الوجود) تنگ کوچہ ہے شاہراہ کوئی اور ہے۔

ایک مکتوب میں آپ نے لکھا ہے وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاْسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ زمیں کے لئے کریم لوگوں کے جام میں سے حصہ ہوتا ہے

شیخ عبداللہ انصاری کا اپنے پیر کے بارے میں قول

حضرت عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اگرچہ میں حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں اگر شیخ خرقانی بھی اس وقت موجود ہوتے تو اپنی پیری کے باوجود میری مریدی کرتے۔اور کبھی ان بے صفتوں کے احوال ایسے ہوتے ہیں کہ آثارِ صفات کے گرفتار لوازم پر جان فدا کرنے کی طلب گاری کیوں نہیں کرتے ،توقف اور غفلت

استغناء سے نہیں بے نیازی سے ہوتی ہے۔اور یہ بات اشارے پر موقوف ہے انتھیٰ
آپ اپنے یاران طریقت کے احوال ان سے دریافت فرمایا کرتے تھے اور فرماتے
تھے۔

ان کے علوم و مکاشفات بہت صحیح اور درست ہیں اور حضرت خواجہ کے اصحاب،
اولاد اور منتسبین آپ کے حکم شریف سے ان (حضرت مجدد) سے استفادہ کرتے تھے۔
ایک جماعت نے کچھ توقف کا اظہار کیا تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول
خدا ﷺ ان (حضرت مجدد) کی تعریف کررہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ جو شیخ احمد کا
مقبول ہے ہمارا مقبول ہے اور جو شیخ احمد کا مردود ہے وہ ہمارا بھی مردود ہے چنانچہ وہ
آپ کی خدمت میں گئے اور استفادہ کیا۔

طریقۂ مجددی

اللہ تعالیٰ نے حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کی برکت سے ان (حضرت
مجدد) کو جدید طریقہ عطا فرمایا اور دوسرے مقامات بھی عطا فرمائے اور ہر مقام کے
علوم و معارف اور اذواق و مواجید جدا جدا عنایت فرمائے۔لاکھوں علماء و عقلا ان کے
طریقہ سے ان مقامات تک پہنچے ہیں۔ان علوم اور معارف کا اقرار کیا ہے اور ان مقامات
میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا۔آپ کا طریقہ جو دوام حضور اور اتباع سنت ہے اس نے دنیا
کے گوشے گوشے میں شہرت پائی اور ان کے افادات اور ان کے خلفاء کے افاضات سے
بے شمار طالبان راہ طریقت نے تہذیب حاصل کی اور حاصل کررہے ہیں۔

مکتوباتِ مجددیہ

ان کے مکتوبات و رسائل جو کتاب و سنت کے مطابق اسرار و معارف، تحقیقات

لائقہ اور تدقیقات رائقہ کہ ان جیسے علمائے صوفیہ میں سے کسی سے بھی منقول نہیں ہیں سے معمور ہیں

حضرت مجددؒ کے بارے میں کتابیں

آپ کے حالات طیبہ کے بارے میں خواجہ محمد ہاشم کشمی نے برکات احمدیہ نامی کتاب اور حضرت ملا بدرالدین نے حضرات القدس نامی کتاب تحریر کی ہیں۔ جن میں آپ کے مقامات عالیہ ،درجات سامیہ ،ریاضات ،مجاہدات ، ملفوظات ،خوارقِ عادات اور تصرفات جو آپ سے صادر ہوئے ،تفصیلاً بیان فرمائے ہیں۔

وفات

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۰۳۴ھ میں ۲۸ صفر بوقت صبح ہوئی آپ کی تاریخ ولادت مجددالفیض (۹۷۲ھ) اور آپ کی عمر احمدی (۶۳) کے لفظ سے برآمد ہوتی ہے،آپ کی وفات کی تاریخیں بہت زیادہ کہی گئی ہیں ان تمام میں سے چند تاریخیں سپرد قلم ہیں۔

وارث الرسول	نقشبند تقوی بود	معرفت مُرد	رائے خواجہ علاء الدین بود
۱۰۳۴ھ	۱۰۳۴ھ	۱۰۳۴ھ	۱۰۳۴ھ

ظل محمد بود	منورِ آداب خواجہ بہاؤالدین بود
۱۰۳۴ھ	۱۰۳۴ھ

آن خواجہ محمد پارسا بود	بزرگی ہائے خواجہ عبیداللہ بود	ادراک خواجہ باقی باللہ بود
۱۰۳۴ھ	۱۰۳۴ھ	۱۰۳۴ھ

رحمۃ اللہ علیہ وعلیہم رحمۃً واسعۃً مبارکۃً طیبۃً زاکیۃً

حضرت آدم بنوری جو آپ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں ان کے ایک ہزار

کامل خلفاء تھے اور سوافراد کامل مکمل تھے۔اس طرح ان کے خلفاء مثلاً حضرت میر محمد نعمان، خواجہ محمد ہاشم کشمی، ملا محمد طاہر لاہوری، ملا بدیع الدین سہارنپوری وغیرہم ہیں جو خلق خدا کا مرجع ہیں اور طالبان مولا کی ہدایت کا سبب ہیں۔ یہ سب بارگاہ الٰہی کے عظیم مقبولوں میں شمار ہوتے ہیں اور انہوں نے شریعت وطریقت کے انوار کی ترویج و اشاعت کی۔(رحمۃ اللہ علیہم)

آپ کے وجود مسعود کی بشارت

حضرت شیخ احمد جام قدس سرہٗ سے منقول ہے، جوفرماتے تھے:

۱...... ''۴ سو سال کے بعد احمد نامی ایک شخص کا ظہور ہوگا کہ حق سبحانہ کی عنایت کے آثار اس کے بارے میں ظاہر ہونگے اور تمام مخلوق دیکھے گی۔ یہ بشارت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وجود کے بارے میں ہے کہ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۶۰۰ھ میں ہے اور حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت ۹۷۱ھ میں ہے۔

۲...... حضرت شیخ خلیل اللہ بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ

سلسلہ حضرات خواجہا رحمۃ اللہ علیہم میں ہندوستان سے ایک شخص پیدا ہوگا جو اپنے زمانے کا بے نظیر ہوگا افسوس کہ ہماری زندگی اس زمانے تک کفایت نہیں کرے گی ورنہ ہم اس کی زیارت سے سعادت اندوز ہوتے۔۔

۳......حضرت شاہ کمال الدین کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ میں بار بار دیکھنے کے بعد اپنے مبارک پیراہن کو بطور تبرک اپنے پوتے حضرت شاہ سکندر کے ہاتھوں حضرت مجدد الف ثانی کے لئے بھیجا کہتے ہیں کہ وہ پیراہن حضرت غوث الثقلین کا تھا جو وراثت اور وصیت کے مطابق حضرت شاہ کمال کی خدمت میں آپ (حضرت مجدد) کی طرف پہنچایا گیا۔

مندرجہ بالا لکھی ہوئی تحریریں حضرات القدس تالیف شیخ بدرالدین سے نقل کی گئی ہیں اور حضرت مجدد کی مدح خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہما کے مکتوبات میں بھی موجود ہے واللہ اعلم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے:

لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَلَا یُبْغِضُهٗ اِلَّا مُنَافِقٌ شَقِیٌّ رَحِمَ اللهُ مَنْ اَنْصَفَ وَلَمْ یَتَعَسَّفُ

متقی مومن کو ہی ان سے محبت ہوگی اور بدبخت منافق کو ہی ان سے بغض ہوگا اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جس نے انصاف کیا اور جادہ مستقیم سے نہ ہٹا۔

فصل دوم

اجمالی طور پر ان کے کلام سے اعتراضات کے رفع کرنے کے بارے میں

ارباب علم پر ظاہر ہے کہ بعض قرآنی آیات کے ادراک میں محض عقل وفہم کے لئے رستہ نہیں ہے مثلاً

یَدُ اللهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ [1] اور اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی [2]

حدیث کے بعض کلمات مثلاً رجل، ضحك، حقوی جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس پناہ کے بارے پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ انہیں علم الٰہی کی طرف تفویض کریں گے یا ان کی تاویل ضروری ہے اس طرح اولیاء کرام سے جو کلمات صادر ہوئے ہیں کہ عقل ان کے ادراک سے عاجز ہے چنانچہ ایک اہل اللہ نے فرمایا ہے

---

[1] الفتح ۴۸:۱۰ [2] طٰہٰ ۲۰:۵

''قرب کے درجات میں، میں ایسے دریا سے گزرا ہوں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اس طرف آنے سے درماندہ ہیں''۔ ایک اور اہل اللہ نے کہا:

لِوَائِیْ اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ: میرا علم حضرت محمد ﷺ کے علم سے بلند ہے۔

لہٰذا اس قسم کے کلمات کی بھی تاویل کرنا چاہئے تاکہ بزرگوں کے متعلق جس حسن ظن کا حکم دیا گیا ہے حاصل ہو جائے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و معارف کتاب و سنت کے موافق ہیں بعض جگہ عزیز غور و فکر کیے بغیر انگشت نمائی کرتے ہیں۔ اگر آں جناب کے مکتوبات کا مطالعہ کیا جائے تو اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ انہوں نے خود اعتراضات رفع کرنے کیلئے جو کچھ مناسب فرمایا ہے شبہات کو دور کرنے کیلئے کافی ہے۔ ورنہ ہر تاویل جو بزرگوں کے کلام میں غلبہ احوال یا ترغیب طالبان یا امر الٰہی یا تحدیث نعمت یا معنیٔ مقصود پر الفاظ کی عدم مساعدت میں ہوتے ہیں انصاف کے نزدیک حسد و کدورت سے دور ہوتے ہیں وہی آپ کے کلام میں بھی جاری ہیں۔

چنانچہ شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی تصنیف فتوح الغیب کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ معنیٔ مقصود کی ادائیگی کے لئے لفظ و عبارت اور اشتباہ و ابہام سے صحیح طریقے سے کشف حقیقت کے قصور کے باعث تحقیقِ کامل گردابِ اختلاف میں گر پڑتی ہے۔ جو ظاہر بینوں اور عبارت پرستوں کے نزدیک زندقہ سے منسوب ہوتی ہے۔ ونعوذ باللہ من ذالك

اس کے ساتھ ساتھ اُن کے فرزند ارشد حضرت شاہ محمد یحییٰ نے جو منکرین کے دفعِ انکار میں ایک مفید رسالہ لکھا ہے اور نبیرۂ امام ربانی حضرت شیخ محمد فرخ نے کشف الغطاء عن وجود الخطأ کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے اور مولانا

محمد بیگ رحمۃ اللہ علیہ نے عطیۃ الوھاب الفاصلہ بین الخطاوالصواب کے نام سے اعتراضات کے رد میں ایک رسالہ مکہ شریف میں لکھ کر چاروں مذاہب کے مفتیوں کی مہریں لگوائیں دیگر مخلصین نے بھی خدایافتہ رستہ سے رکاوٹیں ہٹانے کی کوشش کی تاکہ کوئی جائے اعتراض نہ رہے۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی جو ہندوستان کے جلیل القدر فضلاء اور آں جناب (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے ارادتمندوں میں شمار ہوتے ہیں، انہوں نے اجمالی طور پر آپ پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات تحریر فرمائے ہیں کہ ان کی مراد سے بے علمی کی بنا پر بزرگوں کے ارشادات میں تنقید اور تردید کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا، عوام کی غیبت کرنا گناہ ہے چہ جائیکہ خواص کی غیبت کی جائے، مشیخیت پناہ عرفان دستگاہ شیخ احمد کے کلام کی تردید کرنا جہالت اور ناسمجھی ہے۔ انتہیٰ

حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ منکرین کے لئے دستاویز ہے جس میں علمائے ظاہر کے انداز میں اُن (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے بعض معارف پر اعتراضات کیئے ہیں۔ اگرچہ شیخ (عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ) نے اوائل حال میں بلاتحقیق یہ اعتراضات کیے تھے لیکن بالآخران سے باز آ گئے تھے۔ انہوں نے واقعہ (خواب) میں رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں

''جو کوئی ہم سے اخلاص رکھتا ہے ان سے بھی اخلاص رکھے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ فرمایا''

چنانچہ شیخ عبدالحق نے انکار کرنے سے استغفار کی اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خواجہ حسام الدین احمد کی خدمت میں یہ عبارت لکھ بھیجی

''ان دنوں فقیر کی صفائے باطن میاں شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق حد سے متجاوز ہے۔ اصلاً بشریت کا پردہ اور جبلت کا پردہ درمیان میں نہیں رہا۔ نہیں جانتا کہ یہ کہاں سے ہے۔ طریقہ انصاف اور حکم عقل کی رعایت سے قطع نظر اس قسم کے

عزیزوں اور بزرگوں سے بدگمانی نہیں چاہئے۔ اور باطن میں بطریق ذوق ووجدان کسی چیز کا غلبہ ہو گیا ہے کہ زبان اس کو بیان کرنے سے گونگی ہے (واردات قلبی اور حال کا غلبہ ہے) اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیرنے والا اور احوال کو تبدیل کرنے والا ہے۔ ظاہر بینوں کی گواہی دور از کار ہے۔ میں نہیں جانتا کہ حال کیا ہے؟ اور اس کی مثال کیا ہے؟'' انتھیٰ

ایک طویل مکتوب میں اپنی اولاد کو اس قسم کا مضمون لکھا:

''میں نے جو کچھ اعتراضات کے مسودات شیخ احمد سلمہٗ اللہ تعالیٰ کے کلام پر لکھے ہیں ان سب کو پانی سے دھوئیں کوئی ایسا غبار جو ان کی نسبت سے دل تک پہنچا تھا صفا پر انجام پذیر ہو گیا''۔

اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اسی رسالہ میں بعضے کلمات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں اس طرح تحریر فرمائے:

''فقیر کا ظن شیخ کی خدمت میں جمیل ہے وہ مقدار اور اندازہ کہ مجھے محبت واتحاد کا ہے کسی اور کو کم ہی ہوگا۔ آپ عزیز ہیں اور آپ کا طریقہ بھی عزیز ہے۔ حضرت خواجہ (باقی باللہ) آپ کی بہت زیادہ تعریف فرماتے تھے۔ اس مفہوم سے لوگ واقف ہیں اور فقیر سب سے زیادہ واقف ہے''

اور یہ تحریر از روئے استفسار اور کشف حال لکھی ہے کہ اپنے تألم کو دور کروں اور اپنے دل کی تپش کو تسکین دے سکوں اور اس رسالہ میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے بارے میں عالم غیب سے یہ آیت شریفہ سنی گئی

وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ [1] ۔۔۔ انتھیٰ

(یہ امر) پوشیدہ نہیں کہ یہ آیت فرعون اور اس کے پیروکاروں کے شبہ کے رد اور

---

[1] المؤمن ۴۰: ۲۸

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے وارد ہے۔

حضرت شیخ (عبدالحق محدث دہلوی) کے انکار ورد سے رجوع کے بعد اعتراضات کے دور کرنے اور رسالہ مذکورہ کے بطلان کے لئے آیت شریفہ مذکورہ قوی دلیل ہے اور حضرت شیخ کا انکار سے یہ رجوع فقیر نے اپنے پیر اور اپنے استاد (حضرت مظہر) کی زبان سے سنا ہے کہ یہ سب ثابت قدم، ثقہ اور عدول ہیں۔

حضرت ایشاں (شیخ مجدد) کو بادشاہ کے ہاتھوں آزار پہنچنا بھی ان کے انبیاء کرام (علیہم السلام) کے ساتھ کمالِ اتباع کی دلیل ہے۔

مخالفین نے انبیاء کو کاذب جانتے ہوئے ان اکابر کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچائیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں ڈالا گیا اور سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ کو محصب انزوا فرمایا۔ آخر کار انبیاء علیہم السلام کی روشنی اور صدق ظہور پذیر ہوئی اور خدا کے دین کو اعتبار ورفعت بخشی۔ اسی طرح حضرت مجدد کے طریقہ جدیدہ نے اشاعت پذیر ہوکر دین مصطفی ﷺ کو تقویت پہنچائی۔ ہزارہا علماء وعقلاء اس پسندیدہ طریقہ پر گامزن ہوکر خدا کے دوست (ولی اللہ) ہو گئے۔ کما لا یخفیٰ

فصل سوم

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اعتراضات کے جواب میں

جان لیجئے کہ رسالہ اعتراضات کی بنیاد بے صرفہ گولوگوں کی اطلاعات (اخبار) کی شنید پر ہے۔ کاش حضرت شیخ (عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ) مکتوبات شریفہ (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کا مطالعہ فرمالیتے۔ سوچ بچار کر لیتے اور ان سنی ہوئی باتوں کی

تحقیق فرما لیتے تا کہ ناسمجھ لوگ اکابرین پر زبانِ طعن نہ کھولتے۔ چنانچہ حضرت شیخ کے تمام اعتراضات کی تردید ضروری نہیں ہے مگر آپ کے بعض اقوال کے جوابات دیئے جاتے ہیں اور اعتراضات کے جوابات کا یہ بیان یاوہ گو (ہرزہ سرا) لوگوں کے سوءِ ظن کے ازالہ کے لئے ہے جو لوگ حضرت شیخ کے کلام کے وسیلہ کے ذریعے بزرگوں پر عیب وطعن کرتے ہیں

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ [1]

اور حدیث

مَنْ رَمَى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيْدُ بِهِ شَيْنَهُ حَبَسَهُ اللهُ عَلَى جَسَرِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ [2]

لوگ چشم پوشی کو ان کا عیب گردانتے ہیں۔

حضرت شیخ کے کمال کی ردّ وقد (تردید) وہم میں نہیں ہے کیونکہ حضرت شیخ جلیل القدر علماء اور ارباب ولایت میں سے ہیں۔

اگرچہ حضرت شیخ (عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کا قول بہت سی نظروں میں اعتبارِ تمام رکھتا ہے تاہم موافقِ شرع معقول بات کو فی الحقیقت ایسی وقعت حاصل ہے جو کلام کرنے کے درجے سے باہر ہے (اس پر کلام کیا جانا ممکن ہے)

آغاز جوابات

قولہ (آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ خواجہ (باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) جو آپ کے پیر اور مربی تھے۔ ان کی شان میں آداب مریدی اور نعمت شناسی کی رعایت نہ کرتے ہوئے کئی لغزشیں کی ہیں۔

---

[1] الهمزة ۱۰۴:۱ [2] مشکوٰۃ، رقم الحدیث: ۴۹۸۶

جواب:

یہ تو حقیقت کے برعکس ہے کہ آنجناب (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کی جانب سے سوائے نیاز وادب اور شکر نعمت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ظہور ہی نہیں ہوا ہے مگر یہ الفاظ کہ

''اگرچہ میرے پیر (حضرت خواجہ باقی باللہ) ہیں لیکن میری تربیت کا متکفل اللہ باقی ہے''

اس قسم کے کلمات تو قدیم بزرگان دین سے بھی سرزد ہوئے ہیں چنانچہ بعض اہل اللہ نے فرمایا ہے

مَا رَبَّانِي اِلَّا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ: میری اللہ اور رسول کے سوا کسی نے تربیت نہیں کی۔

اور یہاں سے بھی تو پیران عظام سے انکار لازم آتا ہے اور اس کا جواب آیہ شریفہ ہے

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَا لِهٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا [1]

ظاہری اسباب فعلِ الٰہی کے آئینوں کے ظہور کے سوا کچھ نہیں اور مؤثر حقیقی تو وہی ذات سبحانہ ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ [2]

اس بارے میں یہ آیت نص قطعی ہے کہ ہدایت جناب الٰہی سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اور راہ دکھانا اور راستے کی طرف رہنمائی کرنا یہ مرشدوں کا کام ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں اپنی عقیدت کے متعلق رسال

---

[1] النساء ۴:۷۸ [2] القصص ۲۸:۵۶

''مبداء معاد'' میں یوں فرماتے ہیں:

''فقیر یقین سے جانتا تھا کہ اس قسم کی صحبت واجتماع اور اس جیسی تربیت وارشاد سرورِ عالم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے زمانہ کے بعد ہرگز وجود میں نہیں آئی اور بندہ اس نعمت کا شکر بجالاتا ہے کہ اگر خیر البشر ﷺ کی صحبت سے مشرف نہیں ہوا ہاں اس صحبت سے محروم نہیں رہا''۔

مکتوبات شریفہ جلد ثانی مکتوب بیالیس میں فرماتے ہیں:

''میرے پیر، نجباء اور میرے رہنما کہ جن کے توسل سے میں نے اس راہ میں آنکھ کھولی ہے اور ان کے توسط سے اس مقولہ کے بارے میں لب کشائی کی ہے۔ طریقت میں الف۔ باء کا سبق انہیں سے سیکھا ہے اور مولویت کا ملکہ ان کی توجہ سے حاصل کیا ہے اگر مجھے کوئی علم ہے تو انہی کے طفیل ہے اور معرفت بھی انہی کی نظرِ التفات کا اثر ہے اندراج النہایہ فی البدایہ کا طریقہ انہی بزرگوں سے سیکھا ہے۔ نسبتِ انجذاب قیومیت کی جہت سے انہی سے اخذ کی ہے میں نے ان کی ایک نظرِ کرم سے وہ کچھ دیکھا ہے کہ لوگ چالیس توجہات سے بھی نہیں دیکھیں گے۔ میں نے ان کے ایک کلام سے وہ کچھ پایا ہے کہ دوسرے سالوں میں بھی حاصل نہ کرسکیں۔

آنکہ بہ تبریزی یافت یک نظر شمس دین

طعنہ زنند بر دَہہ سخرہ کنند بر چلہ

ترجمہ: شمس الدین نے تبریز کی ایک نظر سے وہ جو کچھ پالیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دہے پر طعنہ زنی کرتے اور چلہ کا مذاق اڑاتے ہیں۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند

کہ بُرند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

ترجمہ: نقشبندیہ عجیب قافلہ سالار ہیں کہ پنہاں طریقے سے قافلہ کو حرم تک لے جاتے

ہیں۔

اعتراض

آپ نے غوث الثقلین قدس سرہٗ کے بارے میں مقام ادب سے دور یہ لکھا ہے کہ ان کا نزول ناقص ہے۔

جواب:

یہ بھی خلاف واقعہ ہے آپ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے کسی جگہ یہ بات نہیں فرمائی ہے بلکہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مکتوبات کی تیسری جلد کے آخری مکتوب میں تحریر کیا ہے کہ

راہ ولایت میں وصول و برکات جس کسی کو بھی ہوتا ہے اقطاب ہوں یا نجباء، آپ ہی کے توسط سے مفہوم ہوتا ہے اور پہلا معاملہ حضرت شیخ (عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ) کے وجود مسعود سے تعلق رکھتا ہے۔ وہی رشد وہدایت کا واسطہ ہیں۔

اسی مکتوب میں اپنے آپ کو ان کا نائب مناب لکھا ہے کہ انہوں نے طریقہ عالیہ قادریہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ رسالہ مکاشفات غیبیہ میں فرماتے ہیں کہ واصلانِ ذات جو افراد کے لقب سے جانے جاتے ہیں اقلِ قلیل ہیں اکابر صحابہ اور اہل بیت کے بارہ امام اسی مرتبے پر فائز المرام ہیں اور اکابر اولیاء میں غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی اسی دولت سے ممتاز ہیں اور اس مقام میں خاص شان رکھتے ہیں۔ جبکہ دیگر اولیاء کو اس خصوصیت سے بہت کم حصہ ملا ہے اور اس خصوصیت کیساتھ ان کا قرب اس باب میں سب سے زیادہ ہے۔

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے وہ دیتا ہے اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے۔

رسالہ ''مبداء و معاد'' میں فرماتے ہیں کہ اس درویش کو اس آخری عروج میں کہ جو عروج اصلی مقامات میں ہے غوث ثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی کی روحانیت کی مدد سے ہوا ہے اور ان کی قوتِ تصرف سے ان مقامات میں سے گزارا گیا ہے کہ انہوں نے اصل الاصل سے واصل کر دیا۔ انتہیٰ

حضرت مجدد کی نوشتہ ان تینوں عبارات سے حضرت غوث ثقلین کے علوِ کمالات اور اس قطبِ معظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسنِ عقیدت و ادب ہی ملتا ہے۔

لیکن یہ تحریر کہ ان کا نزول مقام روح تک ہوا ہے کوئی دور از ادب نہیں ہے۔ حضرت غوث اعظم سے ظہورِ کثرتِ خوارق جس قدر ظاہر ہوا ہے۔ اولیاء کرام سے اس قدر کسی سے بھی ظاہر نہیں ہوا۔ انہوں نے وضاحت کی ہے ''حضرت غوث اعظم کا عروج اکثر اولیاء سے بلند واقع ہوا ہے اور نزول کی طرف مقام روح تک نیچے تشریف لائے ہیں جو عالم اسباب سے بلند تر ہے'' اس تحریر سے شیخ قدس سرہٗ کی جناب سے کوئی نقص عائد نہیں ہوتا ہے۔ کما لا یخفٰی

یونہی وہ رسول خدا ﷺ کے آداب اس انداز سے بجالائے ہیں کہ تمام اولیاء کے آداب بجالانے کی رعایت سے بلند ترین مرتبے پر پہنچ گئے ہیں۔

جلد ثانی، مکتوب: ۴۲ میں فرماتے ہیں'' میں کم ترین ان کے خرمن کا خوشہ چین ہوں اور ان ہی کی نعمتوں کے دستر خوان کے حقیر ترین ریزہ خواروں میں سے ہوں۔ یہ وہی مشائخ ہیں جنہوں نے مختلف انداز سے میری تربیت فرمائی ہے اور مختلف قسم کے کرم اور احسان سے نفع پہنچایا ہے ان بزرگوں نے حق تعالیٰ عز و جل کی محبت میں اپنے آپ کو اور اپنے علاوہ دوسروں کو ان کے سپرد کیا ہے اپنا اور اپنے سوا دوسروں کا نام و نشان نہیں چھوڑا باطل ان کے سائے سے گریزاں ہے یہاں سب حق ہے اور حق کے لئے علمائے ظاہرین ان کی حقیقت سے کیا حاصل کر سکیں گے اور ان کے کمالات سے کیا

حاصل کریں گے۔ انتھیٰ

شیخ محی الدین ابن عربی کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ ''شیخ محترم مقبولوں میں سے نظر آتے ہیں اور ان کا منکر خطرے میں ہے ہم پسماندگان نے ان بزرگوں کی برکات سے استفادہ کیا ہے اور ان کے علوم و معارف سے بہت فائدے اٹھائے ہیں۔ جزاہ اللہ سبحانہ عنا خیر الجزاء''

رسالہ ''مبدأ و معاد'' میں انہوں نے لکھا ہے کہ ''حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کی روحانیت سے مجھے اس کام میں کئی امدادیں حاصل ہوئی ہیں'' پس لوگوں کی کہی ہوئی ان باتوں کا رد ہو گیا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اولیاء کی تنقیص کی ہے۔

اعتراض

قولہ۔ آپ نے اپنے بعض مکتوبات میں لکھا ہے ''میں خیال کرتا ہوں کہ میرے پیدا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ کمالِ ابراہیمی و محمدی ایک جگہ جمع ہو جائیں'' سب باتوں سے اشد و اعظم ہے

جواب:

درحقیقت آپ کے کلام میں یہ عبارت یوں موجود ہے ''میں خیال کرتا ہوں کہ میری آفرینش سے مقصود یہ ہے کہ ولایت محمدی ولایت ابراہیمی علیہما التسلیمات والصلوات سے رنگین ہو جائے اور اس ولایت کا حسنِ ملاحت اس ولایت کی جمالِ صباحت کے ساتھ مل جائے''۔

جان لے کہ یہی عبارت ہے جو آپ پر بہت سارے الزامات کا سبب بن گئی اور لوگوں نے اپنے گمان کے مطابق باتیں گھڑ لی ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ (عبدالحق محدث) نے اسی رسالہ میں تحریر کیا ہے کہ آپ (حضرت مجدد) کہتے ہیں:

''جس خلوت میں میں ہوں محمد ﷺ دروازے پر ہیں'' اورلوگوں نے مشہور کردیا ہے کہ انہوں نے (حضرتِ مجدد نے) رسالہ معراجیہ لکھا ہے اور جس میں اپنی معراج کوسرورِ کائنات ﷺ کی معراج سے بلند تر تحریر فرمایا ہے اورلوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے (حضرت مجدد) نے کہا ہے کہ میں نے اور رسول خدا نے میدانِ قرب میں گھوڑسواری کی ہے میرے گھوڑے نے سبقت حاصل کرلی۔(مَعَاذَاللهِ)

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا [1]

یہ تینوں مقدمات محض بہتان تراشی ہیں۔کسی جگہ اور کسی وقت یہ کلمات آپ نے نہیں کہے ہیں۔ تَابَ اللهُ عَلٰى مَنْ يَّفْتَرِىْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

جان لے کہ اس کلام کہ ولایت محمدی، ولایت ابراہیمی سے رنگین ہوجائے۔دو شبہات وارد ہوتے ہیں پہلا یہ کہ مقامِ خُلّت سرورِ انبیاء ﷺ کو حاصل نہ ہوگا اور یہ اس حدیث کے منافی ہے جومسلم شریف میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے۔

قَدِ اتَّخَذَ اللهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا [2]

اور صاحب سے مراد ذات پاک آنحضرت ﷺ ہے

شبہ دوم

اگراس بات کوتسلیم کرلیا جائے تو افضل کا مفضول سے امداد طلب کرنا لازم آئے گا اور یہ بعید دکھائی دیتا ہے۔

---

[1] الکہف ۱۸:۵ [2] سنن النسائی، رقم الحدیث: ۸۱۰۴

جواب شبہ اول

یہ کہ آپ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام خُلّت کا دائرہ جو تفصیل کا اجمال اور اس مقام کی اصل ہے وہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں اقرب و اسبق اور اہل کمال کے سرور ﷺ کو حاصل ہے اور اس مقام کی تفصیل جو اس مقام کے ظل کی مانند ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ثابت ہے۔ چنانچہ مقام خُلّت کی نفی اور اس کا عدم حصول لازم نہیں آیا اور مقام خُلّت سے برتر مقام جو مُحبّیت ذاتیہ کا محبوبیت ذاتیہ سے ممتزج (ملا ہوا) ہے اور جسے حقیقت محمدیہ ﷺ سے موسوم کہا گیا ہے اور اس مرتبہ سے بلند تر مقام جو محبوبیتِ صرفہ ذاتیہ اور حقیقت احمدی سے معبّر ہے وہ آں جناب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سرورِ انبیاء ﷺ کے لئے ثابت ہے۔ اور انبیاء و اولیاء کے تمام مقامات سرور عالم ﷺ کے مراتبِ کمال کا ظلال ہیں یہ بیان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا۔

جواب شبہ دوم

یہ کہ آپ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ خادموں کی نسبت مخدوموں کے ساتھ ثابت ہے اور مخدوموں کی جناب میں کوئی نقصان عائد نہیں ہوتا اور خادم مخدوم کے خزانے سے خرچ کر کے منقّش لباس اور مزین بچھونے (قالین) تیار کر کے لاتا ہے اور اس جگہ خادم کی زیادتی کہاں ہے اور مخدوم کا نقصان کہاں ہے؟

بادشاہ اپنے لاؤ لشکر اور خدام کی مدد سے کئی ملک فتح کرتے ہیں اس امداد سے بادشاہوں کی عظمت اور رفعت شان کے سوا اور کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے۔

جان لے کہ فاضل کا مفضول سے استفادہ نص قرآنی سے ثابت ہے

وَعَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى [۱]

حضرت موسیٰ علیہ السلام جو خضر علیہ السلام سے افضل ہیں انہوں نے حضرت خضر کو کہا

عَلِّمَنِیْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا [۲]

افضل الانبیاء ﷺ کا جبرئیل علیہ السلام سے جو مفضول ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام سے کمالات سیکھنے سے دونوں اولوالعزم پیغمبروں کی جناب میں کوئی نقصان لازم نہیں آتا۔

مخفی نہیں ہے کہ جو کچھ کمالات میں سے ممکن کے حوصلہ میں ہے ذات مبارک حبیب خدا ﷺ کو عنایت ہوا۔ ہاں علوِ فطرت کی بنا پر آیت شریفہ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کے مطابق ارتقاء کی ہمت رکھتے تھے۔ کیونکہ کمالات الٰہیہ کی کوئی انتہا نہیں ہے جیسا کہ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا [۳] وارد ہے اور احتمال ہے کہ بمقتضائے حدیث شریف

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْفِكْرِ مُتَوَاصِلَ الْحُزْنِ [۴] دائمی فکر و حزن بعض کمالات کے متعلق غلبۂ اشتیاق کی وجہ سے ہو۔ کیونکہ دوسری حدیث مَنْ سَاوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ [۵] یہ طلبِ مزید کی تاکید فرماتی ہے۔

بلکہ جس جگہ مطلوب حقیقی کے ساتھ وصل و انجذاب کی طلب ہے وہ ارباب معرفت کے پیشوا ﷺ کے شوق و طلب کا پرتو ہے۔ اور توجہ کے بعد ترقی مسلّم ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی امتوں کے واسطہ اور عالم آخرت کی طرف سے بھی فیوض و فتوحات پہنچتی ہیں۔ جیسا کہ اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ اور مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا [۶] سے واضح ہے۔

---

[۱] النجم ۵۳:۵ [۲] البخاری، رقم الحدیث: ۷۴ [۳] طٰہٰ ۲۰:۱۱۰ [۴] شعب الایمان، رقم الحدیث: ۱۴۳۰ [۵] المقاصد الحسنۃ ۱:۶۳۱ [۶] شعب الایمان، رقم الحدیث: ۷۰۰۶

پس ممکن ہے کہ آیہ شریفہ اِتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا[1] اور درودِ ابراہیمی
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ کی درخواست کے مقتضاء کے مطابق ان بعض کمالات کو تفصیلاً حاصل کرنے کے لئے مقام خُلّت نزول فرمائے۔ اگرچہ درودِ ابراہیمی کے حصول میں تمام امت کو دخل ہے۔

چنانچہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

نَالَ مُحَمَّدٌ نِ الْخُلَّةَ وَالْوَسِيْلَةَ فَدَعَا اُمَّتُهٗ

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ نے مقام خُلّت و وسیلہ کو پالیا پس ان کی امت نے دعا کی۔

اور اگر دخل نہیں ہے تو اس کی طلب کا حکم کیوں ہوا؟ لیکن ظاہر ہے کہ کسی کام کی برآری کے لئے افراد کو بیشتر دخل ہوتا ہے پس احتمال ہے کہ ان کمالات کا حصول ان کے وجود پر موقوف ہو چنانچہ علم تفسیر کی مختلف تاویلات، کثیر جزئیات، علم فقہ اور علم سلوک کے کثیر اسرار و نکات آخری صدیوں میں تفصیلات کے ساتھ پائے گئے اور ہر نہر ایک سمندر بن گئی اور ان تمام علوم کی اقسام و تفصیل و اظہار علماء دین کے وجود پر موقوف ہے جو رسالت مآب ﷺ کے مخلص نائب ہیں اور یہ کہ ہر توجیہہ جو فصوص الحکم کے شارحین اس عبارت

''خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاتم ولایت (اس سے مراد خود شیخ ابن عربی ہیں) سے علوم و اسرار کا استفادہ کیا ہے'' میں فرماتے ہیں حضرت مجدد کی عبارات میں بھی جاری ہے (رحمۃ اللہ علیہما)

اس قسم کے مقامات کے بارے میں سخن آرائی کرنا بے ادبی ہے اور ایمان چلا جاتا ہے۔

---

[1] النحل: ۱۲۳

البتہ یاوہ گواور ہرزہ سرالوگ جب مرادِ کلام کونہیں سمجھ پاتے تو بزرگوں پر فسق و کفر کا فتویٰ لگادیتے ہیں اوران کے حقوق مخلصین پر ثابت ہیں۔ انہوں نے ان کے ان کلمات پر جرات کی ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ بِعَدَدِ حُسْنِہٖ وَ کَمَالِہٖ

اعتراض

قولہ ''آپ کہتے ہیں کہ میرے وجود کا خمیر رسول خدا ﷺ کی بقیہ طینت سے ہے''

جواب

اس سخن پر کوئی شرعی عذر مانع نہیں ہے کتنے ہی اصفیاء کو یہ سعادت حاصل ہوئی ہے چنانچہ حضرت شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنے رسالہ (اسمائے) مبشران بالجنۃ میں بیان کیا ہے۔ اور شان اہل بیت رضی اللہ عنہم رسول خدا ﷺ سے روایت کی ہے

اَنَّھُمْ خُلِقُوْا مِنْ طِیْنَتِیْ [1]

اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ وَاَبَابَکْرٍ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ [2]

مرزا محمد بیگ نے کہا کہ اس حدیث کے شواہد، ابن عمر، ابن عباس، ابی سعید اور ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہم سے ملتے ہیں اور بعض کو بعض قوت دیتے ہیں۔

صحیح بخاری کی شرح میں کتاب الجنائز میں ابن سیرین کا قول ہے کہ انہوں نے کہا قسم سے یاد کرتا ہوں کہ میں سچا ہوں اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول خدا ﷺ اور ابوبکر وعمر ایک طینت سے پیدا ہوئے ہیں۔

---

[1] جمع الجوامع، رقم الحدیث: ۵۱۴۲ [2] جامع الاحادیث، رقم الحدیث: ۲۰۷۷

اور رسول خدا ﷺ نے عبداللہ ابن جعفر کو فرمایا ''تو میری طینت سے پیدا ہوا ہے'' اور شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات میں لکھا ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک آنحضرت ﷺ کی بقیہ طینت سے ہے''۔

پس حدیث شریف کی رو سے بعض اکابر کی پیدائش طینت مصطفوی ﷺ سے ثابت ہے اور درختِ کھجور کا آدم علیہ السلام کی طینت سے پیدا ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد بھی اگر اس دولت سے ممتاز ہوں تو اللہ تعالیٰ کے فضلِ عمیم سے دور نہیں ہے [1]

اعتراض

قولہ آپ نے خود کو مجدد الف ثانی کہا ہے

جواب

اس میں کوئی قباحت نہیں ہے چنانچہ ابوداؤد میں بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِأَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُلَهَا دِيْنَهَا [2]

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابی داؤد کے حاشیہ میں مجددانِ دین کو بیان فرمایا ہے اور اپنے آپ کو اس جماعت میں شمار فرمایا ہے اور شک نہیں ہے کہ امام غزالی اپنے وقت میں، غوث الاعظم اپنے دور میں دین خدا کے مجدد تھے اور ان اکابر کے علوم و فیوض و برکات اس دعویٰ پر دلیل ہیں۔ اگر حضرت مجدد گیارہویں

---

[1] اس کی مزید تفصیل ص: ۳۷۳ پر مضمون ''بقیہ طینت محمدی ﷺ کا مرقع'' میں ملاحظہ فرمائیں

[2] سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۴۲۹۱

صدی[۱] ہجری کے مجدد ہوں تو کوئی خدشہ نہیں ہے اور تجدید کے شواہد علوم دینیہ، احکام یقینیہ اور اسرار کے جواہرات کی نشر و اشاعت ہیں جو تائید الٰہی سے اور ان کے کثرتِ خوارق عادات و کرامات کا ظہور سے امتیاز یافتہ ہیں اور علماء، فضلا اور عامۃ الناس کا ان کی خدمت میں کثرتِ رجوع اور طریقہ کے مقامات کا بیان جو اس قدر تفصیل سے کسی اور سے مروی نہیں ہے درجاتِ ولایت، کمالاتِ نبوت، خلّت، محبت و محبوبیت کے مقامات اور وہ مقام جو سرورِ کائنات ﷺ کا خاصہ ہیں کے بیان سے ان کی کتابیں اور رسالہ جات بھرے پڑے ہیں پس ان کے علوم و فیوض بھی اس مدعا پر واضح دلیل ہیں

---

[۱] بلکہ خود حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ثانیہ و عشرون مسمی بہ اتحاف الاحبۃ ببیان حدیث المحبۃ برحاشیہ اخبار الاخیار ص: ۲۷۱ میں گیارہویں صدی ے مجدد کے بارے کلام فرمایا ہے جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور پر منطبق نہیں ہوتا چنانچہ فرماتے ہیں

''اس زمانے میں جو گیارہویں صدی ہے مشرقِ ولایت وہدایت کا ایک نیا نور چمک رہا ہے بے شک یہاں اسرار الٰہی میں سے کوئی راز پوشیدہ ہے کہ جس میں توقف و انکار کی مجال نہیں ہے اور دلائل حقانیت اور ظہورِ نورانیت آشکارا و عیاں ہیں۔ اس مظہرِ حق کے سایۂ تربیت اور گوشۂ تصرف و عنایت میں طالبوں کی ایک جماعت مشغول ہے۔ ذکرِ الٰہی اور عجیب انوار و اسرار کے ظہور میں ان کے استغراق و استہار اور حقیقتِ حال کا کشف دائرۂ تعبیر و تقریر سے باہر ہے آج اس جیسا اہل ذکر کا حلقہ و اجتماع آسمان کے نیچے نہیں ہے اور اگر ہو ابھی تو اس سے کمتر ہی ہوگا۔ جو جماعت اس کام میں داخل اور خلوتِ اسرار کی محرم ہے اپنی معرفت اور بقدرِ استعداد ایسی چیز دریافت کر رہے ہیں لیکن باہر والے حیرت و تعجب میں مبتلا ہیں کہ یہ کیا ہے اور کہاں سے ہے تعجب و حیرانی کیا ہے ان پر درونِ (خانہ) سے (اسرار) کیوں نہیں آ رہے اور وہ کیوں (انوار و تجلیات) نہیں دیکھ رہے۔ مقصودِ (مطلق) کی طرف اس قوم کی عبارات و اشارات نشاندہی کر رہی ہیں اور ان کے مقربانِ درگاہ اور مرادانِ راہ ہونے کی خبریں سنائی دے رہی ہیں کہ انہوں نے سب کچھ آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس سے بہت زیادہ دیکھا ہے جس کی بابت وہ (بیرونیان) سن رہے ہیں''۔ محبوب الٰہی عفی اللہ

فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ [1]

اعتراض

قولہٗ آپ نے متابعتِ رسولِ خدا ﷺ کے پانچ مراتب تحریر کیے ہیں اور خود ان کے حصول کا دعویٰ کیا ہے اور یہ دعویٰ بہت بعید دکھائی دیتا ہے۔

جواب

بلکہ حضرت مجدد نے متابعت کے سات درجے ثابت کیے ہیں

پہلا درجہ: نفسِ مطمئنہ سے پہلے تصدیق قلبی کے بعد احکامات شرعیہ کی بجا آوری ہے

دوسرا درجہ: تہذیبِ اخلاق اور صفاتِ رذیلہ کا رفع کرنا اور امراضِ باطنیہ کا ازالہ کرنا ہے۔

تیسرا درجہ: احوال، اذواق اور مواجید کا اتباع ہے۔

چوتھا درجہ: قلب و نفس کا حصولِ اطمینان ہے کہ ھَوىٰ لِمَا جَآء بِهِ المصطفیٰ ﷺ کا اتباع ہو جائے اور مقام رضا کے حصول میں چون و چرا (کیسے اور کہاں) جیسے خیالات تصور میں نہ آئیں۔

پانچواں درجہ: آں سرور ﷺ کے کمالات کی اتباع ہے کیونکہ ان کا حصول محض فضل و احسان خداوندی پر ہے اور علم و عمل کو ان میں کوئی دخل نہیں ہے

چھٹا درجہ: ان کمالات کی اتباع جو آں سرور ﷺ کی محبوبیت سے مخصوص ہیں۔

ساتواں درجہ: وہ متابعت ہے جو نزول و ہبوط اور خلق خدا کی دعوت (وارشاد) سے متعلق ہے۔

---

[1] آل عمران ۳:۶۰

شروع در جواب

حضرت شیخ (عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ) متابعت کو اعمال ظاہری پر محمول جان کر اس دولت کے حصول کو بعید و عجیب خیال کرتے ہیں۔

حق بات یہ ہے کہ حبیب خدا ﷺ کے تمام ظاہری اعمال کو بجالانا بشری طاقت سے باہر اور نہایت مشکل ہے بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ بشری طاقت انکو بجالانے کی اہلیت ہی نہیں رکھتی۔ البتہ وظائف و اوراد کی ادائیگی کی شکل میں طاعات بہ قدر استطاعت ممکن ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف

خُذُوا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ [1]

اور آیہ کریمہ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ [2] میں وارد ہے۔

اگر عطاء الٰہی اور جذبات محبت سے تبعیت و وراثت کے طور پر درجاتِ قرب حاصل ہو جائیں تو عقل سلیم اور شرع قویم سے دور نہیں ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اس باب میں صحیح حدیث ہے۔ اولیائے کاملین کو یہ درجات حاصل ہیں اور تجلیات صفاتیہ اور تجلیات ذاتیہ کی بدولت محبت الٰہی سے سرفراز ہیں

اگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ان درجات تک رسائی حاصل کرلیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے مستفیدین کو بھی پہنچادیں تو تعجب کیوں ہوگا؟

اَلْمُعَاصَرَةُ اَصْلُ الْمُنَافِرَةِ ہاں! ہم عصر ہونا ہی نفرت کی اصل ہے۔

اعتراض

قولہ آپ کہتے ہیں کہ تمام کمالات محمدیہ ﷺ میری ذات کو حاصل ہیں۔

---

[1] صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۸۶۱ [2] التغابن ۶۴: ۱۶

جواب

یہ خلاف واقع ہے آپ نے یہ دعویٰ نہیں کیا اور یہ بات کبھی نہیں کہی ہے مگر یہ کہ جو کمالات [۱] مجھے عنایت فرمائے گئے ہیں وہ آنحضرت ﷺ کی متابعت اور طفیل ہیں اس طرح کے آپ کے بے شمار کلام ہیں۔

اعتراض

آپ کہتے ہیں ''میں اپنے مقام کو مقام انبیاء سے بلند دیکھتا ہوں''

جواب

یہ بھی خلافِ واقع ہے آپ مکتوبات، جلد ثالث، مکتوب ۲۲ میں فرماتے ہیں اس امت کا اخص خواص اگر بہت زیادہ ترقی کرے تو اس کا سر کسی پیغمبر کے پاؤں مبارک تک نہیں پہنچتا برابری اور زیادتی کی تو وہاں گنجائش ہی نہیں۔

اعتراض

قولہٗ آپ کہتے ہیں ''میں قرب و وصول میں ایسے مقام پر پہنچا ہوں کہ درمیان میں کوئی واسطہ نہیں اور کسی کو کوئی دخل نہیں ہے نہ رسول کو نہ اُن کے غیر کو۔ اگر واسطہ تھے بھی تو دوران سلوک تھے اب جب کہ سلوک تمام ہو گیا اور درگاہ کا قرب حاصل ہو گیا اور وصول حصول کے ساتھ پیوست ہو گیا۔ کوئی واسطہ نہیں ہے سب منقطع ہو گئے''

جواب

العیاذ باللہ یہ کیا خلاف نویسی ہے اور یہ کیا بلا تحقیق گوئی ہے آپ کے کسی بھی مکتوب میں اس طرح کی عبارت نہیں ہے۔ اے شیخ (عبدالحق محدث دہلوی) اللہ

---

[۱] مگر یہ کہ یہ بھی تحدیث نعمت ہے اور اس طریقہ کی اشاعت و تبلیغ میں، جس میں آپ معروف ہیں (محبوب الٰہی)

تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔

ان (حضرت مجدد) کے کلام سے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے دو راستے ہیں

اول: ایک طریقۂ ولایت ہے جو کسب وسلوک، توبہ وانابت کے ذریعے مقام رضا تک جاتے ہیں اور تجلی صفاتی سے تجلی ذاتی برقی تک ترقی حاصل کرتے ہیں۔

دوم: کمالاتِ نبوت واجتباء کا طریقہ جو اصل تک پہنچانے والا ہے دائمی اور استمراری تجلیات ذاتیہ تک پہنچتا ہے اور دونوں طریقوں کا حصول حبیب خدا ﷺ کی متابعت و تبعیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

ولایت کے طریقہ میں سالک کے شہود میں آنحضرت ﷺ کی ذات پاک حائل ہے اور کمالاتِ نبوت کے طریق میں سالک کے شہود میں آنحضرت ﷺ کی ذاتِ پاک حائل نہیں ہے۔ انتھی

رفع توسط ووسائط کی تحریر اس طریق کمالاتِ نبوت واصطفا کے حصول کا سبب ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل وعطا سے رسول خدا ﷺ کی متابعت کی بدولت اس سے امتیاز پاتے ہیں۔ مکتوبات جلد ثالث مکتوب ۱۲۱ میں فرماتے ہیں۔

''کوئی نادان اس عدم توسط سے جو جذبہ کے طریقہ وغیرہا میں کہا گیا ہے بعثتِ خیر البشر ﷺ سے استغناء کی بناء پر اگرچہ بعض کی نسبت ہی ہو تو وہم نہ کرے اور آنحضرت ﷺ کی متابعت وتبعیت سے کسی عدم احتیاج کا گمان نہ کرے کیونکہ یہ کفر، الحاد اور زندقہ ہے اور آں حضرت ﷺ کی شریعت حقہ سے انکار ہے کہ [1] سب کے

---

[1] جان لے کہ قوسین کی عبارت دراصل اس طرح ہے ''اوپر گزر چکا ہے کہ سلوک کے توسط کے بغیر جذبہ جو شریعت مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ادائیگی پر موقوف ہے، ابتر اور ناتمام ہے جو نعمت کے طور پر برآیا ہے اور حجت کو ناتمام جذبہ کے صاحب پر تمام کیا ہے۔ (فقیر محبوب الٰہی عفی عنہ)

سب آپ کے پیچھے چلنے والے ہیں اور آپ کے توسط کے بغیر کمال اخذ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ کسی وقت بھی کمال اُن کے وجود کے توسط کے بغیر متصور نہیں ہوسکتا۔

دوسرے کمالات خود وجود کے تابع ہیں۔ اُن کے توسط کے بغیر وہ کیا صورت رکھیں گے ہاں محبوب رب العالمین ﷺ ایسے ہی ہونے چاہئیں۔

مختصر یہ کہ کشفِ صحیح اور الہام صریح سے بھی یہ بات یقین سے پیوستہ ہوگئی ہے کہ راہ کے دقائق، راہ میں سے کوئی دقیقہ اور معارف میں سے کوئی بھی معرفت، اس قوم کو حضور ﷺ کی وساطت اور متابعت کے بغیر میسر نہیں ہے اور منتہی کو مبتدی اور متوسط کی طرح اس راہ کے فیوض و برکات آپ ﷺ کی تبعیت اور وسیلہ کے بغیر حاصل نہیں ہیں

ع محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز درپے مصطفیٰ

اے سعدی یہ محال ہے کہ حضور ﷺ کی متابعت کے بغیر راہِ صفا (تصوف و تزکیہ) پر چلا جا سکے۔ انتھیٰ

پس معلوم ہوا کہ کمال متابعت سے ہی (اہل اللہ) ایسے قرب کے مرتبہ تک پہنچے کہ اس مقام پر ذاتِ پاک کے شہود میں آں سرور ﷺ حائل نہیں [۱] ہے اور متابعت میں عدم توسط نقصان کا موجب نہیں ہے چنانچہ عدم توسط اس آیت شریفہ [۲] سے سمجھا جا سکتا ہے

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ [۳] اور یہ آیت مخلصین اور محتاج و مساکین مہاجرین کی شان میں وارد ہوئی ہے۔

---

۱ شہود میں عدم توسط کمال متابعت میں نقصان کا موجب نہیں ہے۔ ۲ اس جگہ آیات قرآنی احادیث شریفہ اور اقوال بزرگان کی تائیدات سے رفع توسط کا جواز بیان فرماتے ہیں

۳ الانعام ۶: ۵۲

(رضی اللہ عنہم) اور رسول خدا ﷺ اپنی علوشان کے باوصف جناب الٰہی سے ان لوگوں کے واسطے سے طلبِ نصرت فرماتے تھے چنانچہ حدیث میں محی السنۃ کی روایت سے آتا ہے۔

وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ [1]

اور اس جماعتِ مہاجرین نے یہ مرتبہ حبیب خدا ﷺ کی متابعت کی بدولت حاصل کیا ہے اور حدیث میں ہے کہ جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو بندہ اور خدا کے مابین حجاب اٹھ جاتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی تہمت (افک) کی براءت پر جب آیت براءۃ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا

نَحْمَدُ اللهَ وَلَا نَحْمَدُ اَحَدًا [2]

اقوالِ بزرگان سے تائید

ملا جامی فصوص الحکم کی شرح کے خطبہ میں لکھتے ہیں

"تو جان لے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب سے حکمتِ فائضہ (بہنے والی حکمت) جو بندگانِ کاملین اور عبادِ مخلصین کے دلوں پر وارد ہوتی ہے ان میں سے کچھ ایسی ہیں جو ملائکہ مقربین کے ذریعے سے الفاظ وعباراتِ محفوظ کے ساتھ الہام ہوتی ہیں اور ان میں تغیر وتبدل نہیں ہوتا اور وہ قرآن مجید ہے اور کچھ حکمتیں وہ ہیں جو کاملین کے قلوب پر کسی واسطہ یا کسی واسطہ کے بغیر الہام ہوتی ہیں حدیث قدسی اسی قبیل سے ہے اور یہ

---

[1] اور حضور ﷺ مساکین ومحتاج مہاجرین کے وسیلہ سے فتح طلب فرماتے تھے۔ المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۸۵۵ [2] یعنی میں اللہ تعالیٰ کی حمد کہوں گی کسی اور کی ستائش نہ کروں گی۔

الرد علی البکری لابن تیمیہ وفی روایۃ البخاری وَلَا اَحْمَدُ اِلَّا اللهَ، رقم الحدیث: ۲۶۶۱

قسم انبیاء علیہم السلام سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اولیاء اور صالح مومنین کے لئے عام ہے

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بعض عارفین سے منبع الکمالات میں حکایت بیان کرتے ہیں:

بیشک ایک رجل رشید کہتا تھا کہ مقام علم میں میرا مقام مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ میرا علم بلاواسطہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی جانب سے نہ ہو جب کہ حضرت خضر علیہ السلام نے علم اخذ کیا ہے اور اسی کتاب میں یہ بھی آیا ہے

کہ ان بندگان خاص میں کوئی کہتا تھا کہ جب عارف مقامِ عرفان میں کامل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلاواسطہ علم کا وارث بنا دیتا ہے۔

اور الشیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان احوال الفتوحات المکیہ میں کہا ہے:

قطب بارہ ہیں۔ البتہ بارہویں قطب وہ ہیں جو حضرت شعیب علیہ السلام کے قدم پر ہیں۔

یہاں تک بھی کہا ان علوم کی تمام اصناف اس کے پاس ہوتی ہیں علوم الٰہی جو اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے علم کے بغیر اسے حاصل نہیں ہوتے اور مرصاد العباد میں تحریر کرتے ہیں البتہ تجلی علمی بلاواسطہ حقائق علوم کے ظہور کا ثمر ہے۔

جان لیجئے کہ حضرت شیخ (عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ) کا سب سے بڑا اعتراض رفع توسط ہے اور اس باب میں انہوں نے بہت طویل کلام فرمایا ہے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تجلی ذاتی کے ضمن میں صفات کے رفع حجاب کا جو ذکر فرمایا ہے اور اخروی رؤیت میں رفعِ حجاب کا جس طرح بیان کیا ہے اور نماز کی حالت میں کہ جو مومن کی معراج ہے۔ رفع حجاب ہوتا ہے اور جذبہ ومعیت کے طریق میں کسی امر کے عدم حیلولت کا بیان فرمایا ہے ان سب پر بحث ومناظرہ اور اعتراضات وارد کئے ہیں۔

اگر چہ کلام سابق سے رفع توسط ثابت ہو چکا ہے اور بزرگان نے بے واسطہ اخذ فیض تجویز فرمایا ہے کیونکہ وہ سرورِ انبیاء ﷺ کی کمال متابعت کی وجہ سے ہے حضرت شیخ کے ہر مقدمۂ کلام کا جواب ضروری نہیں ہے اور طولِ کلام اور بسیار گوئی تضییع اوقات ہے۔

اعتراض

قولہٗ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مشائخ طریقہ آں سرور ﷺ کے توسط کے بارے میں اختلاف رکھتے ہیں لیکن وہ گروہ جو عدم توسط کے قائل ہیں ہم سری اور شرکت کا دعویٰ نہیں کرتے ہیں۔

جواب

حضرت مجدد ﷫ کے کلام میں مساوات وہمسری کا مفہوم سمجھ لینا ہٹ دھرمی کے سبب ہے آپ مساوات وہمسری کو کفر صریح فرماتے ہیں اور آپ نے مکتوبات جلد ثالث کے مکتوب ستاسی (۸۷) میں فرمایا ہے۔

''میں شریکِ دولت ہوں نہ ایسی شرکت کا مدعی کہ جس سے ہمسری کا دعویٰ جنم لے کیونکہ وہ کفر ہے بلکہ یہ شرکت خادم کی شرکت مخدوم کے ساتھ جیسی ہے دولت سے مراد وہ فیض ہے جو اصطفاء واجتباء کے طریقے سے جاری ہوتا ہے۔

مخفی نہیں ہے کہ عام امت رسولِ خدا ﷺ کے دولت فیوض کی شریک ہے

جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا[۱] ...... وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ[۲]

......لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ[۳]

۱۔ البقرہ ۲:۲۵۷ ۲۔ الروم ۳۰:۴۷ ۳۔ حٰم السجدہ ۴۱:۸

لہٰذا ولایت، قربِ الٰہی، نصرت اور اجر غیر ممنون میں سب مؤمن اور انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے مراتب کے مطابق شریک ہیں اور شریکِ دولت کہنا شرع میں کوئی قباحت نہیں ہے اور نہ کوئی بے ادبی ہے۔

اعتراض

قولہٗ ''آپ اپنے آپ کو خدا کا مرید کہتے ہیں اور یہ ترکِ ادب ہے''

جواب

اربابِ فکر پر ظاہر ہے کہ رفع توسط کے کلام کے قائلین سے مریدیٔ خدا اور پیغمبر ﷺ کی مریدی[۱] لازم آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آیت شریفہ

يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَمَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ[۲] میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو اپنی ذات کا مرید فرمایا ہے اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنھوں نے رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی ان کو مرید کہا ہے اور اس آیت میں خود اپنی ذات سے منسوب فرمایا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللهَ يَدُ اللهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ اِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ[۳] جو کوئی ان دو ارادتوں میں فرق ڈالتا ہے اس نے اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ[۴] تلاوت نہیں کی ہے؟ چنانچہ ارادت رسول، خدا کی ہمسری[۵] کو مستلزم ہوگئی۔ جو کچھ

---

۱ اصل میں ایسے ہی ہے شاید ہمسری ہو ۱۲۔ محبوب الٰہی عفی عنہ ۲ الانعام ۶:۵۲

۳ الفتح ۴۸:۱۰ ۴ النساء ۴:۱۵۰

۵ ہمسری خادم کی مخدوم کے ساتھ شرکت کے معنوں میں ہے

کلام الٰہی اور بزرگوں کے کلام سے مستفاد ہو جائے وہ اگر کسی اور کے کلام میں پایا جائے تو جائے اعتراض کیوں ہے اور یہ سب غوغا ہے خداہٹ دھرمی کے پردہ کے بغیر نظر انصاف عنایت ارزانی فرمائے۔

لوگ پانچ سو سال کے بعد اپنے آپ کو غوث الثقلین قدس سرہ کا مرید تسلیم کرتے ہیں اور مشائخ کی ہمسری جو اس مدت سے آنجناب غوث الثقلین تک کثیر وسائط سے ہے ان کی کچھ بھی پروانہیں کرتے کہ دراصل ارادت کا سلسلہ آخری مرشد حقیقی تک کا ہوتا ہے اور اپنے پیر کی مریدی پیران پیر دستگیر کی مریدی ہے

ع آخری رجل عظیم کو دیکھ کہ وہ مبارک بندہ ہے

اعتراض

قولہ ''آپ کہتے ہیں کہ میں فضل سے تربیت یافتہ ہوں اور کسی دیگر کے فعل کو میرے حق میں کوئی دخل نہیں ہے'' وہ دیگر کون ہے''؟

جواب

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ''ہم فضلی ہیں اور ہم مراد ہیں'' اگر وہ بھی فضل و مرادیت کے ہوتے ہوئے پیران کبار کی بیعت کے ذریعے تربیت حاصل کرتے ہیں تو یہ دور از کار نہیں ہے۔ حاشا وکلا کہ لفظ ''دوسرے'' سے ذات پاک رسول خدا ﷺ مراد ہو چنانچہ مکتوبات جلد ثالث کے مکتوب ۱۲۰ میں نقل کیا گیا ہے۔

''جب کہ کسی وقت بھی ان کا (مجدد کا) وجود حضور ﷺ کے وجود کے توسط کے بغیر صورت پذیر نہیں ہوتا تو دوسرے کمالات خود وجود کے تابع ہیں آپ ﷺ کے وجود کے توسط کے بغیر اس کا (مجدد کا) وجود کیا صورت رکھتا ہے۔ انتھیٰ

بلکہ مراد یہ ہے کہ اپنے شیخ بزرگوار کی تربیت و برکت سے اب ظاہری پیر کی

ضرورت نہیں ہوئی۔

چنانچہ خواجہ آفاق قدس سرہ العزیز نے آنجناب کے حالات کو بغور سننے کے بعد فرمایا کہ
''سعی وکوشش انتہا اس جگہ تک ہے اس سے پہلے جو کچھ جس کسی شخص کی استعداد میں رکھا گیا ہے ظاہر ہو جاتا ہے''۔

شواہدِ دعویٰ

نمبر ۱۔ حضرت غوث الثقلین فتوح الغیب میں فرماتے ہیں

جب مرید اپنے شیخ کے حال کو پہنچ جاتا ہے تو شیخ سے جدا و منفرد ہو جاتا ہے اور اس سے منقطع ہو جاتا ہے پس حق سبحانہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔

لہٰذا آنحضرت غوث الاعظم نے اپنے احوال کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے

لَیْسَ عَلَیَّ مِنَّۃٌ اِلَّا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کسی کا کوئی احسان نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ پہلے پہل میں نے شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا ہے اور اب دو سمندروں بحر فتوت اور بحر نبوت سے استفادہ کرتا ہوں۔

۲۔ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں پہلے پہل ان چھ (۶) سمندروں سے فائدہ حاصل کرتا تھا اور اب دس سمندروں سے استفادہ کرتا ہوں۔ پانچ سمندر آسمانی ہیں اور پانچ سمندر زمینی ہیں۔

۳۔ ابوعبداللہ تروغبدی نے (جو کہ طبقات مشائخ میں سے ہیں) نفحات الانس میں ایک روایت بیان کی ہے۔

طُوْبٰی لِمَنْ لَمْ یَکُنْ وَسِیْلَۃٌ غَیْرُ اللّٰہِ

آفرین و مبارک ہو اس خوش نصیب کو جس کا اللہ کے سوا کوئی وسیلہ نہ ہو اور ملا

عبد الغفور ﷫ نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ یہ معاملہ آخر کار صورت پذیر ہوتا ہے۔ مرادرومی اور شیخ عراقی نے شیخ تاج الدین عطاء اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے

قَدْ یَجْذِبِ اللہُ لِنَفْسِہٖ الْعَبْدُ فَلَا یَجْعَلْ عَلَیْہِ مِنَّۃَ الْاُسْتَاذ

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ بندے کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے تو اس پر استاد کا کوئی اثر نہیں رہتا۔

پس بزرگوں کے کلام سے ثابت ہوا کہ منتہی سالک کو آخر میں ظاہری پیر کی حاجت نہیں رہتی۔ جس طرح شاگرد کو کسی علم میں حصولِ ملکہ کے بعد استاد کی حاجت نہیں رہتی۔ بس یہی مراد حضرت مجدد قدس سرہٗ کے کلام کی ہے۔

اعتراض

قولہ ''آپ نے کہا کہ درویشی شکستگی اور خواری ہے''

جواب

ظاہر ہے کہ فناء اور بقا کے مرتبہ کے حصول کے بعد بزرگوں کے احوال مختلف ہوجاتے ہیں۔ نسبت فنائیہ کے ظہور کے وقت نیستی ظاہر ہوتی ہے، چنانچہ حضرت مجدد ﷫ نے ایک مکتوب میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں اپنے دائیں طرف کے اعمال نامہ لکھنے والے کو بیکار پاتا ہوں اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ کی قراءۃ میں شرمسار ہوجاتا ہوں اور نسبتِ بقائیہ کے ظہور کے وقت جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہ شیخ ﷫ کے اعتراض کی جگہ بن گئی۔

مخفی نہیں ہے کہ آیت شریفہ قُلْ بِفَضْلِ اللہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذَالِكَ فَلْیَفْرَحُوْا کے مطابق فرحت وانبساط نعمت الٰہی کو یاد کرنے والے کے لئے فخر ومباہات کو مستلزم ہوتی

ہے۔ جو تحدیثِ نعمتِ الٰہی سے خالی نہیں ہے اور فخر و انبساط اکابرین دین سے مروی ہے۔

۱...... دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں اور حلیۃ الاولیاء میں ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس ذات نے مجھے ایسا بنا دیا کہ مجھ پر کوئی بھی فوقیت نہیں رکھتا۔ آپ سے اس بارے میں کہا گیا تو فرمایا کہ میں نے اظہار شکر کے لئے ایسا کیا ہے۔

۲...... اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا...... میں قرآنِ ناطق ہوں

۳......اور شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اکابرین کی موجودگی میں کہوں ''میرا یہ قدم تمام اولیاء کی جبین پر ہے''۔

۴...... ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مدح میں کہا

میں نے ایسے بحر میں غوطہ زنی کی کہ جس کے ساحل پر مخلوق میری خدمت کے لئے تشنہ کام کھڑی تھی۔ میری ہی روح ہے اور کوئی ارواح نہیں ہیں، کائنات میں جب کبھی تو حسن دیکھے تو وہ میرے خمیر کی فضیلت کے باعث ہی ہے۔

۵......شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

میں نے ایسے سمندر میں غوطہ زنی کی کہ انبیا کرام علیہم الصلوات جس کے ساحل پر کھڑے ہیں۔

۶......سید ابراہیم دسوقی (جو اعاظم اولیاء میں سے ہیں) نے کہا

میں اپنی مناجات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور کمالات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہوں اور بیشک اللہ عزوجل نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا

فرمایا اور میں رسول کے پیچھے ہوں اور اولیاء میرے پیچھے ہیں۔

یہ مطالب کشف الغطاء سے منقول ہیں جو حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ اسی طرح کے فخریہ کلمات اولیاء سے بہت زیادہ وارد ہیں۔ اولیاء کے کلام کی جو توجیہہ کی جائے گی وہی توجیہہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی کی جائے گی۔ یہ تھے جوابات حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اقوال کے جو حیطہ تحریر میں لائے گئے ہیں۔

فصل چہارم

حواشی کے بیان میں

جان لو کہ میرے استاد محترم شاہ عبدالعزیز سلمہٗ اللہ تعالیٰ جو اس دور میں علوم دینیہ اور علوم صوفیہ میں ممتاز ہیں، اوائل عمری میں آپ نے حضرت شیخ معترض (شاہ عبدالحق محدث) کے رسالہ پر حواشی تعلیقات سپرد قلم کی ہیں۔ انہیں تبرکاً لکھا جارہا ہے

قولہٗ ای شیخ (عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ)

دوسری شرکت کون سی ہے جس سے ہمسری کے دعویٰ کا عندیہ نہیں ملتا۔

حاشیہ......الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

شرکت وہمسری کا مطلب ایک ہی ہے۔ غیر مسلّم ہے کیونکہ گھر اور سکونت میں تابع ومتبوع شریک ہیں اور ہمسری نہیں ہے اور خود شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ تصریح فرماتے ہیں کہ وہ شرکت ایسی ہے جیسے خادم مخدوم کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد تو پھر استفسار کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔

قولہ،......شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

لیکن جو کچھ مخدوم کے پاس تھا اس نے خادم کو دے دیا۔

حاشیہ...... الشاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ...... عموم اور کلیت سے کہاں [1] مستفاد ہوتا ہے؟

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا مدعا یہ ہے کہ طریقِ جذب وجہ خاص سے مجھے عنایت ہوا ہے۔

قولہ...... شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم خادموں کو اپنی عنایت کا کون سا حصہ عطا کرتا ہے؟

حاشیہ...... الشاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

لیکن خادم بھی تو مختلف درجہ کے ہوتے ہیں۔

قولہ...... شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

ضروری تو نہیں کہ مخدوم کے پاس جو کچھ تھا اس نے خادم کو عطا کر دیا۔

حاشیہ...... الشاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

کون ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے؟

قولہ...... الشیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مساوات باطل ہے

حاشیہ...... الشاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

لیکن شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کسی کلام میں مساوات انبیاء کا دعویٰ واقع نہیں ہے بلکہ مساوات وہمسری کی آپ نے صریحاً نفی فرمائی ہے اور اگر لفظ ''شرکت'' سے ماخوذ ہوتا ہے تو وہ بدیہی ہے، ممنوع ہے۔ شرکت دراصل بذاتہٖ مساوات کے بغیر بھی ہوتی ہے۔

قولہ...... شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

خادمی اور مخدومی اور اصل وفرع کے لحاظ سے تفضیل وتفرقہ باطل ہوتا ہے۔

---

[1] حضرت مجدد کی کون سی عبارت سے ماخوذ ہے (محبوب الٰہی)

حاشیہ الشاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

اگر یہ تفرقہ باطل ہے تو لازم آتا ہے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا فیض بانجھ ہو جائے کسی اور کو نہ پہنچے۔ اور یہ سب اہل اللہ کے نزدیک باطل ہے۔

قولہ...... شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

مہدویہ کا محلِ ضلالت یہی ہے کہ وہ کہتے ہیں ہر وہ کمال جو محمد رسول اللہ ﷺ رکھتے تھے مجھ تک پہنچ گیا۔

حاشیہ...... الشاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

یہ ضلالت (گمراہی) کا منشاء عام ہے شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ہرگز عموم نہیں ہے۔

قولہ...... شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم کے نزدیک بندگی کے سواء دم نہیں مارنا چاہئے اور مساوات کا دعویٰ نہیں کرنا چاہئے۔

حاشیہ...... الشاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس نعمت کی ادائیگی کے حق میں جسے متابعت کہتے ہیں اپنے تمام معاصرین میں سب سے زیادہ عمل پیرا ہیں اور مساوات کا دعویٰ تو اصلاً آپ کی ذات سے وجود میں ہی نہیں آیا۔

قولہ...... شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

بنی آدم کی مانند کون ہے جو امیر یا مخدوم کے لئے دم مارے۔

حاشیہ...... الشاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی آپ کا اپنا وہم ہے اس صفت سے متصف کوئی خادم موجود نہیں ہے

قولہ...... شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

اب جب کہ قرب حاصل ہو گیا پھر بھی واسطہ ہے؟

حاشیہ...... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

لیکن کلام توفیض کے بارے میں ہو رہا ہے کہ اس مقام پر کوئی شخص واسطہ نہیں ہے۔

قولہ...... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

اس کلام میں خود ہی تامل کریں ''یہاں تک کہ کمال ابراہیمی وکمال محمدی یکجا ہو جائے''۔

حاشیہ...... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کمالِ ابراہیمی اور کمالِ محمدی کمال احمدی سے دو شعبے ہیں اور ولایت احمدی ولایت محمدی سے فائق ہے۔ پس اگر تفضیل لازم آتی ہے تو پیغمبر کے بعض مراتب کو اس کے بعض مراتب پر تفضیل لازم آتی ہے اور یہ معنی کوئی کدورت نہیں رکھتا کیونکہ آنحضرت ﷺ کی رسالت آنحضرت ﷺ کی نبوت پر فوقیت رکھتی ہے، اعتراض کے جواب کو اسی پر قیاس کریں۔

قولہ...... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

طفیلی خود اس مہمان کو کہتے ہیں جو بن بلائے آئے۔

حاشیہ...... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

چنانچہ طفیلی اس شخص کو کہتے ہیں اور اس شخص کو بھی کہتے ہیں کہ اسے کسی کے ہمراہ تبعیت کے طور پر بلایا جائے۔ طفیلی کا معنی میں بن بلایا ہونا ضروری نہیں ہے

قولہ...... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

اگر کہیں کہ ایک وجہ سے میں تابع ہوں وجھے سے یہ سخن ہرگز حاصل نہیں ہوتا

حاشیہ...... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

کیونکہ جس شخص کو کسی کے طفیل بلائیں اندر آنے دیتے ہیں اندر بلالینا اصالت رکھتا ہے اور اندر داخل ہوجانا تبعیت کے طور پر ہے۔

قولہ...... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

تمام وسائل و وسائط (واسطے/ ذرائع) ساقط ہوگئے اور درمیان سے اُٹھ گئے

حاشیہ...... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

یہ معنی ہرگز شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی مراد نہیں ہے اور یہ کہنا شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر زیادتی ہے چنانچہ اس کی تفصیل بارہا گذر چکی ہے۔

قولہ...... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

چنانچہ میں بھی رسول خدا ﷺ کا مرید ہوں باعتبار سابق یعنی ابتدائے سلوک میں اور بحکمِ حال میں ان کا ہمسر ہوں یعنی آخر میں توسط نہ رہا۔

حاشیہ...... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

یہ معنی شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی مراد نہیں ہے اور نہ ان کے کلام سے یہ ماخوذ ہوسکتی ہے۔

قولہ...... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

آپ کہتے ہیں کہ سب رسول خدا ﷺ کے مرید ہیں اور رسول، خدا کا مرید ہے۔

حاشیہ...... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

اس مفہوم کو خود شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمادیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا بھی مرید ہوں اور اللہ کا بھی مرید ہوں۔

قولہ...... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

رسول، خدا کا مرید ہے۔

حاشیہ...... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

نص قرآنی میں جماعت (صحابہ کرام) کو اللہ تعالیٰ کا مرید فرمایا گیا ہے

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَه [1]

قولہ...... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

کسی شخص کو آنحضرت ﷺ کی وساطت کے بغیر راہ نہیں ہے۔

حاشیہ...... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

یہ معنی ومطلب تو شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسلّم ہے کلام (اعتراض) تو اس میں ہے کہ آیا راہ سلوک طے کرنے کے بعد حضور ﷺ کی وساطت کے بغیر جنابِ الٰہی سے وصولِ فیض کسی کو حاصل ہوسکتا ہے؟

قولہ...... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

وقت سلوک میں بعد از وصول تک۔ آپ کی وساطت کے بغیر کوئی راہ نہیں ہے۔

حاشیہ...... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

بعد از وصول کہ قطعِ راہ سے عبارت ہے اور حرکت (علمی) کی انتہا ہے جب راہ باقی نہ رہی تو وصلِ مطلوب کی طرف راہ نمائی جو شان پیغمبری ﷺ ہے کونسی قسم متصور ہوگی؟

قولہ...... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

بعض عارفین نے کہا کہ ''طریقت کی حقیقت دائمی مفلس ہونا ہے''

حاشیہ...... الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

یہ بعض عارفین کا حال ہے اور بعض دوسرے عارفین نے اس کے خلاف فرمایا ہے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اَنَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاحِ

قولہ...... شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے میرا ہاتھ یداللہ کا نائب ہے

---

[1] الانعام ۶:۵۲

حاشیہ......الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

اس میں کیا قباحت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ (الآیۃ)

قولہ......شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنے کو مجدد الف ثانی کہا۔

حاشیہ......الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

اس میں کیا قباحت ہے کہ یہ تو صحیح حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِأَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا [1]

قولہ......شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد سے نقل ہے کہ میرے وجود کی ترکیب آنحضرت ﷺ کی بقیہ طینت سے ہے۔

حاشیہ......الشاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے الفتوحات المکیہ میں تحریر کیا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک آنحضرت ﷺ کی بقیہ طینت سے ہے تو پھر اعتراض کی تخصیص کیا رہی؟

حواشی پایہء تکمیل تک پہنچے۔ یہ انوکھے جوابات جو ان اوراق میں مذکور ہوئے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اعتراضات کی تردید انصاف کی ادنیٰ سی نظر سے ہی ہو جاتی ہے اور اکابر دین سے حسن ظن حاصل ہو جاتا ہے۔

---

[1] سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۴۲۹۱

فصل پنجم

ان شبہات کے رفع کرنے کے بیان میں جو عوام[۱] کی زبانوں پر مذکور ہیں۔

۱...... وہ جو کہتے ہیں کہ آنجناب مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقت کعبہ کو حقیقت محمدی ﷺ سے افضل لکھا ہے۔ یہ خلاف واقع ہے۔

جواب: آپ نے حقیقتِ کعبہ کو حقیقتِ محمدی سے فوق لکھا ہے اور اس فوقیت سے حقیقت محمدی پر فضیلت لازم نہیں آتی۔ چنانچہ کواکبِ (ثوابت) کو آفتاب عالمتاب پر کچھ بھی فضیلت نہیں ہے اور اگر حقیقتِ کعبہ کی فضیلت حقیقتِ محمدی پر لازم آتی بھی ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کیونکہ حقیقت کعبہ الوہیت ہے اور حقیقت محمدی تعین عبودیت (بندگی) ہے۔ خدا بندے سے بالاتفاق افضل ہے۔

۲......لوگ کہتے ہیں کہ آپ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) پیغمبر ﷺ کے جسد مبارک کے فناء کے قائل ہیں۔

جواب:

یہ محض افترا (بہتان) ہے آپ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد اس عالم کی صفات جو آنحضرت ﷺ کی بشریتِ مبارکہ میں زیادہ تھیں، کو فنا حاصل ہوگئی۔ جہتِ روحانیت اور اخلاقِ الٰہی کے ساتھ بقا غالب آ گئی۔ چنانچہ مکتوبات جلد ثالث کے ایک مکتوب میں یہ مطالب تفصیل سے مذکور ہیں۔

۳......اور لوگ یہ جو کہتے ہیں کہ آپ (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) اپنے آپ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل مانتے ہیں

---

[۱] یعنی علماء، طلباء جو درجہ عوام میں ہیں

جواب:

یہ کذب بیانی، محض بہتان والزام تراشی ہے آنجناب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تو ادنیٰ صحابی رسول کو خیر البشر ﷺ کی صحبت کی بناء پر جملہ اولیاء سے افضل جانتے ہیں البتہ از روئے کشف جو علم ظنی کے حصول کا موجب ہے جو کچھ ظاہر ہوا وہ تنقید و تصحیح کی غرض سے اپنے پیر کی خدمت میں تحریر کیا کہ

''میں نے مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برابر چبوترہ جتنا اونچے مقام پر خود کو پایا کہ اس کے پرتو انوار سے منقش ورنگین ہوں ۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مقامِ محبوبیت ہے از روئے شرع اس کشف پر کوئی اشکال لازم نہیں آتا[1]

۴......اورلوگ یہ جو کہتے ہیں کہ آپ کے مخلصین آپ کو پیغمبرِ خدا سے افضل یا پیغمبرِ وقت سے افضل جانتے ہیں۔

جواب:

یہ محض افترا ہے کسی کافر کے سوا کوئی دیگر شخص یہ اعتقاد نہیں کرتا اور آپ کے اصحاب مسلمان ہیں اور ختم نبوت محمدیہ ﷺ کا اعتقاد رکھتے ہیں ۔آپ کے معتقد اہلسنت و جماعت کے عقائد پر یقین رکھتے ہیں اور ان کے اعمال فقہ و حدیث کے موافق ہیں اور ان کو دوام حضور اور ذات الٰہی سبحانہ سے آگاہی حاصل ہے۔

روقیامت شو قیامت را ببیں دیدن ہر چیز را شرط است این

چل ،خود قیامت ہو جا اور قیامت کو دیکھ کہ ہر چیز کو (حقیقتاً) دیکھنے کی یہی شرط ہے۔

آپ کے مخلصین آپ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کو خدا کا دوست اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کا پیرو کار جانتے مانتے ہیں اور مقاماتِ جدیدہ کے جملہ علوم و کیفیات میں

[1] اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔البینات شرح مکتوبات جلد چہارم مکتوب نمبر: ۱۹۲

انہیں امتیازی طور پر صادق و مصدق قرار دیتے ہیں۔

۵...... یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ توحید وجودی کا انکار کرتے ہیں۔

جواب:

ان کا انکار علماء ظاہر کی طرح نہیں ہے بلکہ آپ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اس معرفت کی واردات طریقت میں محبت وسکر کے غلبہ کے باعث پیدا ہوتی ہے اور اس قسم کے حالات وسطِ سلوک میں پیش آتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے علوم ومعارف وارد ہوتے ہیں جو بغیر تاویل کے کتاب وسنت کے مطابق ہوتے ہیں اور ان بزرگوں کے متعلق کہ جن سے یہ معارف سرزد ہوئے ہیں یقین ہے اس مقام سے انہوں نے ترقی فرمائی ہوگی۔ چنانچہ اس فقیر (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے والد محترم کی خدمت سے یہ معرفت علماً حاصل کی تھی اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی توجہات سے کشفاً اور ذوقاً اس معرفت کے دروازے کھولے گئے۔

بعد ازاں محض فضل الٰہی سے دیگر علوم میں امتیاز پایا جو انبیاء علیہم السلام کے ذوق کے مطابق ہے اور حضرت شیخ عبدالحق (محدث دہلوی) نے خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہٗ سے نقل فرمایا ہے کہ آنجناب فرماتے تھے کہ آخر کار معلوم ہوا کہ

توحید ایک تنگ کوچہ ہے شاہراہ کوئی اور ہے۔ انتھیٰ

ارباب انصاف پر پوشیدہ نہیں ہے کہ وہ توحید جو رسائل اور کتب بینی کی مشق سے حاصل ہوتی ہے یا مراقبہ "ہمہ اوست" یا لا الہ الا انا و انا اللہ کے ذکر کے دوران توحید کے معنی کو متخیلہ وغیرہ میں جگہ دیتے ہیں اور اپنے آپ کو موحد جانتے ہیں وہ از روئے اعتبار ساقط ہیں۔ عقل سے دور ہیں اور شرع کی مخالفت میں نزدیک ہیں۔ تاب اللہ علیہم

اللہ تعالیٰ بالخصوص انہیں جذباتِ محبت، اتباعِ سنت اور نفلی عبادات کی بدولت

توحید عطا فرمائے اور انہیں کثرت میں شہودِ وحدت کے حوض کوثر سے کافی ووافی شراب طہور عطا فرمائے۔

۶......لوگ یہ کہتے ہیں آپ (حضرت مجدد علیہ الرحمہ) نے اپنے طریقہ کے مقامات عالیہ بیان کرتے ہوئے اولیاء کرام کے سیر وسلوک کو اسماء وصفات کا ظلال بیان فرمایا ہے اور یہ ان اکابرین کی جناب میں نقصان ہے۔

جواب:

ظاہر ہے کہ انبیاء عظام وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرب کے مقامات عالیہ تک پہنچ چکے ہیں اور وہ مراتب اصول ہیں کہ کوئی بھی ولی نبی کے مرتبہ تک نہیں پہنچتا۔ لہٰذا ان کا قرب اصل ہوگا اور اولیاء کی ولایات کے درجات ظل کی مانند ہوں گے۔ چنانچہ اولیاء کرام کی بارگاہوں میں کوئی منقصت عائد نہیں ہوگا۔

جان لے کہ کمالات ومقامات الٰہیہ لامحدود ہیں جسے علم صوفیہ اور معرفت حق سبحانہٗ میں ترقی نہیں ہے اس کی زندگی رائیگاں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تجلیات افعالیہ حاصل ہونا تجلیات صفات کی دید کی معرفت پیدا کرنا، وہاں سے تجلیات ذاتیہ کے شہود سے مشرف ہونا، دوسرے مراتب میں ترقی ظاہر کرنا اور معرفت کے اجمالی مراتب سے تفصیل میں جانا عرفائے کاملین ہی کا کام ہے۔

بر نقابِ روئے جاناں را نقابے دیگر است
ہر حجابے را کہ طے کردی حجابے دیگر است

ترجمہ: جاناں کے رخ انور کے نقاب پر ایک اور نقاب بھی ہے۔ تو نے جس حجاب کو طے کرلیا ہے اس سے آگے ایک اور حجاب بھی ہے۔

رفیع الدرجات کے درجات اور بھی مرفوع (بلندترین) ہیں۔

چنانچہ علم ومعرفت وشہود کے دوران حاصل شدہ درجات سافلہ مقامات عالیہ پر

شہود ذات کی نظر میں قابل ترک ہوتے ہیں اور وجود اور ہستی کے لفظ کا ذات پاک سبحانہ پر اطلاق متاخرین کی ایجادات میں سے ہے، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس سے اجتناب کرتے ہیں۔

سابقین علیہم الرحمۃ کی متابعت کے لئے فضیلت کا معیار حبیب خدا ﷺ کی اتباع ہے جس کسی کو متابعت میں پیش قدمی زیادہ ہے، درگاہِ حق میں اسے قرب زیادہ حاصل ہے۔

وہ طریقہ جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا اور تعلیم الٰہی سے مقامات، علوم اور حالات ودیعت ہوئے ان میں سے ہر مقام کو جدا جدا بیان کر دیا ہے۔

ہزار ہا علماء عقلاء اور صلحاء، اس طریقہ (مجددیہ) سے واصل باللہ اور دائمی محبت و معرفت سے شاد کام ہو گئے۔

بعضوں نے ہر علوم و معارف کا مقام کشفاً اور ذوقاً پالیا اور بعضوں نے اپنے وجدان سے ہر مقام کی کیفیات و واردات کو جدا جدا معلوم کر لیا۔ چنانچہ آپ کے طریقہ کے علوم و معارف اور احوال و واردات و کیفیات درجہ تواتر تک پہنچ گئے ہیں۔ اور علماء عقلاء کا جو ہزار ہا سے بھی زیادہ ہیں۔ ان کے اقرار سے یوں واضح ہو گیا کہ شبہ کی کوئی جگہ نہیں ہے مگر جو شخص مقاماتِ طریقہ کی نہایات کو نہیں پہنچا ہے اور اُن مقامات کو نہیں جانتا کہ وہ کیا ہیں تو وہ اپنی جہالت سے معذور ہے اللہ تعالیٰ اس سے درگذر فرمائے۔

خرق عادات و تصرفات، مجاہدات شاقہ اور مقامات، سلوک کی تفصیل کے لئے لازم ہے اور اس امر میں محق و مبطل شریک ہیں۔

یہ طریقہ (مجددیہ) فرائض اور سنت مؤکدہ پر مواظبت (ہمیشگی) پر منحصر ہے۔ اور قلبی توجہ، مبدأ فیاض مقامات سلوک کا اجمال اور ان عزیزگان کے تصرفات، بذریعہ القائے سکینہ اور قلوب میں ذکر اور ایک حال سے دوسرے حال کی جانب ترقی، جذب

وقرب کے مدارج میں ارتقاء اور توجہات کے ذریعے حلِ مشکلات چار دانگ عالم میں مشہور ہیں۔

ارباب بصیرت ومعرفت پر مخفی نہیں ہے کہ بہ مقتضاء آیۂ شریفہ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِہٖ عِلْمًا کمالاتِ الٰہیہ کی انتہا نہیں ہے اور ارباب قرب کی ایک دوسرے پر فضیلت نص قرآنی سے ثابت شدہ ہے

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی)

اللہ تعالیٰ نے فضل عمیم اور حکمتِ بالغہ کے متاخرین کو ایسے کمالات عطا فرمائے کہ اس قسم کے تمام کمالات متقدمین سے مروی نہیں ہیں۔ چنانچہ نبی آخر الزمان ﷺ کو تمام انبیاء پر اور آپ کے اصحاب کو تمام پیغمبروں کے صحابہ پر فضل ورجحان عنایت ہوئے۔ اور اسی ضمن میں ہے کہ بعض کو بعض پر فضیلت مسلّم ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

مَثَلُ اُمَّتِیْ مِثْلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُهٗ خَیْرٌ اَمْ آخِرُهٗ وَرُبَّ سَامِعٍ اَوْعٰی مِنْ مُبَلِّغٍ

میری امت کی مثال برستی بارش کی طرح ہے یہ قیاس نہیں کیا جا سکتا کہ اس بارش کا اول بہتر ہے یا آخر بہتر ہے اور اکثر سننے والے تبلیغ کرنے والوں سے زیادہ دعوت دینے والے ہوتے ہیں

بلکہ عبداللہ بن عبدالبر مالکی وغیرہم بعض متأخرین کی اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فضیلت کے قائل ہیں۔

اور یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ حضرت غوث الاعظم، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور علاء الدولہ سمنانی قدس اللہ اسرارہم متقدمین مشائخ سے ترقیات کثیرہ تک پہنچے ہوئے ہیں اور کہا گیا ہے سلطان نظام الدین اولیاء کی مشائخ پر فضیلت ثابت ہے۔

شیخ محمد اکرم[1] نے کتاب[2] احوال حضرات چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تا ایں دم اس قسم کی ولایت و آثار کسی ایک ولی سے بھی ظاہر نہیں ہوئے جس طرح حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ سے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

چنانچہ جواز کی صورت میں بعض متأخرین کا فضل الٰہی اور جذباتِ محبت کی بدولت متقدمین سے بھی مقاماتِ عالیہ تک ترقی کر جانے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔ کمالات الٰہی کو اذواق، اشواق، استغراق، شہودِ وحدت در کثرت (وحدت الوجود) میں مقید نہیں کرنا چاہئے۔

کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ سے ہرگز یہ احوال وواردات پایہ ثبوت تک نہیں پہنچے ہیں تاہم قرب کے مقامات میں وہ تمام امت سے سبقت رکھتے ہیں۔

لہٰذا احوال وواردات متعارفہ مقامات الٰہی کے بلند درجات سے متضاد نہ ہوئے اس مقام پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات عالیہ کے انعکاس کے سبب سکینہ (فیض) اور یقین کی ٹھنڈک اور باطنی احوالِ لطیفہ کا ادراک نہیں ہوتا ہے اور اگر یہ سب مقاماتِ سلوک اجمالاً حاصل ہوں اور اگر نوافل وعبادات اعتدال کے ساتھ کی گئی ہوں۔ یونہی طریقہ نقشبندیہ کی بناہر معاملے میں متوسط اعمال میں دوامِ عبودیت اور دوام آگاہی ہے جسے مرتبہءاحسان کہتے ہیں۔

مگر طریقہ مجددیہ میں لطائف کا بیان پایا جاتا ہے اور ہر لطیفہ کیلئے حضور، توجہ، کیفیت اور علم جدا جدا ہے۔ ان لطائف عشرہ کی تہذیب کے بعد اور ہر لطیفہ میں توجہ مرکوز نہ ہونے کے باعث حاصل شدہ ہیئت وحدانی کا معاملہ ان لطائف کی تہذیب سے پڑتا ہے اور دوسرے عروجات اور ترقیاں پیش آتی ہیں۔

---

[1] شیخ محمد اکرم براسوی [2] اقتباس الانوار

ع تا یار کہ را خواہد و میلش بکہ باشد

یہاں تک محبوب کس کا خواہش مند ہے اور اُس کی توجہ اور رجحان کس طرف ہے۔

اے برادر بے نہایت در گہے ست

ہر چہ بروے می رسی بروئے مایست

اے بھائی! وہ درگاہ ایسی ہے کہ اس کی انتہا نہیں ہے تو کسی بھی دروازے تک بھی پہنچ جاتا ہے تو اس سے بلند تر کوئی اور دروازہ بھی ہے۔

آنچہ پیش از تو بیش ازیں راہ نیست

غایت فہم تست اللہ نیست

جو کچھ تجھے درپیش ہے تو سمجھتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی راہ نہیں ہے تیری فہم و دانش کی انتہا ہے اللہ کی نہیں ہے۔ **وصلّی اللہ علی خیر خلقہ محمّد والہ واتباعہ واشیاعہ اجمعین وبارک وسلم**

الملک الوہاب کی مدد سے رسالہ تصنیف جناب مستطاب معلیٰ القاب، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، مرشد کامل، ہادی آگاہِ دل، واقفِ اسرارِ خفی وجلی، حضرت شاہ غلام علی دام اللہ ظل برکاتہ علیٰ رؤس جمیع المریدین المخلصین المحبین آمین یارب العالمین

رسالہ در جواب اعتراضات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بر کلام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

مکاتیب شریفہ شاہ غلام علی

جامع

شاہ رؤف احمد رافت مجددی

مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۱ھ

مکتوب ہشتاد و ہشتم (رسالہ ششم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بدانکہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ جواب اعتراضات کہ نافہماں بر کلام ایشان می نمایند در مکتوباتِ خود خود تحریر کردہ اند حاجتے ندارد کہ دیگرے جواب آن بنویسد و ہمہ مخلصان و فرزندانِ ایشان نیز متصدی دفع آن شدہ اند حضرت شاہ یحییٰ پسر ایشان و حضرت محمد فرخ و حضرت عبدالاحد نبیرہ ہائے ایشان و مرزا محمد بیگ بدخشی در مکہ شریف و حضرت شاہ ولی اللہ محدث و قاضی ثناء اللہ و دیگر عزیزان از مخلصان ایشان بردِّ آن پرداختہ اندکسے کہ تاویل عبارت بطور صوفیہ عالیہ میداند نزد او ہیچ اعتراض نیست و حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کہ بتحریر اعتراضات زبان بے صرفہ گویان را در طعن دلیر ساختہ سخن بطور علمائے ظاہر فرمودہ اند و کلام حضرت مجدد بطور علمائے باطن است آن از عالمے دیگر و این از مقامے دیگراست اعتراض کجااست بدانکہ جناب شیخ حضرت عبدالحق بعد استفادہ از اکابر قادریہ و چشتیہ وغیرہم از حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ استفاضہ نمودہ اند بیمنِ صحبت حضرت خواجہ حضور نسبت نقشبندیہ حاصل نمودند و ایں مطلب در رسالہ بیان سلاسل مشائخ خود نوشتہ اند

و در رسالہ توصیل المرید الی المراد نوشتہ اند کہ نزد اہل انصاف طریقہ نقشبندیہ اقرب طرق است و برائے حصول فنا و بقا بہتر ازین طریقہ نیست و در رسالہ انکار حضرت مجدد نوشتہ اند محبتے کہ مرا با شما است کسے را با شما نخواہد بود شما عزیزید وطریقہ شما عزیز حضرت خواجہ اثبات شما بسیار میکردند و نیز نوشتہ اند کہ یکبار دربارہ شما بجناب الٰہی سبحانہ متوجہ بودم کہ این مقامات کہ ایشان میگویند حق است یا اصلے ندارد آیۃ شریف کہ در رفع اشتباہ حقیقت موسیٰ علیہ السلام نازل شدہ (دربارۂ شما در باطن فقیر وارد شدہ) در حق حضرت مجدد بر دل حضرت عبدالحق نازل شد پس تامل ضرور است آیۃ شریف انیست کذبہ وان یك صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم الخ موسیٰ علیہ السلام برحق بودند فرعون بانکار بعض جزا رسید غرق شدن و تباہی ملك و باستیفاء جزاء در قیامت معذب شود چنانچہ آیۃ شریفہ برآن دلالت بینماید آیت فاخذہ اللہ الخ قلت ازین آیۃ شریفہ مفہوم میشود کہ اتباع حضرت مجدد مانند موسیاں برحق اند و میتواں گفت کہ نافہماں مراد کلام ایشان نمی فہمند مانند آل فرعون بر ناحق معاذاللہ کہ در رفع اشتباہ حقیقت موسیٰ علیہ السلام نازل شدہ درحق حضرت مجدد بر دل حضرت شیخ عبدالحق نازل شد پس تامل ضرور است دربارۂ شما در باطن فقیر وارد شدہ در مکتوبے مرسل بحضرت میرزا حسام الدین خلیفہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہما نوشتہ اند کہ غبارے کہ فقیر را بخدمت حضرت شیخ احمد بود رفع شد و غشاوہ بشریت نماند بذوق و وجدان در دل چیزے افتادہ کہ با

چنین عزیزان بدنباید بود سبحان اللہ مقلب القلوب است ظاہر بینان استبعاد خواہند نمود حاصل آنکہ اگر حضرت شیخ عبدالحق مطالعہ مکتوبات حضرت مجدد می نمودند و بعد حضرت خواجہ ملاقات ایشان میکردند ہرگز انکار نمیکردند آنچہ از زبان یاوہ گویان شنیدہ اند برذآن پرداختہ اندگو ثبوتے نداشتہ باشد قول شریف ایشان غشاوہ بشریت درمیان نماندہ اشارت می نماید کہ تحریر اعتراضات از بشریت و نفسانیت بود نہ از راہ حقیقت سبحان اللہ ایں است احوال علماء و اولیاء رحمۃ اللہ علیہم واے برحال جہال حساد و معاند نافہم معاذاللہ حسن عقیدہ موافق اہل سنت و جماعت و عمل برفقہ و تخلق باخلاق صوفیہ و اشاعت کثرت انوار نسبت باطن و کمال استقامت کہ حضرت مجدد بآن موصوف بودند دلیلے است واضح برحقانیت طریقہ ایشان کہ بیمن تربیت حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ بطریقہ ومقامات وحالات وعلوم و معارف آن امتیاز یافتہ اند و آنحضرت تحریر آن فرمودہ وعلماء وعقلاء بہ صحت آن شہادت دادہ بعضے علوم ایشان بظاہر درفہم نیاید بتاویل درست می شود تاویل معمول است درطریق مستقیم صوفیہ بعضے اقوال حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ باجوبہ آن نوشتہ می شود قولہ شما ترک ادب بجناب پیرخود کردید (جواب) ایں ثابت نمی شود حضرت مجدد می فرمایند در بعضے از مکتوبات خود آنچہ مرا از علم ومعرفت حاصل شدہ ہمہ بہ برکت تربیت حضرت خواجہ است قدس سرہ درعلم باطن از الف باتا بملکہ مولویت بمحض توجہات علیہ ایشان رسیدہ ام

بیک توجہ عنایت ایشان آن یافتہ ام کہ اہل مجاہدہ را در سنین حاصل نیست

ہر کہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین

طعنہ زند بر دہہ و خندہ کند بر چلہ

و بخدمت ہر دو پیرزادہ خود حضرت خواجہ کلان و خواجہ خرد رحمۃ اللہ علیہما کہ اینہا ارادت و بیعت و اخذ فیوض نسبت حضور از حضرت مجدد دارند در مکتوبے میفرمایند ''در ادای احسان ہائے والد ماجد امجد شما را اگر سر خود را بر آستان شما بخاک برابر کنم ہیچ نکردہ باشم آنچہ از کمالات ومقامات قرب وعلوم ومعارف ایں حقیر ناچیز را حاصل شدہ ہمہ بواسطہ خواجہ خواجگان شیخ المشائخ امامنا و مرشدنا و ہادینا حضرت خواجہ محمد باقی است رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' قولہ شما نزول حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناقص نوشتہ اید جواب ایشان وجہ ظہور کثرت خوارق عادات ازجناب غوث الثقلین نوشتہ اند کہ عروج ایشان از اکثر اولیاء بلند تر واقع شدہ وجہت کثرت ظہور خوارق گردیدہ وہیچ جانسبت نقصان نزول باآنحضرت نکردہ اند معاذاللہ آنچہ مفتریان میخواہند میگویند معلوم نیست کہ حضرت شیخ عبدالحق نقصان نزول از کجا نوشتہ اند چندانکہ در کلام ایشان تجس کردہ شد در ہیچ جانسبت نقصان باآنجناب نکردہ اند در صورت نقصان نزول افاضہ کم میشود و افادات جناب مبارک حضرت غوث الثقلین برتبۂ نیست کہ دراحصائے ماوشما آید حضرت مجدد نوشتہ اند کہ حضرت غوث الثقلین واسطہ فیض ولایت اند و در اعداد اصحاب کبار و اہلبیت عظام داخل اند رضی اللہ

تعالیٰ عنہم و خود را نائب و آنجناب را منیب نوشتہ اند کہ خلیفہ قائم مقام پیر میشود
قولہ شما خود را ہمسیرۂ پیغمبر خدا میگویند. جواب۔ بداں کہ در آیت شریف یریدون
وجھہ جماعت اصحاب را مرید حق بحانہ تعالیٰ میفرماید و آیت شریف ید اللہ
فوق ایدیھم نیز اصحاب کرام را مرید حق بحانہ تعالیٰ می نماید پس آنچہ از آیات
ثابت شود جائے اعتراض چرا گردد و آنچہ میگویند کہ ایشان میفرمایند درین فیض
وہبی واسطہ نیست الحق در فیض کسبی واسطہ را دخل است نہ در فیض وہبی اگر
منصب دارے کہ بواسطہ وزیر معروضات خود ببادشاہ میرسانید پس بسبب
کمال تفضل بادشاہی تا آنکہ بے واسطہ بحضور معروض نماید این ہمہ از کمال
تقرب و جاہ وزیر است در حضرت بادشاہ کہ بندہ او باین مرتبہ رسیدہ است و لا
محذور بر رفع توسط حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و خود حضرت شیخ
عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علمائے صوفیہ قایل اند ازین بیان حضرت شیخ
ہمسری و مساوات فہمیدہ معترض شدہ اند ایشان خود نوشتہ اند ہمسری کفر است
پس تہمتِ ہمسری با خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بر ایشان
بستن دور از انصاف است وقول حضرت عائشہ صدیقہ وقت نزول آیۃ برأت
ایشان از افک در جواب مادر خود گفتہ بحمد اللہ عزہ تعالیٰ و آیۃ شریف
ما من حسابك علیھم من شیء رفع توسط می نماید **قلت** بدانکہ توسط
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در اتباع عقاید و اعمال و اخلاق حسنہ و
معاملات نیک ہمیشہ ثابت است ثبوت رفع توسط در کلام بزرگان از غلبہ

احوال است کہ حیلولت ذات پاک واسطہ کائنات علیہ افضل الصلوات در آخر مشہود نمی شود نہ کہ در واقع نیست چنانچہ عینک موجب صفائی نگاہ و روشنی حروف است لیکن در وقت توجہ بحروف ملحوظ نیست معاذ اللہ علم و عمل و اخلاص و محبت و قرب ہمہ بواسطہ آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جواب ایشان خود در مکتوب نفی مساوات می نمایند می فرمایند شریک دولتم نہ شرکتی کہ ازان ہمسری خیزد کہ آن کفراست بلکہ شرکت خادم با مخدوم بدانکہ در دولت توحید و ایمان و انوار ولایت کہ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خازن و قاسم آن است ہر کہ شریک نیست مسلمان نیست پس شریک شدن بآن مرضی حق سبحانہ است اما در نبوت کہ ختم است بر خاتم الرسل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیچ مسلمان درآں شرکت نمی گوید و نمی اندیشد و آنچہ میگویند کہ ایشان نوشتہ اند بعضے از درجات خلت پیغمبر خدا را بواسطہ فردی از افراد امت حاصل شدہ وازان ذات خود مراد داشتہ ایشان ہیچ جا ازان فرد خود را مراد ننوشتہ اند بدانکہ امر بطلب صلوۃ ابراہیمی با زیادتی آن ہمہ امت را وارد است حصول آن از بعضے کم و از بعضے زیادہ چنانچہ ثواب حسنات امتہ موافق این حدیث ''الدال علی الخیر کفاعلہ'' از ہمہ امت حاصل شدہ از بعضے کم و از بعضے زیادہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمودند کہ مفاتیح و خزائن زمین مرا عنایت کردند وآن خزائن زمین وتسلط بر ملک بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بواسطہ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و

سلاطین نامدار رحمۃ اللہ بحانہ علیہم حاصل شدہ و می شود تسلط بر ممالک و محاربات برائے دفع کفار کہ موجب ظہور اسلام و ایمان است واسطہ حصول ثواب است برائے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ امر کردہ اند باین امر در رواج دین آمر و مامور ہر دو درثواب شریک اند و این ثواب واسطہ خلفاء و سلاطین بآنجناب حاصل شد و ترقی درجات بعد انتقال ازین عالم ثابت است پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را خدا خلیل خود اختیار فرمودہ پس امر بصلوٰۃ ابراہیمی واتباع ملت ابراہیم علیہ السلام برائے زیادتی آن مرتبہ می تواند شد و ثواب بواسطہ امت موافق حدیث الدال علی الخیر کفاعلہ حاصل است پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تاقیامت دقائق فقہ و دقائق اسرار تصوف بواسطہ مجتہدان و صوفیہ ظہور یافتہ بے تاملے مبادا بلفظ حصول گوید معاذاللہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

صلی اللہ علیک و بارک وسلم آنچہ میگویند ایشان خود را مجدد نوشتہ اند درین چہ قباحت است درحدیث شریف آمدہ کہ بعدہر مایۃ مجددے پیدامی شود کہ امر امت را تازہ می نماید مجدد در سلاطین چنانچہ عمربن عبدالعزیز و مجدد در امور دین در علماء چنانچہ امام شافعی و مجدد در صوفیہ معروف کرخی و در اسرار علم امام غزالی و مجدد در افاضہ فیوض باکثرت خوارق حضرت غوث الاعظم این مجددان امر امتہ را تقویت فرمودہ اند وشیخ جلال الدین سیوطی درحدیث مجدد

است و علم حدیث را رواج بخشیده و حضرت مجدد الف ثانی در بیان مقامات طریقت و حقیقت ممتاز اند رسوخ رواج دادن در علم دین با کثرت افشائے انوار فیوض دلیل است بر مجدد بودن آن اکابر ہم چنیں کثرت فیوض و افادات کہ صحبت مبارک ایشان و اسرار توحید و شہود وحدت در کثرت و نسبت حضور و یادداشت و مراتب کمالات نبوت و حقائق الہیہ و حقائق انبیاء علیہم السلام کہ بے مجاہدات و ریاضات در صحبت ایشان در اندک زمان دست میداد سالکان را بر درجات ولایات ترقی حاصل میشد از دلائل مجدد بودن ایشان است رضی اللہ تعالیٰ عنہم آنچہ میگویند ایشان خود را از امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم افضل نوشتہ اند معاذاللہ این افترائے مفتریان است ایشان ادنیٰ صحابی را از اولیا بہتر میدانند میفرمایند بشرف صحبت مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ صحابہ را رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاصل بود اویس قرنی و عمر بن عبدالعزیز بہ ہیچ صحابی نمیرسند بجناب حضرت خواجہ نوشتہ اندکہ مقامی بس شگرف مرتفع منقش و ملون بنظر آمد و محاذی آن مقامی دیگر کہ بانعکاس نقوش و الوان آن رنگین است ظاہر شد آن مقام مرتفع از حضرت خلیفہ اول است رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ثانی از من ظاہر است ہر کمالیکہ در پیر می باشد باطن مرید بانعکاس آن ملون میشود مرید مقتبس است از انوار پیر مگراین مقام اندکے رفعتی دارد چنانچہ صفہ را ارتفاع باشد پس ہیچ فضل ثابت نشد دیگر حضرت خواجہ درین دید ایشان قدحی نکردند آنچہ میگویند کہ ایشان

رسالہ در معراج خود نوشتہ اند و سبقت اسپ خود از اسپ پیغمبر خدا ثابت نمودہ این ہمہ از مفتریات دروغ گویان است ہیچ جا ایں چنین نفرمودہ اند ایشان از اولیائے خدا اند و افترا و کذب صفت اولیاء نیست آنچہ میگویند کہ ایشان درطریقہ خود مقامات عالیہ بسیار بیان نمودہ اند و آن مستلزم قصوربزرگان است حضرت غوث الثقلین درغنیۃ الطالبین کہ تصنیف ایشان است درفصل ادب مرید باشیخ زیادتی مرید برشیخ نوشتہ اند حاصل آنکہ گاہ باشد کہ مرید را بعد رسیدن بعلوم و مقامات شیخ حضرت حق سبحانہ متولی تربیت میگردد و بکمالات و حالات دیگر میرسد قولہ فی الغنیۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیتولی الحق عزوجل تربیتہ وتہذیبہ ویوفقہ علی معنی خفیت علی الشیخ فیستغنی بربہ عن الغیر انتہیٰ پس باین تقریر حضرت غوث الثقلین زیادتی مرید بر شیخ ثابت شدہ ایشان خود را می نویسند ایں کمینہ رذیل زلہ خوار خوان نعم این اکابر است بانواع نعم این حقیر را تربیت فرمودہ اند نوشتہ اند کہ این فقیر راکہ حضرت خواجہ قطب الدین مددگار ترقی شدہ اند حضرت غوث الثقلین بتوجہات شریفہ امدادہا فرمودند بدانکہ درین کلام شریف رفع توسط ثابت میشود ظاہراست کہ ازملت محمدی کہ جامع کمالات عالیہ است بملل انبیاء علیہم السلام ہیچ منقصتی راہ نیافتہ حق تعالیٰ موافق حکمت بالغہ خود ہرکہ خواست بکمالے ممتاز فرمود و ہر کمال الٰہی واجب التعظیم است حضرت مجدد درطریقہ جدیدہ خودکہ متضمن دہ لطیفہ است درہر لطیفہ کیفیات و علوم و انوار جدا

جدا بیان فرموده سوائے آن ہم تحریر کرده اند و عالمے را از علماء و عقلاء بہره
یاب ساختہ اند و آن اصطلاحات و مقامات بشہادت جماعت کثیره ثابت شده
که احتمال وہم و خطا نماند جزاہم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء مقامات قرب را در ذوق و
شوق و استغراق و بیخودی منحصر داشتن خلاف آیتہ شریفہ است **ولا یحیطون**
به علما فضل ثابت است مگر تمام مقامات طریقہ ایشان ہمہ متوسلان را
حاصل نمی شود لہذا در احوال متوسلان طریقہ ایشان اختلاف بسیار است و از
مراتب مزید قرب کے کسی را اطلاع نیست مگر پیشینیاں را بر متاخران فضل
ثابت است بسبب تربیت و تلقین باین ہمہ گفتہ اند کہ حضرت غوث
الثقلین و حضرت شیخ شہاب الدین و حضرت علاؤالدولہ سمنانے و حضرت
سلطان نظام الدین و حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہم در کمالات سبقت
داشتند از پیشینیاں اگر کسی در متاخرین بوفور فیوض و حالات ممتاز باشد در شرع
شریف منعی ندارد و آنچہ میگویند کہ ایشان اولیاء را در ظلال تجلیات الہیہ گفتہ
اند بر تو ظاہر است کہ اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم باقصیٰ درجات قرب
رسیده اند و آن درجات اصول تجلیات است و ہیچ ولی بمرتبہء صحابی نمیرسد
پس سیر اصحاب کرام در اصول مقامات باشد و سیر اولیاء عظام در ظلال آن و
سیر تجلیات ظلال اسما و صفات را در اصطلاح خود ولایت صغریٰ مقرر کردن و
سیر اصول تجلیات را در ولایت کبریٰ نام نمودن در شرع و عقل منع نیست
محبت ہم مانع نتواند شد بدانکہ موافقت این آیہ شریفہ **ربّ زدنی علما** امر

بحصول ترقی است در مراتب علم و علمے کہ نقد وقت باشد ازان اعراض ضرور تا علم و مشاہدہ و معرفت در درجات عالیہ قرب او سبحانہ دست دہد آنچہ میگویند ایشان کلمات فخر و مباہات خود بیان کردہ اند کلمات مباہات از بزرگان بسیار مرویست در وقت ظہور نسبت بقائیہ و عروجات افتخار و مباہات ظاہر میشود در وقت ظہور نسبت فنائیہ غلبہ دید قصور پیدا می شود حضرت مجدد میفرمایند کاتب یمین خود را بیکار می یابم و خود را از کافر فرنگ بدتر فکیف از کبرای دین

من آں خاکم کہ ابر نوبہاری ۔۔۔ کند از لطف بر من قطرہ باری

و آنکہ میگویند کہ ایشاں انکار توحید وجودی می نمایند ایشان ہرگز انکار توحید وجودی نکردہ اند می گویند کہ ایں معرفت در راہ می آید و معارف دیگر بعد ازان دست می دہد ایشان از حال خود چنیں نوشتہ اند کہ از صحبت والد ماجد خود کہ از خلفاء حضرت شیخ عبدالقدوس بودند رحمۃ اللہ علیہم رسایل توحید خواندہ علم این معرفت حاصل نمودہ بودم پس بہ یمن تربیت حضرت خواجہ قدس سرہ علم آن معرفت معائنہ شد و از دانستن بشہود عیان مبدل شد مدتے مغلوب الاحوال این معرفت بودم اللہ تعالیٰ بفضل خود معرفتے دیگر عطا فرمود کہ آن موافق کتاب و سنت است بے تاویل پس ایں معرفت در راہ پیش می آید و از غلبہ محبت عذرے دارد و حضرت شیخ ابن عربی را رحمۃ اللہ علیہ سند و تمسک متقدمان و متاخران نوشتہ اند میفرمایند کہ ما را نیز از کلام ایشان فواید رسیدہ است و خطی حاصل شدہ جزاہ اللہ بدانکہ در کلام الہی سبحانہ و کلام پیغمبر خدا صلی اللہ

علیه وآله وسلم سخنها ست که بے تاویل فہم دران قاصر است وہم چنین
در کلام اولیا سخنها است که آنجا تاویل باید نمود تا گمان نیک که ماموربه است از
دست نرود ہر تاویلے که در کلام اولیاء کرام نمایند از غلبه سکر یا تحدیث نعمت
یا ترغیب طالبان یاعدم مساعدت الفاظ بمعنی وآن در کلام حضرت مجدد نیز
جاریست صلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه و بارك
وسلم حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ در شرح فارسی رساله فتوح الغیب
تصنیف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نوشته اندگاه اسرار دقیقه و
علوم غامضه بر قلوب عرفاء وارد میشود عبارت بآن کفایت نمی کند پس تسلیم و
تفویض آن بعلم حضرت علیم مطلق بحانه باید نمود وزبان انکار نه باید کشود بدانکه
حاصل اخذ طریقه صوفیه کمثل عقیده صحیح اہل سنت و جماعت موافق تحریر نقول
وتخلق باخلاق بطور صوفیه علیه وعمل موافق فقه واجتناب بدعتها وحصول احوال
سنیه است که ہر دلهائے اہل محبت وارد میشود الحمدللہ که بعنایت آلہی درین
طریقه ایں مراتب دست میدہد اللہ تعالیٰ این کمینه را نیز ازین طریقه شریفه
فیوض نسبتها کرامت فرماید بلکه جمیع طالبان حق راتا دریا بند که کمالات باطن را
نہایتے نیست والحمدللہ اولاً وآخراً والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآله
واصحابه اجمعین تکفیر کسے بے دانستن مراد کلام اوسخت منع است گفته
اند اگر در شخصے ہفتاد وجه کفر باشد ویک وجه اسلام اورا کافر نباید گفت تکفیر کسے
که بکفر سزاوار نیست بقائل عاید میگردد این چنین است در حدیث شریف

علی صاحبه افضل الصلوات و التحیات وآله واصحابه اجمعین

معترضان حضرت علیہم الرحمۃ اعتراض دارند کہ شما درجات متابعت بسیار میگوئند و نظر باعمال آنحضرت از مجاہدات و غزوات درشما ہیچ نیست جواب درفرایض و واجبات وسنن موکدہ اتباع لازم است و ازین مجاہدات و ریاضات بمقدور کسے مقصر نیست بلکہ گویم این غلبات جوع و طول قیام و قنوت در تہجد کہ قدم مبارک ورم می نمود وسبقت در محاربات خاصہ آنحضرت است فرمودۂ امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ما درشدت حرب پناہ بانحضرت میگرفتیم پس درجہاد اصغر و در جہاد اکبر استطاعت شرط است معترضان ومقتدایان شما نیز مقصر اند مگر بمقدور یسّروا ولا تعسّروا و خذوا من الاعمال ماتطیقون یرید اللہ بکم الیسر ا اللہ تعالیٰ محن ومشاق را آسان نمودہ است فالحمدللہ دیگر آنکہ ایشان نفرمودہ اند کہ درجمیع اعمال آنحضرت متابعت کردہ میشود درعقاید واعمال فقہ واذکار قلبیہ واحوال باطن ودر ہبوط و عروج نسبت باطن متابعت داریم برتو پوشیدہ نیست کہ بدون این درجات متابعت کسے ولی نمیشود و این شور وغوغاۓ ازنافہمیٔ کلام ایشان است مگر این لفظ کہ ازکمال متابعت اتحادے بہ متبوع پیدا می شود عزیزان فنا فی الشیخ فنا فی الرسول فنا فی اللہ اصطلاح مقرر دارند از فنا فی الرسول انصباغ برنگ کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد داشتہ اند وہمین مراد کلام ایشان است بے محابا وبے لحاظ خودرا وممکنات راخدا میگویند تاب

اللہ علیکم وضع شرع شریف و نزول قرآن مجید بر غیریت است کلام اہل
سکر حجت نیست ایشان از ظہور پرتو کمالات آنحضرت در تابع اتحاد بآنجناب
فرمودہ اند و مشہور است کہ محمد را بنمود کہ مرا چنیں باید بود ایشان بہ بندہ خاص
اتحاد ثابت می نمایند و شما اتحاد بخدا سبحانہ تعالیٰ اللہ عن ذالك جناب
معترض چشمے پوشیدہ بے تأمل اعتراضات می نماید تا مردم را از طریقہ ایشان کہ
صراط مستقیم است باز دارد و برین مشك خاشاك نتواں افشاند کہ بوئے خوش
مشك پنہان نماند معترض رحمۃ اللہ علیہ افادہ می کند کہ درویشان اول عہد
بر فضل فقر از غنا می گرفتند و ایشان میل بغنا و اسباب دنیا دارند ایں غلط است
ثابت نیست میفرمایند آستان نشینی فقرا بہ از صدر آرائی اغنیا است می فرمایند
درویشان اینجا اگرچہ وجہ معلوم ندارند برزق مضمون فراغتہا دارند گوئیم کہ برائے
حاجات ضروری خود و تفقد حال فقرا طلب غنا محمود است حضرت سلیمان علیہ
السلام و امیر المومنین عثمان و عبدالرحمان بن عوف و صحابہ بعد آنحضرت
اسباب دنیاوی بسیار داشتند و در مراتب قرب آنجاعۃ ہیچ منقصتے راہ نیافت این
است عقیدۂ اہل سنت و جماعۃ اختلاف است در فضل فقر مع الصبر و فضل
غنا مع الشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ طاقت بار فاقہ داشتند
فقر اختیار کردہ اند میفرمایند ابیت عند ربی فیطعمنی ویسقینی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پس اگر ضعف در عبادت از فقر باشد غنا کہ موجب قوت
در طاعۃ گردد افضل باشد از فقر کہ بر اغنیاء شاکرین زباں دراز فرمودہ غافل شدن

است ازین حدیث ذلك فضل الله یوتیه من یشاء که دربارهٔ دولت مندان شاکر فرموده پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم کمترین درویشان بلکه خاکپائے ایشان عبدالله معروف بغلام علی عفی عنه مصافحه بیعت در طریقه شریفه قادریه نموده و بحضرات چشتیه نیاز و اخلاص دارد اما اذکار و اشغال و مراقبات وکسب نسبت باطن از خاندان عالیشان بزرگان نقشبندیه مجددیه رحمة الله علیهم نموده است پس حق بزرگان مجددی برین فقیر ثابت است لهذا این رساله مختصر را برائے مخلصان این طریقه تحریر نموده در دفع اعتراضات کافی است و حاجت رسایل مبسوط نیست الله تعالیٰ بیمن توسل بذیل عنایت حضرات این خاندان علیهم الرضوان این عمل این عاجز را قبول نموده سزاوار رضا وعطائے این اکابر فرماید و دوام رضائے خود و شوق لقاء روح افزاء و اتباع حضرت مصطفیٰ وحسن خاتمه کرامت نماید آمین وصلی الله تعالیٰ علیه وآله واصحابه اجمعین و بارك وسلم

رسالہ در جواب اعتراضات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بر کلام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ رب نواز اجمیری

مکتوب ہشتاد ہشتم (رسالہ ششم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جان لیجئے کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے ان اعتراضات کے جوابات جو نافہموں نے ان کے کلام پر کئے ہیں، اپنے مکتوبات میں خود تحریر فرمائے ہیں ضرورت تو نہیں کہ کوئی دوسرا ان کے جوابات لکھے۔ آپ کے تمام مخلصین اور فرزندان نے ان اعتراض کے رفع کرنے میں سعی عظیم کی ہے۔ آپ کے فرزندار جمند حضرت شاہ یحییٰ، حضرت محمد فرخ و حضرت عبدالاحد آپ کے نبیرگان، مرزا محمد بیگ بدخشی نے مکہ شریف میں، حضرت شاہ ولی اللہ محدث، قاضی ثناء اللہ (پانی پتی) اور آپ کے دیگر عزیز مخلصین نے ان اعتراضات پر رد کیلئے خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ جو شخص صوفیہ عالیہ کی عبارت کی تاویل جانتا ہے اس کے نزدیک تو کوئی جائے اعتراض نہیں ہے یا وہ گو لوگوں کے اعتراضات نے حضرت مجدد پر طعن کرنے پر دلیر بنا کر جو شیخ عبدالحق نے تحریر کیا وہ علماء ظاہر کے کلام کے قبیل میں سے ہے۔ جبکہ حضرت مجدد کا کلام بطورِ علمائے باطن ہے ، ان کا جہاں اور ہے ان کا مقام اور ہے۔ اعتراض کہاں ہے؟ جان لیجئے کہ جناب شیخ حضرت عبدالحق نے اکابر قادریہ اور چشتیہ وغیرہم سے استفادہ کے بعد حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ سے استفاضہ کیا ہے۔

حضرت خواجہ کی صحبت کی برکت سے نسبتِ نقشبندیہ کا حضور حاصل ہوا اور یہ

مطلب انہوں نے رسالہ بیان سلاسل مشائخ میں خود تحریر کیا ہے اور رسالہ توصیل المرید الی المراد میں لکھا ہے کہ اہل انصاف کے نزدیک طریقہ نقشبندیہ تمام طریقوں سے قریب ترین ہے اور فنا و بقاء کے حصول کے لئے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے اور رسالہ انکار میں حضرت مجدد کے بارے میں لکھا ہے کہ جیسی محبت مجھے آپ سے ہے ویسی محبت کسی اور کو آپ سے نہ ہوگی۔ آپ عزیز ہیں اور آپ کا طریقہ بھی عزیز ہے۔ حضرت خواجہ آپ کا بے شمار اثبات فرماتے تھے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ میں ایک بار آپ کے بارے میں جناب الٰہی سبحانہٗ میں متوجہ تھا کہ یہ مقامات جو آپ ارشاد فرماتے ہیں حق ہیں یا ان کی کوئی اصل نہیں۔ آیۂ شریفہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفع اشتباہ میں نازل شدہ ہے آپ کے بارہ میں فقیر کے باطن میں وارد ہوئی (حضرت مجدد الف ثانی کے حق میں حضرت عبدالحق کے دل پر نازل ہوئی) پس تامل ضرور ہے۔

وہ آیت شریفہ یہ ہے وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ [1] الخ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام برحق تھے فرعون کو انکار کے سبب اس کے غرق ہونے، ملک تباہ ہونے کی سزا ملی اور سزا ملنے پر آیت شریفہ فَاَخَذَهُ اللهُ دلالت کرتی ہے۔

میں کہتا ہوں اس آیت سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد کی اتباع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کی مانند برحق ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ نافہم لوگ آنجناب کے کلام کو سمجھ نہیں پائے جیسے آل فرعون نہ سمجھ سکے، معاذ اللہ، موسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کے رفع اشتباہ جیسی صورت حالات حضرت شیخ عبدالحق کے دل پر حضرت مجدد کے حق میں نازل ہوئی ہے پس مقامِ غور ہے

ایک مکتوب میں جو حضرت میرزا حسام الدین خلیفہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ

---

[1] المؤمن ۴۰:۲۸

محمد باقی ؒ کے نام لکھا گیا ہے کہ وہ غبار جو فقیر کو حضرت شیخ احمد کے بارے میں تھا رفع ہو گیا اور بشریت کا پردہ نہ رہا۔ ذوق و وجدان کے سبب دل میں ایک چیز وارد ہوئی ہے کہ اس طرح کے عزیزوں کے ساتھ کدورت نہیں ہونی چاہئے سبحان اللہ، اللہ مقلب القلوب ہے ظاہر بین لوگ اسے دور از کار ہی جانیں گے۔

حاصل آنکہ اگر حضرت شیخ عبدالحق، حضرت مجدد کے مکتوبات کا مطالعہ فرما لیتے اور حضرت خواجہ (محمد باقی باللہ ؒ کے وصال) کے بعد آپ (حضرت مجدد) سے ملاقات کرتے تو ہرگز انکار نہ کرتے۔ جو کچھ غیر ذمہ دار لوگوں کی زبان سے سنا اس پر مصروف عمل ہو گئے کوئی ثبوت بھی نہ پیش کر سکے۔ ان کا یہ قول ''غشاوہ بشریت درمیان نماند'' سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اعتراضات کی تحریر بشریت و نفسانیت کی وجہ سے تھی نہ کہ ازروئے حقیقت، سبحان اللہ یہ علماء و اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے احوال ہیں ہائے افسوس! جہلا، حاسدین اور بے سمجھ معاندین کے حال پر کہ جنہوں نے کلام مجدد کی حقیقت کو نہ سمجھا، معاذ اللہ!

اہل سنت و جماعت کے مطابق بہترین عقیدہ، فقہ پر عمل، اخلاق صوفیہ سے متخلق، نسبتِ باطن کے کثرت انوار کی اشاعت اور کمال استقامت کہ جن سے حضرت مجدد موصوف تھے، آپ کے طریقہ کی حقانیت پر واضح دلیل ہے حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی ؒ کی تربیت کی برکت سے طریقت، مقامات، احوال اور علوم و معارف میں انہوں نے امتیاز حاصل کیا ہے۔ اور آنحضرت (مجدد) نے وہ تحریر فرمایا کہ علماء و عقلاء نے اس کی صحت کی شہادت دی ہے۔ آپ کے بعض علوم بظاہر فہم میں نہیں آتے، مگر تاویل سے درست ہو جاتے ہیں صوفیہ کے طریق مستقیم میں تاویل معمول ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق ؒ کے بعض اقوال بقید جوابات لکھے جا رہے ہیں۔

قول شیخ عبد الحق: آپ اپنے پیر کی جناب میں ترکِ ادب فرماتے ہیں۔

جواب: یہ ثابت نہیں ہے حضرت مجدد اپنے بعض مکتوبات میں فرماتے ہیں جو کچھ مجھے علم و معرفت حاصل ہوا سب کا سب حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی تربیت کی برکت سے ہے علم باطن میں الف۔ با سے لے کر ملکہء مولویت تک محض ان کی توجہات عالیہ سے میں پہنچا ہوں۔ ان کی ایک توجہ سے میں نے وہ کچھ پایا ہے کہ اہل مجاہدہ کو سالوں میں بھی حاصل نہیں ہوا۔ ع

ہر کہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین

طعنہ زند بر دَہہ و خندہ کند بر چلہ

شمس دین نے تبریز کی ایک نظر سے وہ کچھ پایا ہے جو اوروں کے دہے پر طعنہ زنی کرتا اور چلہ کا مذاق اڑاتا ہے۔

اپنے دونوں پیرزادوں حضرات خواجہ کلاں و خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہما جو کہ ارادت و بیعت اور نسبتِ حضور کا اخذِ فیض حضرت مجدد سے رکھتے ہیں انہیں ایک مکتوب میں فرماتے ہیں

''آنجناب کے والد ماجد کے احسانات کی ادائیگی میں اگر اپنا سر آپ کے آستانہ پر خاک زمین کے برابر کردوں تو پھر بھی میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔ جو کچھ کمالات، مقامات قرب اور علوم و معارف اس حقیر ناچیز کو حاصل ہوئے ہیں وہ سب خواجہ خواجگان شیخ المشائخ امامنا و مرشدنا و ہادینا حضرت خواجہ محمد باقی رضی اللہ عنہ کے توسط سے حاصل ہوئے ہیں۔

قول شیخ عبد الحق: آپ نے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے نزول کو ناقص لکھا

جواب: حضرت مجدد نے اس کی وجہ جناب غوث الثقلین سے کثرتِ خوارقِ عادات کا ظہور لکھا ہے کیونکہ ان کا عروج اکثر اولیاء سے بلند تر واقع ہوا ہے جو کثرتِ ظہور خوارق

کی وجہ ہو گیا۔ کسی جگہ بھی حضرت مجدد نے نقصانِ نزول کی نسبت ان کی طرف نہیں کی۔ (معاذ اللہ)

افترا پرداز لوگ تو جو کہتے ہیں کہتے رہیں۔ معلوم نہیں کہ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے نقصانِ نزول کہاں سے لکھ دیا ہے۔ جس قدر بھی آپ (حضرت مجدد) کے کلام میں تجسس کیا گیا کسی مقام پر بھی حضرت غوث اعظم کی طرف نسبتِ نقصان نہیں کی ہے۔ نقصانِ نزول کی صورت میں افاضہ کم ہوتا ہے مگر حضرت غوث الثقلین کی ذات پاک سے افادات اس مرتبہ کے نہیں ہیں جو ہمارے تمہارے شمار میں آجائیں۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت غوث الثقلین فیض ولایت کا واسطہ ہیں کہ وہ فیض رسانی میں اصحاب کبار و اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم کے زمرہ میں داخل ہیں اور حضرت مجدد نے خود کو نائب اور آنجناب کو منیب تحریر کیا ہے کیوں کہ خلیفہ پیر کا قائم مقام ہوتا ہے۔

قولہٗ: آپ خود کو ہم پرّہ پیغمبر خدا کہتے ہیں۔

جواب: جان لیجئے کہ آیت شریفہ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ [1] میں جماعتِ صحابہ کو حق سبحانہٗ تعالیٰ کا مرید فرمایا گیا ہے اور آیت شریفہ یَدُاللهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ [2] بھی اصحاب کرام کو حق سبحانہ تعالیٰ کا مرید ظاہر کرتی ہے۔ پس جو آیات قرآنیہ سے ثابت ہو جائے وہ جائے اعتراض کیوں کر ہوا اور وہ جو کہتے ہیں کہ حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ اس وہبی فیض میں کوئی واسطہ نہیں ہے، حق ہے کہ کسبی فیض میں واسطہ کو دخل ہے نہ کہ فیضِ وہبی میں۔

اگر کوئی منصب دار وزیر کے وسیلہ (واسطہ) کے ذریعے سے اپنی معروضات بادشاہ تک پہنچائے یا بلا واسطہ بادشاہ کے حضور عرض پرداز ہو تو یہ سب بادشاہ کے حضور وزیر کے جاہ و تقرب کا کمال ہے کہ اس کا بندہ اس مرتبہ تک پہنچا ہوا ہے۔ یہ رفع توسط

---

[1] الانعام ۶:۵۲ [2] الفتح ۴۸:۱۰

متحذر (خلاف عقل) نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور خود حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء صوفیہ اس بیان کے قائل ہیں۔

حضرت شیخ اس بیان سے ہمسری اور مساوات سمجھتے ہوئے معترض ہوئے ہیں۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ ہمسری کفر ہے [1] لہٰذا آپ پر خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمسری کی تہمت لگانا انصاف سے بعید ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا افک سے براءت کی آیت کے نزول کے وقت، خود فرمانا کہ اَحْمَدُ اللّٰهَ لَا غَيْرَ [2] اور آیت شریفہ ما من حسابك عليهم من شیء [3] رفع توسط ظاہر کرتا ہے (یعنی توسط کی ضرورت باقی نہیں رہتی) میں کہتا ہوں تجھے جان لینا چاہئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا توسط عقائد، اعمال، اخلاق حسنہ اور نیک معاملات کی اتباع میں ہمیشہ ثابت ہے اور رفع توسط (واسطہ کا اٹھ جانا) کا ثبوت بزرگوں کے کلام میں غلبہء احوال کی وجہ سے ہے کیونکہ واسطہء کائنات علیہ افضل الصلوات کی ذاتِ پاک کی حیلولیت منتہائے سلوک میں سالکین کو مشہود نہیں ہوتی نہ کہ واقعی ہی ایسا ہے۔

جیسا کہ عینک صفائی نظر اور حروف کی روشنی کا سبب تو ہے لیکن حروف پر توجہ کے وقت ملحوظ نہیں ہوتی۔ علم و عمل، اخلاص و محبت اور قرب سب آنجناب مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہیں۔

قولہ: آپ نے خود کو شریکِ دولت لکھا ہے اور یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مساوات کو مستلزم ہے۔

جواب: حضرت مجدد نفی مساوات کا اظہار کرتے ہوئے ایک مکتوب [4] میں فرماتے ہیں میں شریک دولت ہوں ایسی شرکت نہیں کہ جس سے ہمسری کا شائبہ پیدا ہوتا ہو

---

[1] دفتر سوم۔ مکتوب ۸۷ [2] فی روایۃ البخاری وَلَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰهَ رقم الحدیث: ۲۶۶۱

[3] الانعام ۶: ۵۲ [4] دفتر سوم مکتوب: ۸۷

کیونکہ وہ تو کفر ہے بلکہ اس شرکت سے مراد خادم کی مخدوم کے ساتھ شرکت ہے۔ جان لیجئے کہ توحید و ایمان اور انوار ولایت کی دولت کہ ہمارے پیغمبر ﷺ جس کے خازن وقاسم میں جو شریک نہیں وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ پس آنحضور ﷺ کے ساتھ شریک ہونا حق سبحانہٗ کی مرضی ہے۔

البتہ نبوت میں جو حضور ﷺ پر ختم ہے کوئی مسلمان اس میں شرکت کا دعویدار نہیں اور نہ ہی ایسا سوچنے کا روادار ہے۔

قولہٗ اور یہ جو کہتے ہیں کہ حضرت مجدد نے تحریر فرمایا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ کو بعض درجات خُلّت افراد امت میں سے کسی فرد کے ذریعے حاصل ہوئے ہیں اور اس فرد کی ذات سے خود اپنی ذات مراد لی ہے۔

جواب: آنجناب حضرت مجدد نے کسی جگہ بھی خود اپنی ذات کو اس فرد سے مراد نہیں لیا ہے۔ جان لیجئے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات پر دعائے صلوٰۃ ان کے درجات عالیہ کی رفعت و بلندی کیلئے تمام امت کیلئے وارد ہے۔ اس کا حصول بعضوں سے کم اور بعضوں سے زیادہ ہے۔ چنانچہ امت کے حسنات کا ثواب اس حدیث کے موافق ہے ''الدال علی الخیر کفاعله'' تمام امت سے حاصل ہے بعضوں سے کم اور بعضوں سے زیادہ۔ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں مجھے عطا کی گئی ہیں اور وہ زمین کے خزانے اور ملک پر تسلط و تصرف پیغمبر خدا ﷺ کے بعد خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلاطین نامدار رحمۃ اللہ سبحانہ علیہم کے واسطہ سے حاصل ہوا ممالک پر تسلط اور جنگوں میں کفار کا دفعیہ جو اسلام اور ایمان کے ظہور کا موجب ہے ہوتا رہے گا اور پیغمبر خدا ﷺ کے لئے حصول ثواب کا واسطہ (ذریعہ) ہے کہ جنہوں نے اس حکم کی بجا آوری کا حکم دیا ہے۔ ترویج دین کے بارے میں یہ اس حکم کی بناء پر آمر و مامور دونوں ثواب میں شریک ہیں اور یہ ثواب

بواسطہ، خلفاء وسلاطین آنجناب کو پیش ہوا اور اس عالم فناء سے انتقال کے بعد ترقی درجات ثابت ہے۔

پیغمبر خدا ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل منتخب فرمایا۔ پس صلوٰۃ ابراہیمی کا حکم اور ملت ابراہیمی کا اتباع اس مرتبہ کی زیادتی کیلئے ہے اور ثواب بواسطہ امت بموافق حدیث ''الدال علی الخیر کفاعلہ'' پیغمبر خدا ﷺ کو قیامت تک کیلئے پیش ہوتا رہے گا۔

فقہ کی باریکیاں، اسرارِ تصوف کے دقائق مجتہدین اور صوفیہ کی وساطت سے ظہور پاتے رہیں گے حصول کا لفظ خدانخواستہ بے تامل کہا...... پناہ بخدا!

حق یہ ہے کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر (ﷺ)

اعتراض من جانب شاہ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی ہے کہ حضرت مجدد نے اپنے آپ کو مجدد لکھا ہے۔

جواب: اس میں کیا قباحت ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہر صدی کے بعد ایک مجدد پیدا ہوتا ہے تاکہ امت کے امور کو تازگی بخشے اور مجددین کی تفصیل یوں ہے۔

۱......سلاطین میں مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز

۲......امور دین میں مجدد حضرت امام شافعی

۳......صوفیہ میں مجدد حضرت معروف کرخی

۴......اسرارِ علم میں مجدد حضرت امام غزالی

۵......کثرت خوارق کے ذریعے فیض رسانی میں مجدد حضرت غوث الاعظم ہیں ان مجددین نے امور امت کو تقویت ارزانی کی

۶......حدیث میں مجدد شیخ جلال الدین سیوطی نے علم حدیث کی ترویج کی۔

۷ ...... حضرت مجدد الف ثانی مقامات طریقت و حقیقت میں ممتاز ہیں اور علم دین کو کثرتِ افشاء انوار کے ساتھ ترویج دینے میں رسوخ آپ کا مجدد ہونا ہے۔ یونہی اکابرین کو کثرتِ فیوض و افادات جو ان کی صحبت مبارک، اسرارِ توحید، شہود وحدت در کثرت، نسبتِ حضور، یادداشت، مراتبِ کمالات نبوت، حقائق الٰہیہ اور حقائق انبیاء علیہم السلام جو مجاہدات و ریاضات کے بغیر ان کی صحبت میں قلیل عرصہ میں میسر ہوئے اور سالکین کو درجات ولایت پر ترقی حاصل ہوئی ان کے مجدد ہونے کے دلائل ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض یہ بھی ہے کہ

حضرت مجدد نے اپنے آپ کو امیرالمؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل تحریر کیا ہے۔

جواب: معاذ اللہ یہ افترا پردازوں کی محض افترا پردازی ہے وہ تو ایک ادنیٰ صحابی کو بھی اولیاء سے بہتر جانتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحبت سے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوئی خواجہ اویس قرنی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز بھی کسی صحابی کے درجہ تک نہیں پہنچے۔ آپ حضرت خواجہ کی خدمت بابرکت میں لکھتے ہیں

وہ ایسا عجیب بزرگ مقام ہے جو مرتفع منقش اور رنگین نظر آتا ہے اس کے برابر ایک دوسرا مقام ہے جو ان نقوش والوان کے پرتو سے رنگین ہے۔ ظاہر ہے وہ مقام مرتفع حضرت خلیفہ اول کا ہے اور دوسرا میرا ہے نیز ظاہر ہے ہر وہ کمال جو پیر میں ہوتا ہے مرید کا باطن اس کے انعکاس سے رنگین ہوتا ہے۔ مرید پیر کے انوار سے اقتباس کرتا ہے مگر یہ مقام قدرے بلند ہے جیسے چبوترا بلند ہوتا ہے۔ پس کوئی فضیلت ثابت نہ ہوئی۔ علاوہ ازیں حضرت خواجہ نے اسے ملاحظہ فرما کر حضرت مجدد کی کوئی ردّ و قدح نہیں فرمائی۔

قولہٗ: شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے مجدد الف ثانی پر اعتراض وارد کیا ہے کہ حضرت مجدد نے اپنی معراج میں رسالہ لکھا ہے جس سے مجدد الف ثانی کے گھوڑے کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کے گھوڑے پر سبقت ثابت ہوتی ہے۔
جواب: یہ سب جھوٹوں کی افترا پردازی ہے۔ حضرت مجدد نے کسی جگہ اس طرح نہیں فرمایا ہے۔ وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں اور افترا پردازی اور کذب بیانی اولیاء کی صفت نہیں ہے۔ معترضین نے یہ جو کہا ہے کہ مجدد صاحب نے اپنے طریقہ میں بکثرت مقامات عالیہ بیان فرمائے ہیں اور ایسے بیانات بزرگوں کے قصور کو لازم کرتے ہیں۔

حضرت غوث الثقلین اپنی تصنیف ''غنیۃ الطالبین''، فصل ادبِ مرید بر شیخ، میں مرید کی شیخ پر فضیلت لکھتے ہیں، جس کا ماحصل یہ ہے کہ مرید شیخ کے علوم و مقامات تک رسائی کے بعد حق سبحانہ تعالیٰ اس کی تربیت فرماتا ہے اور وہ دیگر کمالات و حالات تک پہنچ جاتا ہے۔ غنیۃ الطالبین میں آپ کا قول ملاحظہ ہو!

فیتولی الحق عزوجل تربیته وتهذیبه ویوفقه علی معنی خفیت علی الشیخ فیستغنی بربه عن الغیر (انتھی)

پس غوث الثقلین کی اس تقریر سے مرید کی شیخ پر فضیلت ثابت ہوئی۔

حضرت مجدد خود تحریر فرماتے ہیں کہ یہ کمینہ رذیل اکابر کی نعمتوں کے دستر خوان کا ریزہ چین ہے جنہوں نے گوناگوں نعمتوں سے اس حقیر کی تربیت فرمائی ہے، لکھا ہے کہ اس فقیر کی حضرت خواجہ قطب الدین نے ترقی میں مدد دی ہے حضرت غوث الثقلین نے اپنی توجہات شریفہ سے امدادیں بھی فرمائی ہیں۔

جان لے کہ اس کلام شریف سے رفع توسط ثابت ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ملت محمدی جو جامع کمالات عالیہ ہے دیگر انبیاء کرام کی ملتوں (امتوں) سے کسی طرح بھی نقص پذیر نہیں ہے۔ خود اللہ تعالیٰ سبحانہٗ اپنی حکمت بالغہ سے جس کو چاہتا ہے کمال میں ممتاز فرماتا ہے اور ہر کمال الٰہی واجب التعظیم ہے۔ حضرت مجدد کا اپنا جدید طریقہ مجددیہ دس لطائف پر مشتمل ہے۔ آپ نے ہر لطیفہ میں علوم وانوار و کیفیات جدا جدا

بیان فرمائے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی تحریر کئے ہیں جو علماء وعقلاء کے ایک عالم کو بہرہ یاب کرتے ہیں اور وہ اصطلاحات و مقامات جماعتِ کثیرہ کی شہادت سے ثابت شدہ ہیں جن میں وہم وخطا کا احتمال تک نہیں ہے۔ (جزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء)

مقامات قرب کو ذوق وشوق واستغراق اور بے خودی میں منحصر کرنا اس آیت شریفہ وَلَا يُحِيطُونَ بِهٖ عِلْمًا کے خلاف ہے۔ فضیلت ثابت تو ہے مگر آپ کے طریقہ کے تمام مقامات تمام متوسلین کو حاصل نہیں ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کے طریقہ کے متوسلین کے احوال میں اختلافِ کثیر ہے اور کسی کے قرب کے مزید مراتب کی کسی دوسرے کو آ گاہی نہیں ہے۔

مگر اولین کو تربیت وتلقین کے سبب متاخرین پر فضیلت ثابت ہے بایں ہمہ کہتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین، حضرت شیخ شہاب الدین، حضرت علاء الدولہ سمنانی، حضرت سلطان نظام الدین اور حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہم اولین سے کمالات میں سبقت لے گئے۔ اگر متاخرین میں سے کوئی وفورِ فیوض واحوال کے باعث ممتاز ہو جائے تو شرع شریف میں منع نہیں ہے۔

یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مجدد نے اولیاء کو تجلیات الٰہیہ کے ظلال میں کہا ہے۔ سلیم القلب پر ظاہر ہے کہ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم قرب کے درجات کے بلند ترین مراتب پر پہنچے ہوئے ہیں اور وہ درجات اصولِ تجلیات ہیں اور کوئی ولی صحابی کے مرتبہ تک نہیں پہنچ پاتا۔ پس اصحاب کرام کی سیر اصولِ مقامات میں ہے اور سیر اولیاء عظام ان کے ظلال میں اسماء وصفات کے تجلیاتِ ظلال کی سیر کو اصطلاحاً ولایت صغریٰ مقرر کرنا اور اصولِ تجلیات کی سیر کو ولایت کبریٰ سے موسوم کرنا از روئے شرع وعقل منع نہیں ہے۔ اس میں محبت بھی مانع نہیں ہو سکتی۔ جان لے کہ آیت شریفہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کی رو سے مراتب علم میں حصولِ ترقی کا حکم ہے جو علم نقدِ وقت ہو اس سے اعراض

ضروری ہے تاکہ قربِ حق سبحانہٗ کے درجاتِ عالیہ میں علم ومشاہدہ ومعرفت نصیب ہو۔

قولہ: یہ جو کہتے ہیں کہ آنجناب حضرت مجدد نے آپ اپنے ہی بارے میں فخر ومباہات کے کلمات بیان کئے ہیں۔

جواب: کلماتِ مباہات بہت سے بزرگوں سے مروی ہیں۔نسبتِ بقائیہ وعروجات کے ظہور کے وقت افتخار ومباہات ظاہر ہوتے ہیں۔نسبت فنائیہ کے ظہور کے وقت دیدِ قصور کا غلبہ ظاہر ہوتا ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اپنے دائیں طرف کے کاتب (کراماً کاتبین) کو بیکار اور خود کو کافر فرنگ سے بدتر پاتا ہوں ان سے تکبر کیسے متصور ہوسکتا ہے؟۔

من آں خاکم کہ ابر نو بہاری　　کند از لطف بر من قطرہ باری

میں وہ خاک ہوں کہ ابرنو بہاری اپنے لطف وکرم سے مجھ پر قطرات باراں برسائے۔

یہ جو حضرت مجدد کی ذات پر اعتراض وارد کیا جاتا ہے کہ آنجناب توحید وجودی کا انکار فرماتے ہیں۔

جواب: آنجناب نے ہرگز توحید وجودی کا انکارنہیں کیا ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ یہ معرفت راستے میں پیش آتی ہے اور دوسرے معارف بعدازاں حاصل ہوتے ہیں۔

آپ نے اپنے حال کے بارے میں اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ اپنے والد ماجد جو حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہما کے خلفاء میں سے تھے، سے رسائل توحید پڑھے۔اس معرفت کا علم مجھے حاصل تھا۔پھر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے یمنِ تربیت سے اس معرفت کا علم معائنہ کیا اور دانستن سے شہود عیاں میں بدل گیا۔ایک مدت تک اس معرفت سے مغلوب الحال رہا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک اور معرفت عطا فرمادی جو بلاتاویل کتاب وسنت کے موافق ہے پس یہ معرفت (توحید وجودی) راستے میں پیش آتی ہے اور غلبہءِ محبت ایک عذر کا حامل ہے اور حضرت شیخ ابن

عربی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ نے متقدمین ومتاخرین کی سند اور تمسک تحریر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں بھی ان کے کلام سے فوائد پہنچے ہیں اور ایک لذت حاصل ہوئی ہے۔ (جزاہ اللہ)

جان لے کہ کلام الٰہی سبحانہٗ تعالیٰ اور کلام پیغمبر خدا ﷺ میں کئی باتیں ہیں کہ تاویل کے بغیر فہم ان کو سمجھنے سے قاصر ہے اور اسی طرح کلام اولیاء میں کئی ایسی باتیں ہیں کہ وہاں تاویل کرنی چاہئے تاکہ حسن ظن جس کے بارے میں ہمیں حکم دیا گیا ہے ہاتھوں سے جانے نہ پائے۔ اولیاء کرام کے کلام میں غلبہء سکر یا تحدیث نعمت یا ترغیب طالبان یا الفاظ کی معنی کے ساتھ عدمِ مساعدت کے باعث جو تاویل کریں گے وہی اصول تاویل کلام حضرت مجدد (رحمۃ اللہ علیہ) میں بھی جاری ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه وبارك وسلم

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی تصنیف ''فتوح الغیب'' کی فارسی شرح میں لکھتے ہیں۔

کبھی کبھی اسرار دقیقہ اور علوم غامضہ عارفین کے قلوب پر وارد ہوتے ہیں الفاظ کی عبارت ان کو کفایت نہیں کرسکتی لہٰذا انہیں حضرت علیم مطلق سبحانہٗ کے علم کی طرف تسلیم وتفویض کردینا چاہئے اور زبان انکار نہیں کھولنی چاہئے۔ جان لے کہ صوفیہ کو طریقہ اخذ کرتے ہوئے وہی کلیہ اپنانا چاہئے جو اہل سنت وجماعت کے عقیدہ صحیحہ کے لئے ہے صوفیہ کرام کے طریقہ کے مطابق تخلق باخلاق اللہ، فقہ کے مطابق عمل کرنا، بدعات سے اجتناب اور احوال سنّیہ کا حصول ہے جو ہر اہل محبت کے دل پر وارد ہوتے ہیں۔ الحمدللہ عنایات الٰہی سے اس طریقہ نقشبندیہ میں یہ مراتب حاصل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اس حقیر کو اس طریقہ نقشبندیہ کی نسبتوں کے فیوض سے مالا مال فرمائے بلکہ جملہ طالبانِ حق کو وہاں تک پہنچائے کیونکہ ظنی کمالات لامتناہی ہیں۔ والحمد للہ اولا و آخرا والصلوٰة والسلام علی محمد وآله واصحابه اجمعین

کسی کے کلام کی مراد سمجھے بغیر کسی کو کافر قرار دینا سخت منع ہے۔علماء کرام نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص میں کفر کی ستر وجوہات پائی جائیں اور ایک وجہ اسلام کی پائی جائے تو بھی اسے کافر نہیں کہنا چاہئے۔کسی کو کافر کہنے سے جو کفر کا سزاوار نہیں ہے اسے کافر کہنے والے پر کفر پلٹ آتا ہے۔اسی طرح ہی حدیث شریف میں ہے۔صلی اللہ علی صاحبہ افضل الصلوٰۃ والتحیات وآلہ واصحابہ اجمعین

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے معترضین کو اعتراض ہے کہ آپ نے متابعت کے کئی درجات بیان کئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے مجاہدات وغزوات واعمال پر تمہاری کوئی نظر نہیں ہے۔

جواب: فرائض ،واجبات اور سنن مؤکدہ کی اتباع لازم ہے اور ان مجاہدات وریاضات کی ادائیگی میں چھوٹ نہیں ہے۔بلکہ میں (شاہ غلام علی دہلوی) تو کہتا ہوں کہ بھوک کے غلبے،تہجد میں طول قیام وقنوت کے سبب قدم مبارک متورم ہوجاتے تھے اور جنگ وجہاد میں سبقت آنحضرت ﷺ کا خاصہ ہے۔امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ہم شدت حرب وضرب میں آنحضرت ﷺ کی پناہ لیتے تھے پس جہاد اصغر اور جہاد اکبر میں استطاعت شرط ہے،معترضین اور تمہارے مقتداء بھی کم کوش ہیں مگر بمطابق مقدور یسّروا ولا تعسّروا وخذوا من الاعمال ما تطیقون یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اللہ تعالیٰ نے محنتیں اور مشقتیں آسان فرمادی ہیں۔(فالحمد للہ)

دیگر یہ بات کہ آنجناب حضرت مجدد نے یہ نہیں فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے تمام اعمال کی متابعت کی جائے۔ہم عقائد واعمال فقہ،اذکار قلبیہ،احوال باطن اور باطنی طور پر ہبوط وعروج میں متابعت رکھتے ہیں۔تجھ پر یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ ان درجات متابعت کے بغیر کوئی ولی نہیں ہوسکتا ہے اور یہ شور وغوغا حضرت مجدد کے کلام کو نہ سمجھنے کی

وجہ سے ہے۔ مگر یہ لفظ کہ کمالِ متابعت سے متبوع کے ساتھ ایسا اتحاد پیدا ہوجاتا ہے جس کے لئے اہل طریقت نے فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کی اصطلاحات مقرر کی ہوئی ہیں۔ فنا فی الرسول سے آنحضرت ﷺ کے کمالات کے رنگ سے رنگین ہونا مراد لئے گئے ہیں اور یہی مراد مجدد الف ثانی کے کلام کی ہے۔ بے محابا اور بے لحاظ خود کو اور ممکنات کو خدا کہتے ہیں اللہ توبہ کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

شرع شریف کی وضع اور نزولِ قرآن مجید غیریت پر ہے۔ اہل سکر کا کلام حجت نہیں ہے انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے کمالات آنحضرت ﷺ کے ظہورِ پرتو سے آنجناب کے ساتھ اتحاد بطور تبعیت فرمایا ہے کہ محمد رابمنود کہ مراچنیں باید بود (یعنی حضرت محمد ﷺ پر یہ بات عیاں کی گئی کہ مجھے ایسا ہونا چاہئے تھا) حضرت مجدد تو بندۂ خاص سے اتحاد بطور تبعیت ثابت کرتے ہیں اور تم خدا سے اتحاد بطور عینیت ثابت کرتے ہو سبحانہٗ تعالیٰ عن ذالک۔ جناب معترض آنکھیں بند کر کے بلا سوچ سمجھے اعتراضات کئے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کو آپ کے طریقہ (جو صراط مستقیم ہے) سے باز رکھیں۔ خدارا اس کستوری پر خاک نہ پھینکیں کہ مشک کی خوشبو پنہاں نہ رہے گی۔ معترض رحمۃ اللہ علیہ افادہ کرتے ہیں کہ عہد اول کے درویش غنا پر فقر کو فضیلت دیتے تھے۔ اور آنجناب حضرت مجدد غنا و اسباب دنیا کی طرف میلان رکھتے ہیں۔ یہ غلط ہے ثابت نہیں ہے۔ آپ تو فرماتے ہیں کہ فقراء کی آستاں نشینی اغنیاء کی صدر آرائی سے بہتر ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہاں کے درویشان اگرچہ وجہ نہیں جانتے لیکن رزق کے سلسلہ میں فراغتیں رکھتے ہیں۔ میں (شاہ غلام علی دہلوی) کہتا ہوں کہ اپنی ضروری حاجات اور فقرا کی اعانت کے طور پر طلبِ غنا محمود ہے۔ حضرات سلیمان علیہ السلام، امیر المومنین عثمان غنی، عبدالرحمن بن عوف اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے بعد بکثرت اسباب دنیا کے مالک تھے اور اس جماعت کے مراتبِ قرب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی، یہ ہے عقیدہ اہل

سنت و جماعت۔

اس بارے میں اہل طریقت کا اختلاف ہے کہ فقر مع الصبر کو فضیلت ہے یا غنا مع الشکر کو فضیلت حاصل ہے، آنحضرت ﷺ جو فاقہ کشی کے بوجھ کی طاقت رکھتے تھے اس لئے آپ نے فقر اختیار فرمایا آپ کا فرمان عالیشان ہے اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ فَیُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ (ﷺ) پس عبادت میں ضعف اگر فقر کی وجہ سے ہو تو ایسی غنا جو عبادت میں موجبِ طاقت ہو اس فقر سے بہتر ہے کہ شاکرین اغنیاء ایسے فقراء پر زبان درازی کریں ان کا ایسا کرنا اس حدیث سے غفلت کا ثبوت ہے ذلك فضل الله یؤتیه من یشاء جو پیغمبر خدا ﷺ نے شکرگذار دولتمندوں کے بارے میں فرمایا ہے

کمترینِ درویشاں بلکہ خاکپائے ایشاں عبداللہ المعروف غلام علی عفی عنہ طریقہ شریفہ قادریہ میں شرف بیعت سے مشرف ہے اور حضرات چشتیہ سے نیاز و اخلاص رکھتا ہے، البتہ اذکار و اشغال و مراقبات اور باطنی نسبت کا کسب خاندان عالی شان بزرگان نقشبندیہ مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم سے کرتا ہے۔ پس بزرگان مجددی کا حق اس فقیر پر ثابت ہے لہٰذا یہ مختصر رسالہ اس طریقہ کے مخلصین کے لئے تحریر کیا ہے جو حضرت مجدد پر دفع اعتراضات کیلئے کافی ہے اور مبسوط رسائل کی حاجت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خاندان کے حضرات علیہم الرضوان کے دامانِ عنایت اور توسل کی برکت سے اس عاجز کے اس عمل کو قبول فرمائے، ان اکابر کی رضاء و عطا کے قابل بنادے اور اپنی دائمی رضا، لقاء روح افزاء کا شوق، اتباع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حسن خاتمہ کی کرامت سے نوازے آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وبارك وسلم

(عاجز مترجم رب نواز خان اجمیری کی بھی یہی دعا ہے)

رسالہ در رفع اعتراضات بر بعض عبارات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

فتاویٰ عزیزی

مطبوعہ مطبع مجتبائی، میرٹھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ و اصحابہ اجمعین مورد اشکال موافق آنچہ ازین عبارت مفہوم میشود چند چیز است۔ اول آنکہ مقام محبت ارفع است از مقام خلت پس باوجود حصول مقام محبت تحصیل مقام خلت چہ درکار است جوابش آنکہ صاحب اشکال خود اقرار کردہ است بآنکہ شب معراج بجناب حضرت خاتمیت مقام محبت عطا شدہ بود چنانچہ از خبر بیہقی آوردہ واز جامع صغیر نقل کردہ بعدازان خود نقل نمودہ کہ آنحضرت خود را خلیل گفتہ اند و نیز از کتب صحیحہ آوردہ ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراھیم خلیلا پس معلوم شد کہ باوجود حصول مقام محبت کہ ارفع از مقام خلت است حصول مقام خلت درکار بود الا بحصول آن فخر نبی فرمودند و نے گفتند ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراھیم خلیلا و نیز از احادیث صحیحہ صاحب اشکال خود فہمیدہ است کہ جمیع کمالات از خاتمیت و اولوالعزمی و رسالت بآنجناب عطا شدہ است و ظاہر است کہ درین کمالات بعضے ارفع اند و بعضے غیر ارفع پس معلوم شد کہ باوجود حصول ارفع حصولِ غیر ارفع ہم درکار میشود خصوصاً وقتیکہ آن

غیر ارفع طریق حصول ارفع باشد و در راه آن واقع شود کہ درینصورت حصول آن غیرارفع موقوف علیہ حصول ارفع است اگر نظر بآن کنند کہ آن غیرارفع فی نفسہ کمال است نیز مطلوب است و اگر نظربآن کنند کہ آن غیر ارفع طریق حصول ارفع است پس نیز مطلوب است مثل آنکہ جسم را نامی بودن کمال است و حساس بودن کمالے است دیگر ارفع ازان ونطق وعقل کمالے است وراء این دوکمال وآن ہر دو کمال درطریق این کمال آخر واقع اند پس آن ہر دو کمال بہر دو وجہ مطلوب اند بذاتہما وبغیر ہماو ہمچنان مقام خلت را نسبت بامقام محبت باید فہمید دوم آنکہ مقام خلت ہم جناب آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم حاصل بود چنانچہ احادیث صیحہ بآن ناطق است پس حصول آن بعد از ہزار سال چہ معنے دارد جوابش آنکہ حصول مقام خلت آنجناب را بلاشبہ یقینی وقطعی است بدلیل احادیث صیحہ وہم باین دلیل کہ در راہ مقام محبت واقع است و موقوف علیہ مقام محبت است وحصول الموقوف بدون الموقوف علیہ محال لیکن تصرف دران مقام خلت فرمودن وطالبانرا بالاصالۃ بآن مقام رسانیدن وطریق تحصیل این مقام را مدون ومفصل ساختن موعود بود کہ بعد از ہزار سال حاصل خواہد شد مانند آنکہ موافق احادیث صیحہ متواترہ خلافت تمام روے زمین از مشرق تامغرب و ازجنوب تاشمال آنحضرت را بطریق اجمال حاصل بود بدلیل اعطیت مفاتیح کنوز الارض و در روایت دیگر است کہ وضعت مفاتیح کنوزالارض فی یدی و در صیحین وارد است کہ زوّیت لی

الارض مشارقھا ومغار بھاوسیبلغ ملك امتی مازوے لی منھا و در روایت دیگر ان اللہ زوی لی الارض مشارقھا ومغاربھاواعطیت مفاتیح کنوزالارض و در بعض روایات کہ در صحاح آمدہ جاءنی جبرئیل بمفاتیح کنوز الارض علی فرس ابلق حال آنکہ ایں معنی در زمان سعادت نشان آنجناب و درعہد کرامت عہد خلفاے راشدین واقع نشد بلکہ فتح ہند بردست سلطان محمود غزنوی وفتح ترکستان بردست دیگران وفتح روم بالکلیہ بردست عثمان ترکمانی واولاد او بوقوع آمدہ وہنوز ملک حبشہ وملک وسیع چین و خطا از قلمرو آنحضرت خارج است ان شاء اللہ تعالیٰ درعہد حضرت مہدی وحضرت عیسیٰ بوقوع خواہد آمد و خلافۃ الارض کہ میراث حضرت ابوالبشر ست کمالے ست عمدہ دراں وقت ۔ آنجناب را بتوسط بعضے افراد اُمت کہ اعوان مہدی وعیسے علیہما السلام خواہند بود حاصل خواہد شد چنانچہ در جامع صغیر بایں معنے اشارتے واقع شدہ کہ خیرامتی عصابتان عصابۃ تغزواالھند وعصابۃ تکون مع عیسیٰ ابن مریم حالا مثل آفتاب روشن گشت کہ آنحضرت را جمیع کمالات حاصل بود و تصرف دران کمالات بتوسط بعضے افراد امت واقع شدہ در رنگ آنکہ آنحضرت را علوم اولین وآخرین حاصل بود چنانچہ درصحاح ستہ واردست کہ اوتیت علم الاولین والآخرین لیکن تصرف درعلم کلام مثلا بتوسط شیخ ابوالحسن اشعری وشیخ ابومنصور ماتریدی واستاد ابواسحق اسفراینی وامام غزالی وامام رازی وامثال این مردم آنجناب را حاصل

شد و ہمچنین تصرف در علم فقہ و تفصیل احکام شرعیہ از کتاب الطہارت تا کتاب السلم و الشفعہ و فرائض و وصایا بتوسط حضرت امام اعظم و امام شافعی آنجناب را حاصل شد و ہمچنین تصرف در آداب طریقت و مقرر کردن اشغال و اوراد و ذکر جہر و خفی وطور مراقبہ آنحضرت را بتوسط حضرت سید عبدالقادر جیلانی و حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند و حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی و امثال این بزرگواران حاصل شد قولہ و کمالات مختصہ آنجناب کہ در علم بود ہمہ عطا نمود فیہ بحث ظاہر زیراکہ اگر مراد عطاء تقدیری است پس مسلم است لیکن در اِنَّ اللهَ اِتَّخَذَنِیۡ خَلِیۡلًا نیز اتخاذ تقدیری مراد خواہد شد و اگر عطاء وقوعی ست پس منع ظاہراست زیراکہ مقام محمود و مقام وسیلہ ہنوز حاصل نشدہ در ہر پنج وقت بعد استماع اذان امت مامور باین دعا گردیدہ کہ آت محمدا ان الوسیلۃ و الفضیلۃ و ابعثہ مقاما محمود ن الذی وعدتہ انک لا تخلف المیعاد چنانچہ ہرپنج وقت باین دعا ہم مامور شدہ کہ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید قولہ و خلاف مقتضی طبیعت بودن از کجا ثابت شد دلیل برین از نقل باید آورد. جوابش آنکہ مراد اینجا از طبیعت طبیعت عنصری نیست بلکہ مراد از طبیعت طبیعت کمالیہ است و کمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مقتضی آن بود کہ تہذیب ظاہر باعمال جوارح و تہذیب قلب و نفس و عقل باعمال باطن فرمایند و تصرف در ماوراء آن تفویض بکمل امت نمایند زیراکہ اہم

المقاصد و موقوف علیہ جمیع کمالات ہمین را میدانستند و این معنی بر واقفان سیرت مصطفویہ از شغل جہاد و تعلیم ارکان اسلام و قواعد اجمالیہ سلوک از مداومت ذکر لسانی و تکثیر مناجات و ادعیہ و اذکار و تفقد احوال قلب از حب و بغض و احوال مدرکہ از یقظہ و غفلت و توجہ آن قوت دراکہ در ضمن ہر تعبیر و تجدد خواہ انفسی باشدہ خواہ آفاقی بسوء مبدء و ایثار حب اللہ بر ماسوی و بذل جان ومال و اہل و اولاد در حب اُو و مانندِ این اعمال اوضح من الشمس است و ابین من الامس چنانچہ در تفسیر ان لک فی النہار سبحا طویلا در احادیث مروی و مذکور ست و قاعدہ مقرری است کہ شغل مالوف بحکم العادۃ طبیعۃ ثانیۃ مقتضی طبیعت میشود و خلاف آن خلاف مقتضی طبیعت نیست دلیل انی این مطلب اما دلیل نقلی پس در احادیث صحاح موجوداست کہ مر رسول اللہ بمجلسین فی مسجدہ فقال کلاھما علی خیر واحد ھما افضل من صاحبہ اما ھؤلاء فیدعون اللہ فان شاء اعطا ھم وان شاء منعھم واما ھؤلاء فیتعلمون الفقہ اوالعلم یعلمون الجاھل فھم افضل و انما بعثت معلما ثم جلس فیھم و دلیل اصرح برین مقدمہ آنست کہ حق تعالیٰ در مقام عتاب میفرماید واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجہ اگر خلاف مقتضیٔ طبیب آنحضرت نمیبود امر بصبر چرا میفرمود و ہمچنین آیہ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداہ والعشی یریدون وجھہ و دلیل لمی برین مقدمہ آنست کہ تعلیم این امور

یعنے تہذیب ظاہر و آنچہ در حکم ظاہراست از عقل و قلب و نفس موقوف علیہ جمیع کمالات ست و بنیاد تمام کارخانہ ولایت اگر درین امور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدم نے نہادند و بکمال جہد تصرف دران نمی نمودند بنیاد کارخانہ خراب بود و ہیچ کس از امت قائم مقام آنحضرت درین تعلیم نمیتواند شد زیرا کہ این امور بغیر نصوص صاحب شریعت نمیتوان دریافت و کشف و عرفان بدریافت این مطالب نمیرسد بخلاف کمالات دیگر کہ دریافت آن بکشف و فراست نیز میتوان شد و شدہ است لیکن کشف و معرفت ہم موقوف بر تہذیب ظاہر و ما فی حکمہ است پس تعلیم تہذیب ظاہر و ما فی حکمہ معنی است از تعلیم تفاصیل مکشوفات اگر گوئی این کلام و این آیات و احادیث بلکہ تتبع سیرت جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ دلالت میکند بر ترک تصرف ایشان در تسلیک طریق خلت ہمچنان دلالت میکند بر ترک تصرف ایشان در جمیع ولایات بعین ما ذکر فے المقامات گویم فے الواقع شغل و تصرفیکہ آنجناب را در تہذیب ظاہر و ما فی حکم الظاہر بودہ در تہذیب باطن و کشف باطن نبود چنانچہ از تتبع سیر ہویدا است لیکن در مقام خلت و دیگر ولایات فرق بدیہی است بسہ وجہ اول آنکہ ازمقامات دیگر نشان دادہ اند و طریق تحصیل آن بیان نمودہ تارۃ صریحا و تارۃ کنایۃ مثلا یحبھم ویحبونہ ورجلٌ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ ورضی اللہ عنھم ورضوا عنہ و لقد رضی اللہ عنہ المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم

وان اللہ امرنی بحب اربعة من اصحابی واخبرنی انه یحبهم الے غیرذالك من الآیات والاحادیث الدالة علے ان بعض الافعال والاشغال علامة حب الله اے کون الشخص محباللہ وبعضها موصل اے محبوبیة الله بخلاف مقام خلت کہ ہرگز از طریق تحصیل و علامات حصول این نشان نداده اند وجہ دوم آنکہ ولایات دیگر در زمان قریب از زمان سعادت نشان آنحضرت رائج و متداول شدند وصحابہ وتابعین و تبع تابعین وھلمّ جراً الے زمان الجنید و اقرانه ثم ھلمّ جرّا الے زمان روساء القادریة والچشتیه کثرالتداول و طرق تحصیل آن مدوّن ومبوب و مفصل گردید بخلاف مقام خلت کہ درین عہود متطاول اصلاکسے مذکور آن نکرده و نہ طریق تحصیل آنرا کسے بیان نمود تا ہزار سال گزشت و طریق تحصیل آن مقام در پرده اختفاء احتجاب ماند تا آنکہ حق تعالی حضرت مجدد را بر روے کارآورد و ایشانرا منشاء ظہور این مقام کہ در جوہر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مودع ومکنون بود گردانید و ہزاران طالبان را بطفیل ایشان سلوک این طریقہ میسر شد الحمدللہ علی ذلک حالابیان این طریقہ بوجہے نمایم کہ اختصاص آن باتباع مجددیہ کالشمس فی رابعة النہار منکشف گردد بگوش تامل باید شنید و قبل از حضرت مجدد طرق سلوک ہمہ از راہ محبت ومحبوبیت بوده اند اول راہ محبت مے پیمودند وآخر بمرتبہ محبوبیت فائز میشدند و آنچہ لوازم محبت است از ذکر جہر و وجد و شوق وانکسار وتضرع و صبر وتوکل ورضا

جوئی اُو و مراقبہ صفات خصوصاً احاطہ ومعیت واستغراق درتوحید وجودی وفعلی و خود را کاملیت فی ید الغسال داشتن و صفات خود را و غیر خود را مستہلک در صفات اُو دیدن بلکہ ذات خود را در ذات او مندمج ساختن وحسن وجمال اورا در ہر مظہر مشاہدہ نمودن دران کوشش بلیغ مینمودند تا آنکہ بانوار وتجلیات درابتداء سلوک و فنا وبقا در انتہاے آن فائز میگشتند دوم اتحادے زدند کہ انا من اہوی ومن اہوی انا تا آنکہ حضرت خضر علیہ السلام بحضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کہ ارہاص طریقہ مجددیہ بودند تعلیم ذکر خفی نمودند باز در عہد حضرت خواجہ نقشبند این معنی برگ و بارپیدا کرد لیکن در عہد حضرت خواجہ عبیداللہ احرار علوم توحید با این نسبت ممتزج شدند وغلبہ پیدا کردند تا آنکہ حضرت مجدد قدس اللہ سرہ آن ہمہ را در بطون بطون رسانیدند و از چاک سینہ خود سراغے بمجبوب پیدا کردند مالا عنایت ساری موقوف شد وشوق و اشتیاق و وجد و مناجات وتضرع یک طرف ماند ہر چہ است در قلب وروح و سر وخفی واخفی وعناصر وبدن است تاآنکہ انوار وتجلیات از باطن خود در باطن خودمے افتد ورفتہ رفتہ بمقام خلت میکشد معنے محبت عاشقی است و معنے محبوبیت معشوقی است ومعنی خلت یارانہ است اینجا صحبت یارانہ است و سابق عاشقی و معشوقی بود درینجا راز ونیاز از جانبین است و سرگوشیہا از طرفین واقع میشود و در عاشقی نعرہ وبیتابی و سر بر در و دیوار شکستن و در معشوقی ناز و دلال وفخر ومباہات بودہ است انیست طریق خلت بطریق اجمال واگر تفصیل آن کسے خواہد با اتباع مجددیہ چند سال نشست و

برخاست نماید در وجدان خود نظر کند که چہ رنگ پیدا میشود ورائے طرق سابقین و از بسکہ الوجدان لایکون دلیلا علی الغیر اگر غیر منکر شود باکے ندارد

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند که برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
قاصری گرکند این طائفہ راطعن قصور حاش للہ کہ برآرم بزباں این گلہ را
ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند روبہ از حیلہ چساں بگسلداین سلسلہ را

وجہ سوم آنکہ خلت حالتے است ممتزج از محبت ومحبوبیت من الجانبین پس نسبت اوبامقام محبت ومحبوبیت نسبت مرکب وبسیط است والبسیط مقدم علی المرکب طبعاً فقدم وضعا اول درین امت محبت صرفہ ومحبوبیت صرفہ راسخ شد بایں طریق کہ در اوائل سلوک محبت باشد ودرآخر آن محبوبیت کمافی السالک المجذوب یا بالعکس کما فی المجذوب السالک وچون دورۂ بسائط تمام شد دورۂ مرکب شروع شد

چون فراغت ز مفردات آمد وقت مشقِ مرکبات آمد

وعجب آنست کہ ہرچند این طریقہ مجددیہ در رواج وشیوع فیضان فیوضِ الٰہی درضمن آن بر امت مصطفویہ متاخر است از طرق دیگر لیکن مبدء آن مقدم است برمبادی طرق دیگر زیرا کہ این طریقہ منسوب است بحضرت صدیق اکبر و او اولِ خلفاء است اول من اسلم من الرجال البالغین است ونیز در حق او استحقاق خلت منصوص است چنانکہ ارشاد پیغمبر است لو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا الی آخر الحدیث واگر کسے

بخاطر فتور کند کہ درین صورت لازم می آید کہ عوام اتباع مجددیہ افضل باشند از اولیاء سابقین سبحانك هذا بهتان عظيم گویم جوابش بسہ وجہ است اول آنکہ این وقتے لازم آید کہ طریق خلت را افضل از جمیع طرق انگاریم حالانکہ چنین نیست بلکہ محبوبیت افضل است از مقام خلت بدلیل لأوثرن حبیبی علے خلیلی دوم آنکہ افضلیت بعلو مرتبہ است در ہر مقام کہ باشد خواہ خلت خواہ محبت خواہ محبوبیت مثالش آنکہ بادشاہان و امرا را یاران و مصاحبین میباشند کہ مدام در حضور حاضر باشند و راز و نیاز بآنہا درمیان و امراء و صوبہ داران عمدہ و رسالہ داران و داردمہ ہائے کارخانہ جات و متصدیان دفاتر میباشند و مرتبہ اینہمہ اشخاص بسیار بلند از مرتبہ یاران و مصاحبان میباشند گو دوامِ حضور و صحبت دائمی مخصوص بیاران و مصاحبان مجلس است بلکہ باخواص و خدمتگاران سوم آنکہ منتہیان ہرطریقہ را این معنی یعنی دوام حضور و قرب دائمی حاصل است پس نسبت این قرب دائمی نیز از منتہیان طریق دیگر نمیتواند شد آرے مبتدیان این طریقہ را بایں وجہ ترجیح و تفضیل میتواند بود کہ در مجاہدات و ریاضات و کشف و کرامات و ظہور خوارق عادات مبتدیان طرق دیگر ارجح باشند ولہذا گویندہ گفتہ است

اول ما آخر ہر منتہی است ز آخر ما جیبِ تمنا تہی است

حاصل آنکہ فضل جزئی را بجای کلی گرفتن و ملاحظہ وجوہ فضلش نکردن کار قاصر فہمان است قولہ پس متوسطے از افراد امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را

باید کہ از راہ دیگر مناسبت بمحیط داشتہ باشد تا او اکتساب کمالات آن مرتبہ نماید و بحقیقت آن مرتبہ متحقق گردد این الفاظ ناشی از کدام عالم ست منجر بتشویش میشود گویم ہیچ جائے تشویش نیست زیرا کہ مراد از راہ دیگر محبت و محبوبیت است و ازین ہردو راہ مناسبت بمحیط دائرہ خلت میتواند شد لما سبق ان الخلۃ ماھیۃ ممتزجۃ من المحبۃ والمحبوبیۃ وبحصول احد الجزئین من شئے یحصل مناسبتہ مع ذلک الشئ و ھذا الامر کالبدیھی ظاھرا معترض از راہ دیگر راہ ورائے اتباع پیغمبر علیہ السلام فہمیدہ و بہ تشویش افتادہ حال آنکہ خود در کلام سابق اقرار نمودہ کہ جناب پیغمبر ما را صلے اللہ علیہ وسلم جمیع راہ ہا کشادہ بودند ہیچ راہے از حیطہ جمعیت ایشان بیرون نماندہ باز این توہم چہ معنی دارد و ہرچند ازین عبارت بطریق صراحت مستفاد نمی شود کہ مراد ازین فرد ذات شریف خود را مراد داشتہ باشند لیکن واقع چنین است و ہرکہ از احوال حضرت ایشان آگاہ است میداند کہ جمیع این قیود در ذات حضرت ایشان متحقق بود زیرا کہ ایشانرا قبل از آنکہ این طریقہ عنایت شود از والد بزرگوار خود حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ طریقہ قادریہ را کہ بناء آن بر محبوبیت است باستیفاء کسب فرمودہ بودند و حضرت شیخ عبدالاحد از شاہ کمال کنتلی و ایشان از سید فضیل و ھلم جرا الی آخر السلسلۃ وعجب تر آنکہ حضرت ایشانرا بعد از آنکہ این طریقہ عنایت شد و سالہائے تسلیک طالبان درین طریقہ فرمودند باز حضرت شیخ سکندر نبیرہ حضرت کمال کنتلی قدس اللہ سرہما بامر و اجازت از

صاحب طریقہ محبوبیت خرقہ را آوردہ در سرہند بحضرت ایشان پوشانیدند پس از
راہ مقام خلت بمقام محبوبیت رسیدند چنانچہ سابق از راہ محبوبیت بمقام خلت
رسیدہ بودند و این قسم نیرنگیہا از عجائب معاملات خداست با بندگان برگزیدہ خود
چنانچہ حضرت پیغمبر ما را صلے اللہ علیہ وسلم در ابتداء بوضع حجراسود و شرکت در
بناے کعبہ مقام ابراہیمی حاصل شدہ بعد ازان در مدینہ منورہ بسبب اشتغال
بجہاد و مقابلہ با یہود و نصاریٰ مقام موسوی و عیسوی حاصل شد بلکہ از شب
معراج وقوع اسرا بسوے بیت المقدس آغاز این معنی شدہ بود تا غزوہ تبوک کہ
اول غزوات شام است این معنی تضاعف و تزاید پذیرفت تا آنکہ در حجۃ
الوداع باز بکمال ابراہیمی مشرف شدند و مقام ابراہیمی دران روز جلوہ عظیم نمود
و النہایۃ ھی الرجوع الی البدایۃ متحقق گشت ۔ قولہ و در بعضے جا حضرت
مجدد نوشتہ اند آن فرد خضر باشد یا الیاس درینجا خود را صریح مراد داشتہ اند گوئیم
درین کلام تناقض نیست زیراکہ در مکشوفات اکثر شے مبھم القا میشود باز تعین
آن مبھم میفرمایند و در وقتیکہ شے مبھم القا میشود عقل را در تعیین ما صدق
آن مبھم جولانی رو میدہد چنانچہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این قسم ابہام
و تعیین واقع شدہ در صحیحین موجود است انی رایت دارھجر تکم ما بین
نخل و ماء فذھب وھمی انھا الیمامۃ او ھجر فاذاھی المدینۃ یثرب
ہمچنین است حال حضرت مجدد درین کشف اول ایشانرا بطریق ابہام معلوم
شد کہ فرد متوسط چنین و چنان می باید چون دیدند کہ اساس این طریقہ حضرت

خضر نہادہ اند خیال بایں طرف رفت باز ملاحظہ نمودند کہ حضرت خضر با مردم اختلاط بسیار دارند وطریقہ خلت را خلوت وانزوا لازم است خیال بطرف حضرت الیاس رفت واین ہمہ بنا بر این بود کہ متوسط در حصول کمالے برائے پیغمبر عالی قدر جز پیغمبر نمیتواند شد و در افراد این امت غیر ازین دو بزرگ پیغمبرے نیست آخر معلوم فرمودند کہ این متوسط را پیغمبر بودن ضرور نیست بلکہ کمال متابعت پیغمبر خود کافی است درین امر و نیز مقصود انزوا و خلوت در انجمن است کہ بناء طریقہ حضرت خواجگان بر آنست نہ خلوت جسمانی و بہر حال بالیقین معلوم شد کہ آن متوسط ذات شریف ایشان است تحدیثا بنعمۃ اللہ کہ بآن ہر کس ماموراست اما بنعمة ربك فحدث واشگاف بآن معنی اظہار نمودند این قسم اختلافات را تناقض فہمیدن کارکے است کہ بامکشوفات این مردم آشنا نیست و الا از کلام شیخ اکبر در جایہاے بسیار مستفاد میشود کہ خاتم الاولیاء این امت حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ است و در جاہای بسیار خود را خاتم الاولیا قرار دادہ اند

چو بشنوی سخن اہلِ دل مگو کہ خطاست سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است

قولہ منم کہ این کمالات را برسول خدا کسب کنانیدم اقوال ازین عبارت صریح خیانت در نقل و تحریف واقع شدہ زیرا کہ متبادر از کسب کنانیدن آن است کہ ین فرد بجائے شیخ و مرشد باشد و رسول خدا حاشا من ذلک بجائے طالب و تلمیذ باشند و ہرگز مفاد کلام حضرت ایشان این معنی نیست حق عبارت آن بود

که منم این کمالات را کسب کرده منسوب بجناب رسول خداساختہ ام و د
کمالات بانہایت آنجناب بطریق نیاز گزرانیدہ ام و در جریدہ اعمال آنجناب
نویسانیدہ ام ۔ اگر بزبان طالب علمانہ این معنی را ارادہ کردہ شود باید گفت کہ
ہرگاہ کہ گفتہ شود کہ این صفت فلانے را بواسطہ فلان چیز حاصل شد دو معنی
بہم میرسد اول آنکہ واسطۂ واسطہ فی الثبوت باشد یعنی آن صفت اولاً
واسطہ را حاصل شدہ ازان بطریق سببیت مثل آں چیز بذی الواسطہ حاصل شد
کحرارة الماء بواسطة النار فان هناك حرارتین احدهما قائمة
بالنار والاخری قائمه بالماء ناشیة عن حرارة النار و این معنی ہرگز
مراد حضرت ایشان نیست دوم آنکہ واسطہ ء واسطہ فی العروض باشد یعنی
صفت واحدہ قائم شود بواسطہ حقیقۃً و ہمان صفتہ واحدہ قائمہ بالواسطہ منسوب
گردد بذی واسطہ مثل حرکة جالس السفینة بواسطة السفینة فان
هناك حرکة واحدة قائمة بالسفینة لا بالجالس نعم ینسب هذه
الحرکة اے جالس السفینة بالعرض والمجاز و مراد حضرت ایشان
ہمین معنی است یعنی کسب این کمالات من کردم و آن کمالات بمن قائم
شدہ منسوب بجناب رسول خدا گشتہ اند بحکم آنکہ اعمال امت در جریدہ اعمال
پیغمبر محسوب میشود و آنحضرت فی نفسہ مستغنی اند از کسب این کمالات لحصول
کمال ارفع منه و این معنی ہیچ قباحت ندارد و نیز این را بدلائل بسیار ثابت
کردہ میدہم بعون اللہ و توفیقہ ازانجملہ قصہ مفاتیح کنوز ارض و تصرف تام زمین از

مشرق تا مغرب از دست تابعان آنحضرت بآنحضرت منسوب گشت و بعداز صدہا سال بلکہ زیادہ بر ہزار سال زویت لی الارض مشارقھا و مغاربھا متحقق شد و ازانجملہ آنکہ فتح فارس و روم و ہلاک کسری و قیصر از دست شیخین رضی اللہ عنہا واقع شد و بعداز چند سال از وفات آنحضرت بآنجناب منسوب گشت و ازانجملہ آنکہ درحدیث صحیح وارد است کہ آنحضرت حضرت علی را فرمودند کہ یاعلی انك تقاتل علے تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ واین معنی بعد از سی سال از دست حضرت علی مرتضیٰ بوقوع آمد و در جریدہ اعمال آنحضرت محسوب گشت اینجا نمیتوان گفت کہ قتال علے تاویل القرآن کمالی بود عمدہ وآنحضرت را حاصل نشدہ مگر بواسطہ مرتضیٰ زیراکہ کمال آنجناب کہ قتال علی تنزیل القرآن بود ارفع و اکمل است از قتال علی تاویل القرآن لیکن چون این قتال یعنے تاویل القرآن آنحضرت را بیواسطہ متوسطے از افراد امت ممکن نبود ناچار متوسطے را بر روے کار آوردند کہ بواسطہ او این قتال منسوب بآنجناب گردد وجہ عدم امکان آنست کہ درعہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتال علے تاویل القرآن متصور نیست زیراکہ ہر تاویل راکہ آنحضرت بزبان خود فرمایند آن تاویل تنزیل میگردد پس قتال برآن قتال برتنزیل میشود نہ بر تاویل ومنکرآن تاویل کافرمیشود گویا کہ منکرنص صریح قرآن شد پس لابد متوسطے باید ذوجہتین من جہۃ خلیفہ ومجتہد باشد تا انکار تاویل اوکفر نگردد و بانکا تنزیل منجر نشود ومن جہۃ متحد الحکم برپیغمبر کہ خلیفہ حکم مستخلف دارد چون انکا

حکم او بالعرض انکار حکم پیغمبر است آن کارش منسوب بآنحضرت میشود و در جریده اعمال آنحضرت این کمال هم ثبت گردد کذا ہذا بعینہ قولہ آن راہ از کجا آوردند اقول مراد از عالم دیگر عالم امتزاج محبت و محبوبیت است کہ تعبیر ازان بمقام خلت کردہ میشود و این را از نزد خدا آوردند چنانچہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ قتال علے تاویل القرآن را از خدا آوردند و آن قتال از عالم دیگر است از قبیل جہاد کفار ہم نیست و از قبیل قتل مسلمین ہم نیست ہیئت ممتزجہ دارد این معنی ایشانرا بحکم خلافت نبوۃ و متابعت آنجناب حاصل شدہ چنانچہ حضرت ایشانرا نیز بسبب کمال متابعت آنجناب روزی شدہ و عجب است از کسانیکہ بر حضرت ایشان طعن میکنند باین حیلہ کہ حضرت ایشان دَمِ استقلال میزنند و برزخ را از میان برمیدارند و نمی شنوند و نمے بینند کہ کلام حضرت ایشان در مکتوبات وغیرہ آن مشحون و مملو است از تحریص بر کمال متابعت پیغمبر و جابجا براے خود و تابعان خود ہمین معنی را از خدا طلب دارند و جابجا میفرمایند کہ بناء طریق ما بر کمال متابعت سنت است و اجتناب از بدعت وهل هذا الا ظلم عظيم ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة قولہ برزخ محمد رسول اللہ از میان بر نمی خیزد و مراتب ولایت خلیلے تمام بواسطہ باشد از ولایت موسوی حاصل شدن معنی ندارد اقول فی الحال گزشت کہ ولایت خلیلی آنحضرت را حاصل بودند دران نفرمودہ بودند بسبب شغل بمہم تر ازان حضرت ایشان را محض بکمال متابعت

آنحضرت حاصل شد از پیشگاہ جناب الہی و منسوب بآن حضرت گردید چنانچہ تصنیف مثنوی شریف کہ پر از جواہر گوناں گوں علم سلوك و علم معرفت است از حضور خداوندی بمولانا جلال الدین رومی قدس اللہ سرہ محض بکمال متابعت پیغمبر خود عنایت شد و منسوب بحضرت رسالت گشت بے آنکہ تصنیف مثنوی آنحضرت ممکن باشد لقولہ تعالیٰ وما علمنا ہ الشعر وماینبغی لہ ارتفاع برزخ را فہمیدن از قبیل اوہام شیطانی است معاذ اللہ من ذلک وحل شبہ بالکلیہ آنکہ معانی و مضامین مثنوی ہمہ ماخوذ از مشکوۃ نبوۃ است وکسوت شعر پوشانیدن مخصوص بمولانا جلال الدین رومی است چنانچہ اجزاے مقام خلت یعنی محبت و محبوبیت ہمہ ماخوذ از جناب ختمی است وتصرف در ہیئت ممتزجہ در اختصاص کافی است چنانچہ واضع سکنجبین اگر دعوی اختصاص سکنجبین بخود کند سزا وار است کہ سرکہ و شہد از دیگرے باشد و خواص سرکہ و شہد را از دیگر آموختہ باشد کذا ہذا قولہ و دعاے اللھم صل علے محمد کما صلیت علے ابراھیم بعد از ہزار سال مقرون باجابت گشت و مبذول مستجاب شد اقول و درین ہیچ استبعاد نیست لقولہ تعالیٰ یدبر الامر من السماء الے الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون ازین آیہ صریح معلوم میشود کہ بعضے کارہاے خدا بامتزاج فیض سماوی وارضی صعوداً و ہبوطاً در مدت ہزار سال تمام میشود فلیکن من جملتھا ھذا الدعاء وایضاً بعضے مواعید آلہی دربارہ پیغمبر و امت پیغمبر در زمان حضرت امام مہدی

بوقوع خواہد آمد اگر دعاے این مطالب کردہ شود قبول آنرا قطعا زیادہ تر بر ہزار سال خواہد گزشت و در تفاسیر و روایات صحیحہ آمدہ است کہ حضرت آدم در حق خود و ذریت خود دعاے بسیار نمودہ بودند و بعضے ازان دعاہا در عہد حضرت سلیمان علیہ السلام مستجاب شد و ایضاً دعاے حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہم السلام **ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك** الی **قوله ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم آیاتك ویعلمهم الکتاب والحکمة ویز کیهم** بعد ہزاران سال مقرون باجابت شد و ہمچنین وعدہ **و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون** بعد ہزاران سال مقرون باجابت شد۔ **قولہ** درین مدت ہزاران اولیاء و خلفاء راشدین بودند از ہیچ یکے این کارنشد تعجب است **اقول** محل تعجب کلام بیہودہ این شخص است نمی فہمد کہ ارادہ الہی مخصص بعضے حوادث ببعض اوقات و ببعض امکنہ و ببعض اشخاص است سوال لِم دراں جاری نیست وچون وچرا را دران گنجایش نیست نمیتوان گفت کہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی چرا مخصوص بارشاد اہلِ ہند شدند تا آنکہ شہرہ آفاق است کہ ایشانرا ولی الہند می گویند و قبل ازیشان از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریب شش صد سال گزشتہ بود و درین مدت ہزاران ہزار اولیاء و خلفاء راشدین بودند از ہیچ یک ایں کار نشد تعجب است و فتح ظاہری ملک ہندوستان بر دست سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہ مخصوص شد حالانکہ قبل

ازو مدت سہ صد سال تقریبا گزشتہ بودو دران مدت سلاطین عظام و خلفاے ذوی الاحترام بودند از ہیچ یک ایں کار نشد جائے تعجب است قولہ و آثار آن اکتساب کہ برسول خدا نسبت میکند کجا است خیلے تعجب است گوئیم معنی نسبت کردن برسول خدا سابق گزشت این شخص واسطہ فے العروض در لحوق صفتے از صفات اضافیہ بجناب حضرت رسالت پناہ متوسط واقع میشود وامت ایشانرا ازان کمال مکسوب خود بہرہ ور میسازد آثار آن جز تہذیب باطن کہ عبارت از لطائف ست بحصول ملکہ یادداشت وحضور دائمی ونسبت بیرنگی درجمع کثیراز امت مصطفویہ امرے دیگر نیست وبحمدللہ این معنی کالشمس فی رابعۃ النہار متحقق است واگر تعین مکان این جماعت کثیر کہ سوال کجا ازان بود میتوان گفت کہ بخارا وسمرقند وبلخ و بدخشان و قندہار وکابل و غزنی تاشکند و یارکند وشہر سبز وحصار شادمان کہ مسکن اہل اسلام است بے مشارکت ہنود و نصارے وروافض موجوداست غیرازین طریقہ طریقہ دیگر دران دیار رائج نیست الا شذوذا و ندورا قولہ این فرد را براے حراست امت فرستاد دلیل انی این دعوی چیست گوئیم برظاہر است کہ از وجود ذات شریف حضرت ایشان شبہات ملاحدہ وروافض و غالیان توحید ومبتدعان طرائق و معتقدان شرک خفی و جلی بالکلیہ برطرف شد وتابعان ایشان بفضلہ تعالی دراتباع سنت سرگرم و در اجتناب ازبدعت پیش قدم پس بمنزلہ آن شد کہ شخصے بیاید و دعوی کند کہ مرا فلان حکیم نائب خود درین شہر ساختہ ومردم از معالجہ او منتفع شوند واُوہم طریق

دوا و علاج را بخوبی سر انجام دہد متیقن میگردد کہ این شخص صادق القول است کہ از عہدۂ خدمت خود بوجہ احسن برآمدہ و سرانجام مہمات این خدمت نمود و اگر سند فرمائے از دفتر حکیم مطلق مطلوب است آنہم موجود است جلال الدین سیوطی در جمع الجوامع حدیث آوردہ است یکون فی امتی رجل یقال لہ صلۃ یدخل بشفاعتہ الجنۃ کذا و کذا عن ابن سعد عن عبدالرحمن بن یزید بن جابر بلاغاً (طبقات کبریٰ لابن سعد جلد ہفتم :۱۳۴)انتہیٰ و شیخ بدرالدین در کتاب حضراۃ القدس آوردہ اند کہ این بشارت اشارت بوجود مسعود حضرت ایشان باشد چہ ایشان درمیان علما و صوفیہ صلہ بودند کہ اختلاف فریقین را در وحدۃ وجود بلفظی راجع داشتہ اند وخود نوشتہ اند کہ الحمدللہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین ومصلحاً بین الفئتین وحضرت ایشان از سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم مبشر شدہ اند کہ فردا چندین ہزار کس را بشفاعت تو بخشد منطوق حدیث و مضمون بشارت بر آن حضرت صادق مے آید و درین مدت ہزار سال دیگرے باین لقب نگزشتہ است و این استنباط مؤید بہ نقلیات و کشفیات است و در مکتوبات حضرت ایشان مسطور ست قولہ اگر شکر نعمت است کدام قبول خواہد کرد آہ طرفہ ماجرا است شکر نعمت را صاحب نعمت باید کہ قبول کند از قبول و ناقبول دیگران چہ میکشاید فقد قال اللہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنّکم پس دعا کہ قبول شکر در جناب الٰہی است بموجب وعدہ او تعالیٰ حاصل است ازقبول کسان دیگر

کارے نیست

اِذَا رَضِیَتْ عَنِّیْ کِرَامُ عَشِیَّتِیْ فَلَا زَالَ غَضْبَانًا عَلَیَّ لِئَامُھَا

علاوہ آنکہ درین مدت دو صد سال صدہا اولیا ہزاران متقیان و صلحا از اتباع کرام حضرت ایشان بدل و جان شکر این نعمت عظمی را قبول کردند و بہزار بیان اعتراف بآن نمودند جعلنا اللہ من خیراتباعھم آمین رب العالمین

رسالہ در رفع اعتراضات بر بعض عبارات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
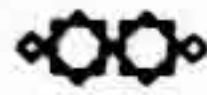
ترجمہ

علامہ بشارت علی مجددی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین

اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ چند چیزیں موردِ اشکال ہیں

اول: یہ ہے کہ مقام محبت مقام خلت سے ارفع ہے پس مقام محبت حاصل ہونے کے باوجود کیا مقام خلت حاصل کرنے کی ضرورت ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ معترض نے خود اقرار کیا ہے کہ شب معراج حضرت خاتمیت ﷺ کو مقام محبت عطا ہوا۔ چنانچہ معترض نے کہا ہے کہ یہ خبر بیہقی کی روایت سے ثابت ہے اور جامع صغیر سے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد معترض نے پھر خود نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے آپ کو خلیل فرمایا ہے اور کتب صحیحہ میں لکھا ہے:

ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراھیم خلیلا

یعنی "اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا"۔

معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو مقام محبت جو مقام خلت سے ارفع ہے حاصل تھا مگر اس کے باوجود مقام خلت کا حاصل کرنا بھی درکار تھا ورنہ مقام خلت کے حصول پر فخر نہ کرتے اور یہ ارشاد ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراھیم خلیلا نہ فرماتے ،خود معترض نے احادیثِ صحیحہ سے یہی سمجھا ہے کہ خاتمیت ، اولوالعزمی اور رسالت جیسے تمام کمالات آنحضرت ﷺ کو عطا ہوئے ہیں ، ظاہر ہے کہ ان کمالات میں بعض ارفع ہیں اور بعض غیر ارفع ہیں ۔ معلوم ہوا کہ اگر ارفع حاصل ہو جائے تو

پھر بھی غیر ارفع درکار ہوتا ہے۔ خصوصاً جب وہ غیر ارفع، حصولِ ارفع کیلئے واسطہ ہو اور وہ راہ میں واقع ہو تو اس صورت میں اس غیر ارفع کا حاصل ہونا موقوف علیہ ہے اس ارفع کے حصول کیلئے، اگر یہ دیکھا جائے کہ وہ غیر ارفع فی نفسہٖ کمال ہے تب بھی وہ مطلوب ہے اور اگر یہ دیکھا جائے کہ وہ غیر ارفع حصولِ ارفع کے لئے ذریعہ ہے تو پھر بھی مطلوب ہے مثلاً جسم کیلئے نامی ہونا کمال ہے اور حساس ہونا بھی ایک دوسرا کمال ہے جو اس سے بھی ارفع ہے اور نطق و عقل بھی ایک کمال ہے جو ان دونوں سے وراء ہے اور وہ دونوں کمال اس تیسرے کمال کیلئے واسطہ ہیں پس وہ دونوں کمال بذاتہما اور بغیر ھما دونوں وجہ سے مطلوب ہیں یونہی مقام خلت کی مقام محبت کے ساتھ نسبت سمجھنی چاہئے۔

دوم: یہ ہے کہ مقام خلت بھی آنحضرت ﷺ کو حاصل تھا۔ چنانچہ احادیث صحیحہ اس پر ناطق ہیں تو ہزار برس کے بعد اس کے حاصل ہونے کے کیا معنی ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ یقینا اور قطعی طور پر احادیث صحیحہ کی دلیل سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مقام خلت حاصل تھا اور یہ بھی دلیل ہے کہ وہ مقام محبت کی راہ میں واقع ہے اور مقام محبت کے لئے موقوف علیہ ہے اور موقوف علیہ کے بغیر موقوف کا حصول محال ہے لیکن مقام خلت میں تصرف فرمانا، طالبین کو بالاصالۃ اس مقام میں پہنچانا اور یہ مقام حاصل کرنے کا طریقہ مدون اور مفصل کرنا موعود تھا کہ وہ ہزار برس کے بعد حاصل ہونگے چنانچہ احادیث صحیحہ اور متواترہ سے ثابت ہے کہ خلافت تمام روئے زمین کی مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک آنحضرت ﷺ کو اعطیت مفاتیح کنوز الارض (مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں) کی دلیل سے اجمالاً حاصل تھی

دوسری روایت میں ہے:

وضعت مفاتیح کنوز الارض فی یدی یعنی زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں رکھی گئیں۔
صحیحین میں وارد ہے

زوّیت لی الارض مشارقھا ومغاربھا وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی منھا یعنی ''میرے لئے مشرق ومغرب کی زمین سمیٹ دی گئی ہے عنقریب وہ میری امت کی ملک ہوگی جو کچھ میرے لئے سمیٹ دیا گیا''۔
دوسری روایت میں ہے:

ان اللہ زوی لی الارض مشارقھا ومغاربھا واعطیت مفاتیح کنوز الارض یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کے سب مشرق ومغرب سمیٹ دیئے اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں''۔
صحاح کے علاوہ دوسری بعض کتابوں میں روایت ہے:

جآء نی جبریل بمفاتیح کنوز الارض علی فرس ابلق یعنی ''میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لے کر حضرت جبرائیل علیہ السلام ابلق گھوڑے پر آئے۔

حالانکہ یہ امر نہ آنحضرت ﷺ کے دور سعادت میں ظہور پذیر ہوا اور نہ ہی خلفائے راشدین کے عہد کرامت میں واقع ہوا بلکہ ہندوستان سلطان محمود غزنوی کے ہاتھوں فتح ہوا۔ ترکستان بعض دوسرے اہل اسلام کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ روم مکمل طور پر عثمان ترکمانی اور اس کی اولاد کے ہاتھوں فتح ہوا۔ اب تک ملک حبشہ اور ملک وسیع چین اور خطا آنحضرت ﷺ کے قلمرو سے خارج ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے عہد میں یہ ملک بھی آجائیں گے۔ خلافت الارض جو حضرت ابوالبشر علیہ السلام کی میراث ہے ایک عمدہ کمال ہے۔ اُس وقت

آنحضرت ﷺ کی امت کے بعض افراد جو حضرت امام مہدی و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے معاون ہونگے کی وساطت سے یہ کمال حاصل ہوگا چنانچہ جامع صغیر میں اس معنی کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے۔

خیر امتی عصابتان عصابة تغزوا الهند وعصابة مع عیسی ابن مریم یعنی میری امت میں زیادہ بہتر دو گروہ ہیں۔ایک وہ گروہ ہے جو ہند میں جہاد کرے گا۔دوسرا گروہ وہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہے گا۔

اب آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ کو سب کمالات حاصل تھے اور بعض کمالات میں تصرف امت کے بعض افراد کے ذریعے واقع ہوا۔ یونہی آنحضرت ﷺ کو اولین و آخرین کے علوم حاصل تھے۔صحاح ستہ میں وارد ہے:

اوتیت علم الاولین والاخرین......یعنی مجھے اولین و آخرین کا علم دیا گیا

لیکن علم کلام میں تصرف مثلاً حضرات شیخ ابوالحسن اشعری، شیخ ابو منصور ماتریدی، استاد ابو اسحاق اسفراینی، امام غزالی اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہم جیسے بعض دیگر علماء کی وساطت سے آنحضرت ﷺ کو حاصل ہوا۔

ایسا ہی علم فقہ و تفصیلِ احکام شرعیہ میں تصرف کتاب الطہارت سے کتاب السلم کتاب الشفعہ و فرائض اور وصایا تک حضرت امام اعظم اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے وسیلے سے آنحضرت ﷺ کو حاصل ہوا۔ایسے ہی آداب طریقت، جہری و خفی ذکر اور مراقبہ کا طریقہ کے اشغال و اوراد مقرر کرنے میں تصرف آنحضرت ﷺ کو حضرت سید عبدالقادر جیلانی ،حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اور حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہم جیسے حضرات کے توسط سے حاصل ہوا۔

قولہ: آنجناب کے کمالات مختصہ جو علم میں تھے سب عطا کئے۔اس میں ظاہری طور پر

بحث ہے۔ اس لئے کہ اگر عطاء تقدیری مراد ہے تو مسلم ہے لیکن ان اللہ اتخذنی خلیلا میں بھی عطا تقدیری مراد ہوگی اور اگر عطاء وقوعی مراد ہے تو منع ظاہر ہے کہ یہ مقام تحقیق ہے کیونکہ مقام محمود اور مقام وسیلہ ابھی حاصل نہیں ہوئے اور امت پانچوں وقت اذان سننے کے بعد یہ دعا کرنے پر مامور کی گئی ہے

اٰت محمدا ن الوسیلة والفضیلة وابعثه مقاما محمودا ن الذی وعدته انك لا تخلف المیعاد یعنی اے پروردگار حضرت محمد ﷺ کو مقام وسیلہ وفضیلت عطا فرما اور آنحضرت ﷺ کو روز قیامت مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے بلاشبہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ایسے ہی ہر نماز میں یہ دعا اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انك حمید مجید کرنے پر مامور ہے۔

قولہ: طبیعت کے خلافِ مقتضیٰ ہونا کہاں سے ثابت ہوا، اس پر دلیل لانا چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ طبیعت سے مراد طبیعت عنصری نہیں ہے بلکہ طبیعت سے مراد طبیعت کمالیہ ہے اور آنحضرت ﷺ کا کمال اس امر کا مقتضی ہوا کہ تہذیبِ ظاہر اعمال جوارح، قلب، نفس اور عقل کی تہذیب اعمال باطن سے فرمائیں، اس کے علاوہ اور کمالات میں تصرف کرنا کاملین امت کے سپرد فرمادیا۔ کیونکہ اہم مقاصد اور سب کمالات کا موقوف علیہ انہیں کمالات کو جانتے تھے۔ یہ معنی سیرتِ مصطفویہ ﷺ یعنی شغل جہاد، ارکانِ اسلام کی تعلیم، سلوک کے قواعد اجمالیہ، ذکرِ لسانی پر مداومت، دعاؤں اور اذکار و مناجات کی کثرت، محبت وکدورت سے احوالِ قلب کا فقدان، احوالِ مدرکہ (یعنی بیداری، غفلت اور توجہ (اس قوتِ دراکہ کے ضمن میں ہر تعبیر وتجدد خواہ انفسی ہو یا آفاقی) بجانب مبدء، الحب للہ کے تحت ماسوا کے لئے

ایثار، اللہ تعالیٰ کی محبت میں جان و مال اور اہل و اولاد کا فدا کرنا اور اس جیسے اعمال بجالانا، کے واقفین پر آفتاب سے زیادہ روشن اور فرداً سے زیادہ آشکارا ہے۔

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا کی تفسیر میں احادیث مروی و مذکور ہیں اور مقررہ قاعدہ ہے کہ شغل مالوف بھی طبیعت کا مقتضیٰ ہو جاتا ہے، اس لئے کہ عادت طبیعت ثانیہ ہے اور اس کا خلافِ مقتضیٰ، طبیعت کے خلاف نہیں ہے۔ یہ اس مطلب کی دلیل انّی ہے لیکن دلیل نقلی صحاح کی احادیث میں موجود ہے کہ

آنحضرت ﷺ اپنی مسجد میں تشریف لے گئے اور وہاں دو مجلسوں میں لوگ بیٹھے تھے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''دونوں اچھے شغل میں ہیں۔ ان میں ایک جماعت دوسری جماعت سے افضل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں، اگر وہ چاہے تو انہیں عطا فرمادے اور اگر نہ چاہے تو کچھ بھی نہ دے لیکن وہ لوگ جو جاہلوں کو فقہ یا علم کی تعلیم دیتے ہیں پس وہ افضل ہیں اور میں تو معلم بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں'' پھر آنحضرت ﷺ انہیں لوگوں کی مجلس میں رونق افروز ہوئے۔

نہایت صریح دلیل اس امر میں یہ ہے کہ حق تعالیٰ مقام عتاب[1] میں فرماتا ہے:

واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغدة والعشى يريدون وجهه [2]

اور روک رکھئے (اے محبوب ﷺ) اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ، جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام طلب گار ہیں اس کی رضا کے۔

اگر یہ امر آنحضرت ﷺ کی طبیعت کے خلافِ مقتضیٰ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ صبر کا حکم کیوں فرماتا ایسے ہی یہ آیت ہے:

---

[1] عتاب کی نفیس بحث سعادت العباد شرح مبدأ و معاد جلد ثانی ص: ۳۴۵ میں ملاحظہ فرمائیں

[2] الکہف ۱۸:۲۸

ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ [۱]

اور نہ دور ہٹایئے انہیں جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام طلب گار ہیں اس کی رضا کے۔

اس مقدمہ پر دلیل لمّی یہ ہے کہ ان امور کی تعلیم (یعنی تہذیب ظاہر کی) اور جو کچھ ظاہر کے حکم میں ہے (مثلاً عقل، قلب اور نفس کی تہذیب) جمیع کمالات کے لئے موقوف علیہ ہے تمام کارخانۂ ولایت کی یہی بنیاد ہے اگر ان امور کی جانب آنحضرت ﷺ توجہ نہ فرماتے اور نہایت کوشش سے اس میں تصرف نہ فرماتے تو یہ بنیاد ناقص رہتی اور امت کا کوئی شخص اس تعلیم میں آنحضرت ﷺ کا قائمقام نہیں ہوسکتا اس لئے کہ یہ امور صاحبِ شریعت کی نصوص کے بغیر دریافت نہیں ہوسکتے اور کشف وعرفان ان مطالب تک نہیں پہنچ سکتا۔ بخلاف دیگر کمالات کے کہ وہ کشف وفراست سے بھی دریافت ہوسکتے ہیں اور دریافت ہوئے ہیں لیکن کشف ومعرفت اور وہ امور جو ظاہر کے حکم میں ہیں، تہذیب ظاہر پر موقوف ہیں پس تہذیب ظاہر وما فی حکمہ کی تعلیم سے مراد تفاصیل مکشوفات کی تعلیم ہے اگر آپ یہ کہیں کہ اس کلام اور ان آیات و احادیث بلکہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کے تتبع سے جس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے طریق خلت کے سلوک میں تصرف نہ فرمایا یونہی اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جمیع ولایت میں تصرف نہ فرمایا جیسا کہ مقدمات میں مذکور ہوا تو اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ فی الواقع جیسا شغل اور تصرف آنحضرت ﷺ کا تہذیب ظاہر وما فی حکم الظاھر میں تھا ویسا تہذیبِ باطن اور کشف باطن میں نہ تھا۔

جیسا کہ سیر کے تتبع سے ہویدا ہے لیکن مقام خلت اور دیگر ولایات میں تین وجوہات سے بدیہی فرق ہے۔

---

[۱] الانعام ۶:۵۲

وجہِ اول

یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دیگر مقامات کی نشان دہی فرمائی ہے اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ بھی بیان فرمایا ہے کبھی صراحۃً بیان فرمایا ہے اور کبھی کنایۃً مثلاً یحبھم ویحبونہ ---ورجل یحب اللہ ورسولہ ویحب اللہ ورسولہ ---رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ---لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبایعونك تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم ---ان اللہ امرنی بحب اربعۃ من اصحابی واخبرنی انہ یحبھم وغیرہا آیات واحادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ بعض اشغال و افعال اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت ہیں یعنی بندے کا اللہ تعالیٰ کا محب ہونا اور بعض کا اللہ کی محبوبیت تک واصل ہونا ہے بخلاف مقام خلت کے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے حاصل کرنے کا طریقہ ارشاد فرمایا ہے اور اس کے حاصل ہونے کی علامات بھی بیان فرمائی ہے۔

وجہِ دوم

یہ ہے کہ دیگر ولایات آنحضرت ﷺ کے زمان سعادت نشان کے بعد جلد رائج اور متداول ہوگئیں۔ چنانچہ صحابہ وتابعین اور تبع تابعین سے لے کر حضرت جنید کے زمانہ اور آپ (حضرت مجدد) کے اقران تک پھر پیشوایان قادریہ وچشتیہ کے زمانہ تک کافی متداول ہوگئیں اور ان کے حاصل کرنے کے طریقے بھی مدون، مبوب اور مفصل مرتب ہو گئے، بخلاف مقام خلت کے کہ ان طویل زمانوں تک بالکل کسی نے اس کا ذکر نہ کیا اور نہ کسی نے اس کے حاصل کرنے کا طریقہ بیان کیا۔ یہاں تک کہ ہزار برس گزر گئے اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ پردۂ اخفا میں رہا۔ حق تعالیٰ نے اس امر کے لئے حضرت مجدد کو پیدا کیا اور ان کو اس مقام جو جوہرِ نبوی ﷺ میں ودیعت و پوشید

تھا، کے ظہور کا منشا بنا دیا۔ ہزار ہا سالکین کو آپ کے طفیل اس طریقہ کا سلوک میسر ہوا۔
الحمد للہ علیٰ ذالک

اب میں اس طریقہ کا بیان اس انداز سے کرتا ہوں کہ اس طریقہ کا اختصاص متابعتِ مجددیہ کی بدولت آفتاب نیم روز کی مانند عیاں ہو جائے؟ گوشِ ہوش سے سنئے !۔ حضرت مجدد سے پہلے سلوک کے سب طریقے محبت و محبوبیت کے ذریعہ سے حاصل کئے جاتے تھے۔ اول محبت کی راہ سے طے کرتے تھے اور آخر میں مرتبہ محبوبیت پر فائز المرام۔ اور وہ جو لوازم محبت ہیں مثلاً ذکر جہر، وجد، شوق، انکسار، تضرع، صبر، توکل، رضا جوئی اور مراقبہ صفات خصوصاً احاطہ، معیت توحید وجودی اور توحید فعلی میں استغراق، اپنے آپ کو کالمیت فی ید الغسال رکھنا، اپنی صفات اور غیر کی صفات کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں فنا سمجھنا بلکہ اپنی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات میں محو کرنا اور اس کا حسن و جمال ہر مظہر میں مشاہدہ کرنا ان امور میں زیادہ کوشش کرتے تھے حتی کہ ابتداء سلوک میں انوار و تجلیات سے فیض یاب ہوتے اور انتہاء سلوک میں فنا اور بقا کے درجہ پر فائز ہو جاتے تھے دوم اتحاد کا دم بھرتے تھے۔ انا من اھوی ومن اھوی انا (یعنی میں وہی ہوں جسے میں چاہتا ہوں اور جس کو میں چاہتا ہوں وہ میں ہوں)

یہی طریقہ جاری رہا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ جو اصول طریقہ مجددیہ کے معدنِ خیر ہوئے ہیں کو ذکر خفی کی تعلیم دی اور پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں ذکر خفی نے برگ و بار پیدا کئے۔ لیکن حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں علوم توحید اس طریقہ میں شامل ہو گئے اور پھر سے علوم توحید کو غلبہ ہو گیا، تا آنکہ حضرت مجدد قدس اللہ سرہ نے ان سب کو بطونِ بطون میں پہنچا دیا اس کو خوب شائع فرمایا اور اپنے چاک سینہ سے محبوب کا سراغ ظاہر کیا۔ جو

بے پناہ عنایات کے ساتھ جاری و ساری ہوا اور شوق و اشتیاق، وجد و مناجات اور تضرع ایک طرف ہوئے۔ جو کچھ ہے قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ، عناصر اور بدن میں ہے حتی کہ انوار و تجلیات خود اپنے باطن سے اپنے باطن میں پڑتے ہیں اور رفتہ رفتہ مقام خلت تک لے جاتا ہے محبت کا معنی عاشقی ہے اور محبوبیت کا معنی معشوقی ہے اور خلت کا معنی یارانہ ہے تو مقام خلت میں صحبتِ یارانہ ہوتی ہے اور سابق میں عاشقی اور معشوقی تھی۔ مقام خلت میں جانبین میں راز و نیاز ہوتا ہے اور طرفین میں سرگوشیاں ہوتی ہیں عاشقی میں نعرہ، بے تابی اور در و دیوار میں سر مارنا جبکہ معشوقی میں ناز و ادا اور فخر و مباہات ہوتا ہے یہ ہے طریقۂ خلت کا اجمالی بیان اگر کوئی اس کی تفصیل چاہے تو وہ متبعینِ طریقہ مجددیہ کے ساتھ چند سال نشست و برخواست رکھے اور اپنے وجدان کی جانب نظر کرے کہ طرقِ سابقین کے علاوہ کیسا رنگ ظاہر ہوتا ہے اگرچہ وجدان دوسروں کے لئے دلیل نہیں ہے اگر کوئی منکر نہ ہو، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند — کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن قصور — حاشا للہ کہ بر آرم بزبان ایں گلہ را

ہمہ شیران ہاں بستۂ ایں سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

یعنی نقشبندیہ عجب قافلہ سالار ہیں کہ پوشیدہ راہ سے قافلہ کو حرم تک لے جاتے ہیں اگر کوئی کوتاہ نظر اس طائفہ کے حق میں طعنِ قصور کرے تو حاشاللہ کہ میں زبان پر اس کا گلہ لاؤں کہ جہاں کے سب شیر اس زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں لومڑی اس حیلہ سے کس طرح یہ زنجیر توڑ سکتی ہے۔

وجہِ سوم

یہ ہے کہ خلت ایسی حالت ہے کہ اس میں جانبین کی محبت اور محبوبیت شامل ہے تو

مقام خلت کی نسبت مقام محبت ومحبوبیت کے ساتھ ایسی ہے کہ جونسبت مرکب اور بسیط میں ہے اور بسیط مرکب پر طبعاً مقدم ہے تو وضعاً بھی مقدم کیا گیا۔ پہلے اس امت میں محبت صرفہ اور محبوبیت صرفہ راسخ ہوئی ۔ یوں کہ اوائلِ سلوک میں محبت اور آخر سلوک میں محبوبیت ہو۔ جیسا کہ سالک مجذوب میں یا بالعکس (مجذوب سالک میں ہے)اور جب بسائط کا دورہ مکمل ہوا تو دورۂ مرکب شروع ہوا۔

چوں فراغت ز مفردات آمد وقت مشقِ مرکبات آمد

یعنی جب مفردات حروف کی مشق سے فراغت حاصل ہوئی تو مرکبات کی مشق کرنے کا وقت آیا

تعجب تو یہ ہے کہ اگر چہ اس طریقہ مجددیہ کا رواج اور شیوع اور اس ضمن میں فیوض الٰہی کا فیضان امت مصطفویہ پر متاخر ہوا ہے لیکن اس کا مبداء دیگر طرق کے مبادی پر مقدم ہے اس لئے کہ یہ طریقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ منسوب ہے آپ اول خلیفہ ہیں اور بالغ مردوں میں سب سے پہلے اسلام سے مشرف ہوئے اور نص سے بھی آپ کا استحقاقِ خلت ثابت ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

لو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ---

اخر الحدیث یعنی اگر میں اپنی امت سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا

اگر کسی کے دل میں یہ خطرہ گذرے کہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ عام متبعین مجددیہ اولیائے سابقین سے افضل ہیں ۔ سبحان اللہ یہ بہتان عظیم ہے

گویم: اس کا جواب تین وجوہات پر ہے۔

اول :۔ ... یہ ہے کہ یہ اس وقت لازم آئیگا کہ طریقہ خلت کو سب طریقوں سے افضل

سمجھیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ محبوبیت، مقام خلت سے بدلیل **لاوثرن حبیبی علی خلیلی** (یعنی میں اپنے حبیب کو اپنے خلیل پر ترجیح دیتا ہوں) افضل ہے

دوم: وجہ یہ ہے کہ افضیلت علو مرتبہ کے اعتبار سے ہوتی ہے جس مقام میں بھی ہو خواہ خلت ہو، خواہ محبوبیت، اس کی مثال یہ ہے کہ بادشاہوں اور امیروں کے یار اور مصاحب ہوتے ہیں جو ہمیشہ حضور میں حاضر رہتے ہیں اور ان کے ساتھ راز و نیاز رہتا ہے اور امراء کے صوبیدار، رسالہ دار اور کارخانوں کے داروغے، دفتروں کے چوکیدار بھی ہوتے ہیں۔ ان سب کا مرتبہ یاروں اور مصاحبوں کے مرتبے سے زیادہ ہوتا ہے۔ اگرچہ دوام حضور اور دائمی قرب یارانِ مجلس اور مصاحبوں کے ساتھ مخصوص ہے بلکہ خواص اور خادموں کے ساتھ۔

سوم: وجہ یہ ہے کہ ہر طریقہ کے منتہیوں کو یہ دولت (دوام حضور و دائمی قرب) حاصل ہے پس دائمی قرب کی نسبت دیگر طرق کے منتہیوں کو بھی میسر ہوسکتی ہے۔ البتہ اس طریقے کے مبتدیوں کو اس وجہ سے ترجیح و فضیلت حاصل ہوسکتی تھی کہ مجاہدات، ریاضات، کشف و کرامات اور ظہور خوارق عادات میں دیگر طرق کے مبتدی ارجح ہوتے۔ چنانچہ کسی قائل کا قول ہے:

اولِ ما آخر ہر منتہے است　　　زآخرِ ما جیب تمنا تہی است

یعنی ہمارا اول ہر منتہی کا آخر ہے اور ہمارے آخر سے جیبِ تمنا خالی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جزوی فضیلت کو کلی فضیلت کی بجائے اختیار کرنا اور اس کی فضیلت کی وجوہات کو ملحوظ نہ رکھنا کوتاہ فہموں کا کام ہے۔

قولہ، پس چاہئے کہ امت محمدیہ کا ہر متوسط دوسرے رستے سے محیط کے ساتھ مناسبت رکھے تا کہ اسے اس مرتبہ کے کمالات حاصل ہوں اور وہ اس مرتبہ کی حقیقت سے متحقق ہوجائے۔ یہ الفاظ کس عالم سے ظاہر ہوئے ہیں، اس سے تشویش ہوتی ہے۔

گویم: یہ کوئی جائے تشویش نہیں ہے کیونکہ راہ دیگر سے مراد محبت ومحبوبیت کی راہ ہے اوران دونوں طریق سے دائرہ خلت کی محیط کے ساتھ مناسبت ہوسکتی ہے اس لئے اوپر مذکور ہوا ہے کہ خلت وہ ماہیت ہے جو محبت ومحبوبیت سے ممتزج ہے اور کسی شئے کے دو جزوں میں سے ایک جزء حاصل ہوجائے تواس شے کے ساتھ مناسبت ہوجاتی ہے یہ امر بدیہی کی مانند ہے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ معترض نے راہ دیگر سے مراد اتباع پیغمبر ﷺ کے علاوہ کوئی اور راستہ سمجھا ہے اور اس وجہ سے معترض تشویش میں پڑا ہے حالانکہ خود معترض نے کلام سابق میں اقرار کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہمارے لئے سب رستے کھول دیے ہیں تا کہ کوئی رستہ ان کی حیطہ جمعیت سے باہر نہ رہے۔ پھر معترض کو یہ وہم کیوں ہوگیا اگرچہ اس عبارت سے صراحتہً مستفاد نہیں ہوتا کہ مراد اس ایک شخص سے اپنی ذات شریف کو قرار دیا ہے لیکن فی الواقع یہی امر ہے کہ جو شخص آپ کے احوال سے آگاہ ہے وہ جانتا ہے کہ یہ سب امور آپ کی ذات میں متحقق تھے۔ اس لیے کہ اس طریقہ کی عنایت سے پہلے آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ سے طریقہ قادریہ حاصل کیا تھا اور طریقہ قادریہ کی بنا محبوبیت پر ہے اور حضرت شیخ عبدالاحد نے یہ طریقہ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ اور انہوں نے حضرت سید فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح درجہ بدرجہ آخر سلسلہ تک یہ طریقہ حاصل ہوا۔ زیادہ تعجب اس امر سے ہے کہ جب ان کو یہ طریقہ عنایت ہوا اور برسوں سالکین کو اس طریقہ کی تعلیم فرمائی تو اس کے بعد حضرت شیخ سکندر نبیرہ حضرت کمال کیتھلی قدس اللہ سرہما جو صاحب طریقہ محبوبیت سے مجاز تھے خرقہ لائے اور سرہند میں ان کو پہنایا تو مقام خلت کی راہ سے مقام محبوبیت تک پہنچے جو پہلے راہ محبوبیت سے مقام خلت تک پہنچے تھے اس قسم کی نیرنگیاں خدا کے عجیب معاملات میں سے ہیں جو وہ اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ کرتا ہے چنانچہ ہمارے آنحضرت ﷺ کو ابتداء میں بنائے

کعبہ میں شرکت اور حجر اسود رکھنے سے مقام ابراہیمی حاصل ہوا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں اشتغال جہاد اور یہود ونصاریٰ کے ساتھ مقابلہ کی وجہ سے مقام موسوی اور مقام عیسوی حاصل ہوا بلکہ شب معراج بیت المقدس کی طرف وقوعِ سیر سے اس کا آغاز ہوا تھا غزوہ تبوک جو غزوات شام میں پہلا غزوہ ہے، سے اس دولت میں بہت زیادتی ہوئی حتی کہ حجۃ الوداع میں پھر کمال ابراہیمی سے مشرف ہوئے اور مقام ابراہیمی نے اس دن عظیم جلوہ دکھایا اور النهاية هي الرجوع الى البداية متحقق ہوگیا۔

قولہ: کسی جگہ حضرت مجدد لکھتے ہیں کہ وہ فرد خضر تھے یا الیاس (علیہما السلام)۔ اس سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی مراد اس سے خود اپنی ذات ہے۔

گویم: اس کلام میں تناقض نہیں اس لئے کہ مکشوفات میں اکثر مبہم القا ہوتا ہے پھر اس مبہم کا تعین فرماتے ہیں۔ جب مبہم شے القا ہوتی ہے تو اس مبہم کے صدق کی تعیین میں عقل کو جولانی ہوتی ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ سے اس طرح کا ابہام اور تعین وقوع میں آیا ہے صحیحین میں موجود ہے:

انی رایت دار هجرتكم مابين نخل وماء فذهب وهمی انها اليمامة اوهجر فاذاهي المدينة يثرب میں نے تمہاری ہجرت کا مقام درخت خرما اور پانی کے درمیان دیکھا مجھے خیال ہوا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے تو معلوم ہوا کہ وہ مدینہ یعنی یثرب ہے''

ایسا ہی حال حضرت مجدد کا اس کشف میں ہے کہ پہلے آپ کو بطور الہام کے معلوم ہوا کہ فرد متوسط ایسا ایسا ہونا چاہئے۔ پھر جب دیکھا کہ اس طریقہ کی بنیاد حضرت خضر علیہ السلام نے ڈالی ہے تو خضر علیہ السلام کا خیال ہوا۔ پھر غور کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام لوگوں کے ساتھ بہت اختلاط رکھتے ہیں اور طریقہ خلت کو خلوت اور گوشہ نشینی لازم ہے تو حضرت الیاس علیہ السلام کی طرف خیال گیا۔ یہ سب خیال اس وجہ سے ہوا کہ

جو کمال عظیم الشان پیغمبر کے لئے ہے، اس کے حصول کے لئے متوسط کسی پیغمبر کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ دنیا میں ان دو پیغمبروں کے سوا کوئی دوسرا پیغمبر نہیں اور پھر آخر میں معلوم ہوا کہ اس متوسط کا پیغمبر ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اس امر میں اپنے پیغمبر کی کمالِ متابعت کافی ہے اور اس امر کے لئے مقصود گوشہ نشینی اور خلوت در انجمن ہے جیسا کہ حضرات خواجگان کے طریقہ کی بنا اس پر ہے نہ کہ خلوت جسمانی پر۔ بہرحال یقیناً معلوم ہوا کہ وہ متوسط آپ کی ذات شریف ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

واما بنعمة ربك فحدث ...... یعنی اے محبوب ﷺ اپنے پروردگار کی نعمت بیان کیجئے۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہو تو اس کے لئے حکم ہے کہ وہ نعمت بیان کرے بایں وجہ حضرت مجدد نے یہ امر بیان فرمایا ایسے اختلافات کو تناقض سمجھنا اس شخص کا کام ہے جو حضرات کے مکشوفات سے آشنا نہیں ورنہ شیخ اکبر کے کلام سے متعدد مقامات میں مفہوم ہوتا ہے کہ اس امت میں خاتم الاولیاء حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر مقامات میں اپنے آپ کو خاتم الاولیاء قرار دیا ہے۔

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است

یعنی جب تو اہل دل کی بات سنے تو مت کہہ کہ خطا ہے تو سخن شناس نہیں، خطا اس مقام میں ہے۔

قولہٗ: میں ہوں کہ جس نے یہ کمالات رسول خدا کو کسب کرائے ہیں

اس عبارت کی نقل میں صراحتاً خیانت اور تحریف واقع ہوئی ہے۔ اس لئے کہ کسب کرانے سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ وہ فرد شیخ اور مرشد کے بجائے ہے معاذ اللہ! رسول

خدا ﷺ بجائے طالب اور تلمیذ کے ہیں حضرت مجدد کے کلام کا ہرگز یہ مفہوم نہیں اور صحیح عبارت یوں ہے کہ میں ہوں جو یہ کمالات کسب کر کے جناب رسول خدا کے ساتھ منسوب کرتا ہوں اور آنجناب کے کمالات بانہایت میں بطور نیاز پیش کرتا ہوں اور آنجناب کے دفتر اعمال میں لکھواتا ہوں۔ اگر زبان طالب علمانہ میں یہ مضمون ادا کیا جائے تو کہنا چاہئے کہ جب کہا جاتا ہے کہ یہ صفت فلاں کو بواسطہ فلان حاصل ہوئی تو اس کے دو معنی ہوتے ہیں۔

اول : یہ کہ وہ واسطہ، واسطہ فی الثبوت ہو، یعنی وہ صفت پہلے واسطہ کو حاصل ہوئی ہو۔ پھر اس واسطہ سے بطور سببیت وہ صفت ذی واسطہ کو حاصل ہوئی جس طرح پانی کی حرارت بواسطہ آگ ہوتی ہے تو وہاں دو طرح کی حرارت ہوتی ہے۔ ایک حرارت آگ کے ساتھ قائم رہتی ہے اور دوسری حرارت پانی کے ساتھ رہتی ہے کیونکہ پانی کی حرارت آگ کی حرارت سے حاصل ہوتی رہتی ہے یہ معنی حضرت مجدد کی مراد ہرگز نہیں ہے۔

دوم : معنی یہ ہے کہ وہ واسطہ، واسطہ فی العروض ہو یعنی صفت واحدہ درحقیقت واسطہ کے ساتھ قائم ہو اور وہی صفت واحدہ واسطے کے ذریعہ سے ذی واسطہ کے ساتھ منسوب ہو۔ مثلاً کشتی میں بیٹھنے والے کی حرکت بواسطہ کشتی ہے یہاں حرکتِ واحدہ کشتی کے ساتھ قائم ہے جالس (بیٹھنے والے) کے ساتھ نہیں ہاں یہ حرکت (جالسِ سفینہ کی طرف) بالعرض مجازاً منسوب ہوتی ہے۔ حضرت مجدد کی مراد یہی معنی ہیں۔ یعنی یہ کمالات میں نے حاصل کئے اور یہ مجھ میں قائم ہوئے اور رسول خدا ﷺ کی جناب کی طرف منسوب ہوئے ہیں۔ اس حکم میں کہ امت کے اعمال پیغمبر کے دفتر اعمال میں محسوب ہوتے ہیں اور آنحضرت ﷺ فی نفسہٖ ان کمالات کے کسب سے مستغنی ہیں۔ اس لئے کہ آپ کو اس سے ارفع کمال حاصل ہے اور یہ مفہوم کوئی قباحت نہیں

رکھتا اور اسے دلائل سے بھی ثابت کر دیتا ہوں۔ بعون اللہ وبتوفیقہ

منجملہ (ان میں سے) مفاتیح کنوز الارض کا قصہ، آنحضرت ﷺ کے متبعین کے ہاتھوں مشرق سے مغرب تک تمام زمین میں تصرف جو آنحضرت ﷺ کی طرف صدیوں بلکہ ہزار برس سے زیادہ مدت کے بعد منسوب ہوا اور زویت لی الارض مشارقھا و مغاربھا کا مفہوم متحقق ہوا۔

ان میں سے یہ دلیل بھی ہے کہ فارس و رُوم کی فتح اور کسریٰ وقیصر کی ہلاکت حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں وقوع میں آئی اور یہ امر آنحضرت ﷺ کی وفات سے چند سال بعد آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہوا۔

یہ دلیل بھی ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا

یا علی انک تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیله

یعنی اے علی تم قتال کرو گے ان لوگوں سے جو تاویل قرآن سے ثابت حکم کا انکار کریں گے جیسے میں نے قتال کیا ان لوگوں سے جنہوں نے قرآن میں نازل حکم کا انکار کیا اور یہ امر تیس برس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوا اور آنحضرت ﷺ کے دفتر اعمال میں محسوب ہوا۔ تو اس مقام میں نہیں کہا جا سکتا ہے کہ قتال علی تاویل القرآن ایک عمدہ کمال تھا جو آنحضرت ﷺ کو حاصل نہ ہوا اگر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حاصل ہو گیا اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کا کمال قتال علی تنزیل القرآن ارفع و اکمل ہے قتال علی تاویل القرآن سے۔ لیکن قتال علی تاویل القرآن آنحضرت ﷺ کے حق میں ثابت ہونا ممکن نہ تھا تاوقتیکہ کوئی متوسط افرادِ امت میں سے واسطہ نہ ہو۔ ناچار ایک متوسط قرار دیئے گئے کہ جن کے واسطے سے یہ قتال آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہوا اور عدم امکان

کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں **قتال علیٰ تاویل القرآن** متصور نہ تھا۔ اس لئے کہ جو تاویل آنحضرت ﷺ اپنی زبان مبارک سے فرمادیتے وہ تاویل، تنزیل ہوجاتی تو اس کے انکار سے جو قتال ہوتا وہ قتال بوجہ تنزیل ہوجاتا نہ کہ بوجہ تاویل اور اس تاویل کا منکر کافر ہوجاتا اس لئے کہ وہ گویا قرآن کی نص صریح کا منکر ہوتا، پس ایسا ذوجہتین متوسط لازم چاہئے جو ایک جہت سے خلیفہ ومجتہد ہوتا کہ اس کی تاویل کا انکار کفر نہ ہو اور اس سے تنزیل کا انکار لازم نہ آئے اور حضرت پیغمبر کے ساتھ متحد الحکم کی جہت سے خلیفہ مستخلف کا حکم رکھتا ہے جب اس کے حکم کا انکار بالعرض پیغمبر کے حکم کا انکار ہے اس لئے اس کا کام آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ کے دفتر اعمال میں یہ کمال بھی لکھا جاتا ہے تو ایسے ہی یہ کمال حضرت مجدد کا بھی ہے۔

قولہٗ: وہ راہ کہاں سے لے آئے۔

اقول: عالم دیگر سے مراد محبت ومحبوبیت کا عالمِ امتزاج ہے کہ جس کی تعبیر مقام خُلّت سے کی جاتی ہے اسے نزدِ خدا سے لے آئے۔ جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا **قتال علی تاویل القرآن** خدا سے لے آئے اور وہ قتال عالم دیگر سے ہے جہاد کفار کے قبیل سے بھی نہیں ہے اور قتال مسلمین کے قبیل سے بھی نہیں۔ بلکہ اس کی ہیئت ممتزجہ ہے اور یہ امر حضرت علی کو بحکم خلافت نبوت ومتابعت آنحضرت ﷺ سے حاصل ہوا۔ چنانچہ حضرت مجدد کو بھی یہ کمال آنحضرت ﷺ کے کمال متابعت کی بدولت میسر ہوا۔

تعجب ہے ان لوگوں کے حال پر جو آپ پر اس حیلہ سے طعن کرتے ہیں کہ آپ استقلال کا دم بھرتے ہیں، برزخ کو درمیان سے اٹھادیتے ہیں۔ نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں کہ آپ کا کلام مکتوبات وغیرہ آنحضرت ﷺ کی کمال متابعت پر تحریص سے معمور

ہے اور جا بجا اپنے اور اپنے متبعین کے حق میں یہی امر خدا سے طلب کرتے ہیں اور جا بجا فرماتے ہیں کہ ہمارے طریق کی بنا متابعتِ سنت کے کمال اور بدعت سے اجتناب پر ہے کیا یہ ظلم عظیم نہیں ہے ختم اللہ علی قلوبهم وعلی سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة (مہر لگادی اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے)۔

قولہ: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا برزخ درمیان سے نہیں اٹھتا اور ولایتِ خلیلی کے مراتب اس واسطے سے مکمل ہوجاتے ہیں ولایت موسیٰ کے حاصل ہونے کا کوئی معنی نہیں۔

اقول: ابھی بیان کیا گیا ہے کہ ولایتِ خلیلی آنحضرت ﷺ کو حاصل تھی مگر اس سے اہم تر میں مشغولیت کی وجہ سے اس طرف متوجہ نہ ہوئے۔ حضرت مجدد کو آنحضرت ﷺ کی محض کمال متابعت کی بدولت ولایتِ خلیلی بارگاہ الوہیت سے حاصل تھی۔ جو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہوئی۔

مثنوی شریف کی تصنیف جو گوناگوں علم سلوک و معرفت کے جواہر سے پُر ہے حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس اللہ سرہ کو بارگاہ خداوندی جل جلالہ سے اپنے پیغمبر ﷺ کی محض کمالِ متابعت سے عنایت ہوئی اور وہ مثنوی حضرت رسالت پناہ ﷺ کی طرف منسوب ہوئی حالانکہ آنحضرت ﷺ نے خود تصنیف نہیں فرمائی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ [1]

(اور نہیں سکھایا ہم نے آنحضرت ﷺ کو شعر اور نہ یہ ان کے شایان شان تھا)۔

ارتفاع برزخ سمجھنا اوہام شیطانی کے قبیل سے ہے نعوذباللہ من ذالك اور یہ شبہ بایں طور حل ہوجاتا ہے کہ مثنوی کے معانی و مضامین سب مشکوٰۃ نبوت ﷺ

---

[1] یٰس ۳۶:۶۹

سے ماخوذ ہیں اور انہیں شعر کا جامہ پہنانا مولانا جلال الدین رومی کے ساتھ مخصوص ہے۔ ایسا ہی اجزاء مقام خلت یعنی محبت ومحبوبیت سب جناب ختمی مرتبت ﷺ سے ماخوذ ہیں اور حضرت مجدد کا ہیئت ممتزجہ میں متصرف ہونے کا اختصاص کافی ہے جیسے سکنجبین کا واضع (بنانے والا) اگر اپنے بارے سکنجبین کے اختصاص کا دعویٰ کرے تو اسے کرنے کا حق ہے اگرچہ سرکہ وشہد کی خصوصیت کسی اور کے ساتھ ہو اور اس سرکہ وشہد کے خواص کو کسی دوسرے سے سیکھا ہو مگر اس کا دعویٰ اختصاص صحیح ہے ایسا ہی یہ مقام بھی ہے۔

قولہ: اللھم صل علی محمد کما صلیت علی ابراھیم کی دعا ہزار برس کے بعد درجہ اجابت کو پہنچی اور مستجاب ہوئی ہے

اقول: یہ کوئی بعید نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون [1] "(اللہ تعالیٰ) تدبیر فرماتا ہے ہر کام کی آسمان سے زمین تک پھر رجوع کرے گا ہر کام اس کی طرف اس دن جس کی مقدار ہزار برس ہے اس اندازہ سے جسے تم شمار کرتے ہو"

اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کے بعض کام بامتزاج فیض سماوی وارضی صعوداً وہبوطاً ہزار سال کی مدت میں تمام ہوتے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ یہ دعاء بھی اس قبیل سے ہو اور یہ بھی جواب ہے کہ بعض مواعید الٰہی جو پیغمبر ﷺ اور امت کے حق میں ہیں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وقوع میں آئیں گے۔ اگر ان مطالب کے لئے دعا کی جائے تو ظاہر ہے کہ وہ دعا صدیوں کے بعد قبول ہوگی۔ (یعنی حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قبول ہوگی)

---

[1] السجدہ ۳۲:۵

تفاسیر وروایات صحیحہ میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حق میں اور اپنی اولاد کے حق میں بہت دعائیں کی تھیں ان دعاؤں میں سے بعض دعاء حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں مستجاب ہوئی نیز حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی دعا ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك ۔۔۔ ربناوابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم ایاتك و یعلمهم الکتاب والحکمة ویز کیهم [1] ہمارے رب! بنادے ہم کو فرمانبردار اپنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک جماعت پیدا کرنا جو تیری فرمانبردار ہوا ے ہمارے رب! بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے تاکہ وہ پڑھ کر سنائے تیری آیات اور ان لوگوں کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور پاک صاف کردے انہیں۔

یونہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون [2] (اور تحقیق ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں پندوموعظت کے بعد کہ بلاشبہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہیں) ہزاروں برس کے بعد پورا ہوا۔

قولہ: اس مدت میں ہزاروں اولیاء اور خلفائے راشدین ہوئے اور کسی سے یہ کام سرانجام نہ ہوا تعجب ہے۔

اقول: یہ کلام اس بے ہودہ شخص کے لئے محلِ تعجب ہے جونہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے میں بعض حوادث، بعض اوقات، بعض مقامات اور بعض اشخاص کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں۔ لِمَ کے سوال کا وہاں گذر نہیں اور چون وچرا کو اس میں گنجائش نہیں ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اہل ہند کے ارشاد کیلئے حضرت خواجہ بزرگ معین الدین

---

[1] البقرہ ۲:۱۲۷۔۔۔۱۲۹ [2] الانبیاء ۲۱:۱۰۵

چشتی رحمۃ اللہ علیہ کیوں مخصوص ہوئے۔ چنانچہ شہرہ آفاق ہے کہ آپ کو ولی الہند کہتے ہیں۔ اوران سے قبل آنحضرت ﷺ کے وصال کو تقریباً چھ سو برس کا زمانہ گذرا تھا اور اس مدت میں ہزاروں اولیاء کرام اور خلفائے راشدین گذرے (تو چاہئے کہ معترض اس مقام میں بھی کہے) کہ یہ کام کسی سے نہ ہوا تعجب ہے۔ ملک ہندوستان کی ظاہری فتح سلطان محمود غزنوی انارَ اللہ برھانہٗ کے ہاتھ سے مخصوص ہوئی اوران سے قبل تقریباً تین سو برس کا زمانہ گذرا تھا (تو چاہئے کہ معترض اس مقام میں بھی کہے) کہ اس مدت میں (اکثر) سلاطین عظام اور خلفاء ذوی الاحترام گذرے اور کسی سے یہ کام نہ ہوا تعجب ہے!

قولہٗ: اس اکتساب کے آثار کہ جس کی نسبت آنحضرت ﷺ کی طرف کرتے ہیں، کہاں ہیں نہایت تعجب ہے۔

گوئیم: رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کرنے سے کیا مقصود ہے اس کا مطلب اوپر بیان کیا گیا۔ حضرت مجدد واسطہ فی العروض ہیں یعنی آنحضرت ﷺ کی صفات اضافیہ میں سے ایک صفت کے لاحق ہونے کیلئے متوسط ہوئے ہیں اور اپنے اس کمال مکتسبہ سے آنحضرت ﷺ کو فیض یاب کرتے ہیں۔ اس کے آثار یہ ہیں کہ تہذیبِ باطن (جسے لطائف سے تعبیر کرتے ہیں) امت کی کثیر جماعت کو یادداشت کا ملکہ، دوام حضور اور نسبتِ بے رنگی کے حصول کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ بحمد اللہ یہ امر آفتاب نیم روز کی طرح متحقق ہے اور معترض نے جو سوال کیا ہے کہ اس کے آثار جو جماعتِ کثیر میں ہیں وہ کہاں ہیں؟ تو اس سوال کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ بخارا، سمرقند، بلخ، بدخشان، قندھار، کابل، غزنی، تاشکند، یارکند، شہرسبز اور حصار شادماں جو اہل اسلام کا مسکن ہیں، میں ہیں۔ وہاں ہنود ونصاریٰ اور روافض نہیں ہیں اور ان مقامات میں اس طریقہ کے سوا کوئی دوسرا طریقہ رائج نہیں ہے۔ شاذ و نادر ہی کوئی دوسرا طریقہ ہو

قولہٗ: اس فرد کو امت کی نگہبانی کیلئے بھیجا، اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے؟

گوئیم: ظاہر ہے کہ آپ کی ذات مبارک نے ملاحدہ، روافض، غالیان توحید، مبتدعین طرائق اور معتقدینِ شرک خفی وجلی کے شبہات مکمل طور پر رد کئے اور بفضلہٖ تعالیٰ آپ کے متبعین اتباع سنت میں نہایت سرگرم اور بدعت سے اجتناب میں پیش قدم ہیں، پس آپ کی مثال یوں ہے کہ کوئی شخص (کہیں سے) آئے اور دعویٰ کرے کہ مجھے فلاں حکیم نے اس شہر میں اپنا نائب بنایا ہے اور لوگ اس کے معالجہ سے مستفید ہوں اور وہ علاج معالجہ بخوبی سرانجام دے تو یقین ہو جائے گا کہ یہ شخص صادق القول ہے کہ وہ اپنا منصب خدمت بطریق احسن بجالایا اور اس نے اس خدمت کے امور بخوبی سرانجام دیے اور اگر معترض حکیم مطلق کی سند چاہتا ہے تو وہ بھی موجود ہے چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع میں حدیث بیان کی ہے۔

یکون فی امتی رجل یقال له صلة یدخل الجنة بشفاعته کذا و کذا عن ابن سعد عن عبد الرحمن بن یزید بن جابر بلاغا انتھیٰ

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک عظیم شخص ہوگا جسے صلہ کہیں گے۔ اس کی شفاعت سے بے شمار لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔ یہ روایت ابن سعد سے ہے انہوں نے عبد الرحمن بن یزید بن جابر سے روایت کی اور یہ روایت مرفوع ہے''

حضرت شیخ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حضرات القدس میں لکھا ہے کہ یہ بشارت حضرت مجدد کے بارہ میں ہے کیونکہ علماء اور صوفیاء کے درمیان آپ صلہ تھے کہ فریقین میں جو وحدتِ وجود کے مسئلہ میں اختلاف ہے اسے نزاع لفظی پر محمول فرمایا ہے اور آپ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ

الحمد لله الذی جعلنی صلة بین البحرین و مصلحا بین الفئتین

یعنی سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں کہ جس نے مجھے بحرین کے درمیان صلہ اور دو

گروہوں کے درمیان مصلح بنایا ہے۔

حضرت سرورعالم ﷺ نے آپ کو بشارت فرمائی ہے کہ کل (روزِ قیامت) ہزار ہا آدمی آپ کی شفاعت سے بخشے جائیں گے۔ منطوق حدیث (مذکور) اور مضمون بشارت آنجناب پر صادق آتا ہے اور اس ہزار سال کی مدت میں کوئی ایسا نہیں گذرا کہ اس کا لقب صلہ ہو۔ اور یہ استنباط، نقلیات اور کشفیات سے بھی موید ہے اور یہ آنجناب کے مکتوبات میں بھی مرقوم ہے۔

قولہٗ: اگر یہ نعمت کا شکر ہے تو قبول کون کرے گا۔

اقول: آہ طرفہ ماجرا ہے کہ شکر نعمت چاہئے کہ صاحبِ نعمت قبول فرمائے، دوسروں کے قبول یا نہ قبول کرنے سے کیا حاصل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لان شکرتم لا زیدنکم (یعنی اگر تم شکر کرو گے تو ہم تمہیں اور زیادہ دیں گے)۔ تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق آنجناب کا شکر قبول فرمایا گیا ہے، دوسرے لوگوں کے قبول سے کوئی کام نہیں۔

اِذَا رَضِيَتْ عَنِّيْ كِرَامُ عَشِيَّتِيْ
فَلاَ زَالَ غَضْبَانًا عَلَىٰ لِئَامُهَا

یعنی جب مجھ سے میرے کریم راضی ہیں تو مجھے کمینوں کے خشمناک ہونے کا کوئی خوف نہیں۔

دو صدیوں کی مدت میں حضرت مجدد ﷺ کے متبعین کرام میں سے سینکڑوں اولیاء، ہزاروں اتقیاء وصلحاء نے اس نعمتِ عظمیٰ کے شکر کو دل وجان سے قبول کیا اور انہوں نے ہزار بیان سے اس کا اعتراف کیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے بہترین متبعین میں سے بنائے آمین یارب العالمین

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم

بروز ہفتہ ۱۰ مارچ ۲۰۱۲ء

مکاتیبِ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

در دفاعِ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

مقاماتِ مظہری

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی

۱۳۰۹ھ

مکتوب پنجم

در بیان اجوبہ شبہات کہ بر کلام حضرت مجدد مینمایند

برخوردار از اجوبہ شبہاتی کہ بر مقالات کرامت آیات قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزعم بیخردان وارد می شوند استفسار کردہ اند بمطالعہ درآمد دریابند کہ بنائے این اعتراضات بر جہل است یابر حسد و این رسم انکار معمولِ قدیم اہل تعصب است در تکفیر شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ و اکابر دیگر رسالہ ہا نوشتہ اند وحضرت مجدد درمکاتیب خود جوابہای ہمہ شبہات بطریق دفع دخل تحریر فرمودہ[1] واز اولاد امجاد ایشان حضرت شاہ یحیی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ[2] مفصل درین باب وحضرت مولوی فرخ شاہ رحمۃ اللہ علیہ رسالہ مسمی ''بکشف الغطاء عن وجہ الخطاء[3]'' بطریق اجمال تحریر نمودہ اند و از مخلصان آنجناب مولانا محمد بیگ ترکی ثم المکی رسالہ مسمی ''بعطیة الوهاب الفاصلة بين الخطاء والصواب''[4] مشتمل بر تفصیل اسولہ و اجوبہ در رد رسالہ محمد برزنجی[5] تلمیذ شیخ کردی ثم المدنی نوشتہ وبمہرہاے علمای مذاہب اربعہ دیارعرب مسجل ومسلم گردانیدہ و مادۂ حسد ظہور معارف غیر متعارف ہست از جناب ایشان کہ درقرن اول وثانی شیوع داشتہ وبعد قرون ثلثہ مشہود بالخیر در پردۂ کمون رفتہ از خصوصیت طینت مطہرۂ ایشان کہ بقیت طنیتِ

مقدسہ جناب رسالت بودہ بروز نمودہ اند

نی نی تر از تربت یثرب گرفتہ اند　　پنہان زشام و رُوم بسرہند ہشتہ اند

وانصاف آنست کہ اول درشان قائل مقامات نظر کنند اگر متبع کتاب وسنت است و اکثر اعمال و اقوال او موزون بمیزانِ شریعت است پس متشابہات کلام اُو را موافقِ محکماتِ کلامِ او تاویل کنند یابعالم السروالعلانیہ واگذارند و اُو را معذور دارند چرا کہ این قوم را عذر ہای بسیار عارض می شوند گاہ درغلبۂ حال عبارات ایشان بمرادات ایشان مساعدت نمیکند و گاہ در معلومات کشفی بنا بر غلط وہم و خیال خطا واقع می شود و دران خطامثل خطای اجتہادی معذور اند و گاہ اطلاع براصطلاح ایشان میسر نمی آید پس برعایت این امور ترک اعتراض لازم است خصوصاً برکرامت انتظام حضرت مجدد محض فضولی است کہ بنای طریقہ ایشان براتباع سنت و مصنفات[۶] ایشان مشحون بہمین نصیحت وموعظت است و بیشتر سبب ہیجان این فتنہ انکار توحید وجودی است و اثبات توحید شہودیست[۷] چرا کہ ازچہار صد سال یعنی از عہد حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تاعہد مبارک ایشان ادعیۂ اسماع و اذہان مردم از مسئلہ وحدت وجود مملو بودہ است و انکار حضرت مجدد بر توحید وجودے نہ مثل انکار علمای[۸] ظاہراست بلکہ از مقامی کہ وجودیہ تکلم می کنند تصدیق و تسلیم آن می نمایند[۹] این قدرہست کہ مقصود اصلی را فوق این مقام میفرمایند و غیریتی فی الجملہ بین الحق والخلق بنہجی کہ مخل وحدت وجود حقیقی کہ متحقق درخارج حقیقی است نگردد ثابت می کنند بخلاف وجودیہ کہ درمیانہ حق وخلق عینیۃ اثبات می

نمایند و تصویر مسئلہ وحدت وجود و وحدت شہود در دو مکتوبی دیگر نوشتہ شدہ والسلام

مکتوب ششم درجواب شبہات بعد حمد وصلوٰۃ از فقیر جانجاناں مولوی[۱۱]
صاحب مہربان سلمہ الرحمن مطالعہ فرمایند کہ التفات نامہ طولانی مشتمل بر شبہاتی کہ ہمہ متوجہ مقالات کرامت سمات حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بود ورود فرمود مخدوما این شبہات از عدم اطلاع بر مصطلحات[۱۱] آنجناب ناشی شدہ اگر میسر شود مجلدات ثلاثہ مکاتیب حضرت ایشان مطالعہ فرمایند خاطر جمع خواہد شد و فقیر امتثالاً للامر حرفی چند می نگارد باید دانست کہ حضرات صوفیہ لفظ وجود را بر سہ معنی اطلاع می نمایند یکی وجود بمعنی کون و حصول کہ امر انتزاعی و معقول ثانوی است دویم وجود منبسط کہ منشاء انتزاع معنی اول و معبر بظاہر وجود بصادر اول است و بدیہی است کہ این ہر دو وجو داز حضرت ذات تعالت و تقدست متاخر اند وذات باین ہر دو وجود مصدر آثار نمی تواند شد سیوم وجودیکہ اول الاوایل و مبداء المبادی است و بزعم قوم عین ذات است و ذات بآن وجود مصدر آثار است و حضرت ایشان میگویند کہ ذات او تعالیٰ خود مصدر آثار خود است و ہرگاہ وجود و ذات ہر دو در حقیقۃ یکی باشند صدور آثار را خواہ بوجود منسوب باید کرد خواہ بذات مطلب واحد[۱۲] است پس اختلاف راجع بنزاع لفظی است تسلسل را اینجا چہ دخل است و تحاشی حضرت ایشان از اطلاق لفظ وجود بر ذات او تعالی و تجنب از حمل بالمواطات[۱۳] یکی بر دیگری از راہ احتیاط است کہ در لسان شرع این اطلاق وارد نشدہ و صفات و اسماء آلہی توقیفی اند و دو شبہ دیگر کہ در مبحث حقیقت محمدی و فضلِ حقیقتِ

کعبہ بر حقیقتِ محمدی است صلی اللہ علیہ وسلم از مکتوبات جلد ثالث[۱۴] رفع میشود و تحریر جوابہای آنہا طول[۱۵] دارد و آنچہ در تاویل قول حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ نوشتہ اند اگر مخصوص بمعاصرین دارند چہ نقصان عاید بجناب آنحضرت می شود و استثنای متقدمین خود ازین حکم بحکم ادب لازم است کہ بعضی از آنہا اجداد و مشائخ آنحضرت اند و بحکم حدیث مرقوم لایدری اوّلہ خیرام اخرہ[۱۶] استثنای متاخرین نیز مجوز است چرا کہ تقدیم و تاخیر امر نسبی است و ہر متاخری را متاخریست پس ممکن است کہ متاخر آنحضرت از آنحضرت افضل باشد[۱۷] فقیر درتفرقہ حق و باطل در التفات نامہ مامور بودم و المامور معذور اللھم ارنا الحق حقا وارنا الباطل باطلا والسلام

حواشی برمکتوبات

۱۔ مکتوبات امام ربانی: ۱/ ۲۰۹، ۳/ ۸۸، ۹۲، ۱۲۱

۲۔ شیخ محمد یحییٰ کے اس رسالہ کا نام ردشبہات ہے، جس کا خطی نسخہ رضا لائبریری رام پور میں ہے۔ (فہرست مخطوطات فارسی رضا لائبریری ص: ۱۴۷)

۳۔ یہ رسالہ ہم نے کئی خطی نسخوں کی مدد سے ایڈٹ کیا ہے، جو تا حال شائع نہیں ہوا

۴۔ عطیۃ الوہاب ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء میں تالیف ہوا مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے عربی ترجمہ کی جلد سوم کے حاشیہ پر طبع ہوا ہے۔

۵ برزنجی نے اس سلسلہ میں کئی کتابیں لکھیں تھیں (رک احوال و آثار عبداللہ خویشگی ص: ۱۵۹)

٦ حضرت مجدد الف ثانی کے رسائل متعدد مرتبہ چھپ چکے ہیں۔

۷ تفصیل کے لئے دیکھئے وحدت الوجود تالیف ملا بحر العلوم ترجمہ وحواشی مولانا ابوالحسن زید فاروقی، مقامات مظہری، مقدمہ

۸ ایضاً

۹ ایضاً

۱۰ مولوی صاحب مہربان سلمہُ الرحمٰن سے حضرت مظہر کے خلیفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مراد ہیں، (رک مکاتیب میرزا مظہر مرتبہ عبدالرزاق قریشی)

۱۱ اکثر معترضین کے رسائل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اصطلاحات تصوف کوکما حقہ نہیں سمجھا، اس سلسلہ میں حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے علامہ محمد فرخ مجددی نے اصطلاحات صوفیہ پر ایک ضخیم کتاب لکھی تھی، جو ہم شائع کرنے والے ہیں۔

۱۲ رک دستور العلماء

۱۳ ایک شی کے لئے دوسری شی کا حکم یا اس حکم کا منشاء اگر ثبوت مل جائے۔ (ایضاً)

۱۴ مکتوبات امام ربانی ۳/ ۱۲۴، مبداء ومعاد، منہا: ۴۸، حضرات القدس: ۲/ ۱۲٦

۱۵ احوال و آثار عبداللہ خویشگی ص: ۱۵۰۔ ۱۵۳

۱٦ ترمذی (کتاب الامثال باب: ٦ نمبر ۲۸٦۹) ۵/ ۱۵۲

۱۷ کلمات طیبات ص: ۱۹

[ماخوذ از مقامات مظہری حواشی نوشتہ محمد اقبال مجددی طبع دوم: ۴۸۲۔ ۴۸۳]

مکاتیبِ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ
در دفاعِ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

مقاماتِ مظہری

ترجمہ

علامہ بشارت علی مجددی

مکتوب پنجم

ان شبہات کے جوابات میں جو حضرت مجدد قدس سرہٗ العزیز کے کلام پر کئے گئے ہیں۔

برخوردار! ان شبہات کے جوابات میں سے جو قیوم زمانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقالات کرامت آیات پر بے وقوفوں کی طرف سے وارد کردہ شبہات کے متعلق پوچھے گئے تھے، مطالعہ کئے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ ان اعتراضات کی بنیاد جہالت پر ہے یا حسد پر۔ انکار کی یہ رسم اہل تعصب کا پرانا معمول ہے حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر کی تکفیر میں بہت سے رسالے لکھے گئے۔ حضرت مجدد نے دفعِ دخل کے طور پر تمام شبہات کے جوابات تحریر فرمائے ہیں آپ کی اولاد امجاد میں سے حضرت شاہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں ایک مفصل رسالہ اور حضرت مولوی فرخ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کشف الغطاعن وجہ الخطا کے نام سے بطریق اجمال ایک رسالہ اس سلسلے میں تحریر کئے ہیں آنجناب کے مخلصوں میں سے مولانا محمد بیگ ترکی ثم المکی نے محمد برزنجی شاگرد شیخ (ابراہیم) کردی ثم المدنی کے رد میں ایک رسالہ بنام عطیہ الوہاب الفاصلۃ بین الخطاء والصواب سوال وجواب کی صورت میں تفصیلاً لکھا اور دیار عرب کے چاروں مذاہب کے علماء سے مہریں ثبت کروا کر تصدیق کروایا۔

حسد کا مادہ آنجناب سے معروف معارف کا ظہور ہے جو قرن اول اور دوم میں شیوع پذیر ہوئے اور مشہود بالخیر قرون ثلاثہ کے بعد پردۂ غیب میں چلے گئے خصوصاً آنجناب کی طینت مطہرہ جو جناب رسالت مآب ﷺ کی بقیہ طینت مقدسہ تھی کے

متعلق ظاہر ہوئے ہیں انصاف یہ ہے کہ پہلے ان مقامات کے بیان کرنے والے کی شان کو دیکھا جائے اگر وہ کتاب وسنت کے مطابق ہے اور اس کے اکثر اعمال واقوال میزانِ شریعت کے مطابق موزوں ہیں تو اس کے کلام کے متشابہات کی اس کے کلام کے محکمات کے موافق تاویل کریں یا اسے پوشیدہ وعلانیہ امور کے جاننے والے (خدا تعالیٰ) پر چھوڑ دیں اور اسے معذور جانیں کیونکہ اس قوم (صوفیہ) کو بہت سے عذر پیش آتے رہتے ہیں۔ کبھی غلبہء حال میں ان کی عبارات ان کی مرادات سے مساعدت نہیں کرتیں، کبھی وہم وخیال کے اختلاط کی بنا پر کشفی معلومات میں خطا واقع ہوجاتی ہے اور اس خطا میں وہ خطائے اجتہادی کی طرح معذور ہیں اور کبھی ان کی اصطلاح پر آگاہی میسر نہیں ہوتی پس ان امور کی رعایت کرتے ہوئے ترکِ اعتراض لازم ہے خصوصاً حضرت مجدد کے کلام کرامت انتظام پر اعتراض محض فضول ہے کیونکہ ان کے طریقہ کی بنیاد اتباعِ سنت پر ہے اور ان کی تصانیف ایسی ہی نصیحت وموعظت سے معمور ہیں اس فتنہ کے ہیجان کا زیادہ تر سبب توحید وجودی کا انکار اور توحید شہودی کا اثبات ہے کیونکہ چار صدیوں سے یعنی حضرت شیخ ابن عربی کے عہد سے لے کر آنجناب کے عہد مبارک تک مسئلہ وحدت وجود کی طرف دعوت سے لوگوں کے کان اور ذہن بھرے رہے ہیں اور حضرت مجدد کا توحید وجودی سے انکار علمائے ظاہر کے انکار کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ مقام جس کی بابت صوفیائے وجودیہ کلام کرتے ہیں آپ اس کی تصدیق فرماتے اور اسے تسلیم کرتے ہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ آپ مقصودِ اصلی کو اس مقام سے بلند تر بتاتے ہیں اور حق تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان غیریت اس نہج سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ وجود حقیقی (جو خارج حقیقی میں متحقق ہے) کی وحدت میں مخل نہ ہو بخلاف وجودیہ کے جو حق اور خلق کے درمیان عینیت ثابت کرتے ہیں مسئلہ وحدت وجود اور وحدتِ شہود کا بیان دیگر دو مکتوبات میں کیا گیا ہے والسلام

مکتوب ششم

بعض شبہات کے جواب میں

حمد وصلوٰۃ کے بعد فقیر جانِ جاناں کی طرف سے مولوی صاحب مہربان سلمہ الرحمٰن مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا طویل التفات نامہ موصول ہوا جو ایسے شبہات پر مشتمل تھا جو تمام تر حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مقالات کرامات سمات پر کئے گئے تھے۔

مخدوما! یہ شبہات آنجناب کی مصطلحات سے عدم آگاہی کی بنا پر پیدا ہوئے اگر آپ کے مکاتیب کی تینوں جلدیں میسر ہوں تو ان کا مطالعہ فرمائیں قلبی اطمینان ہو جائے گا، فقیر تعمیل ارشاد کی خاطر چند باتیں لکھ رہا ہے۔

جاننا چاہئے کہ حضرات صوفیہ لفظِ وجود کا اطلاق تین معنوں پر کرتے ہیں اول وجود بمعنی کون وحصول ہے جو امر انتزاعی اور معقولِ ثانوی ہے۔ دوم وجود منبسط جو پہلے معنی سے انتزاع کا منشاء اور صادرِ اول سے ظاہرِ وجود کا معبر ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ یہ دونوں وجود حضرت ذات تعالیٰ وتقدس سے متاخر ہیں اور ذات کا ان دونوں وجودوں سے مصدرِ آثار نہیں ہوسکتا۔ سوم وہ وجود ہے جو اول الاوائل اور مبدء المبادی ہے اور اس قوم (صوفیائے وجودیہ) کے خیال کے مطابق عین ذات ہے اور ذات اس وجود سے مصدر آثار ہے اور ہمارے حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود اپنے آثار کا مصدر ہے جب وجود اور ذات دونوں حقیقت میں ایک ہوں تو آثار کے صادر ہونے کو خواہ وجود سے منسوب کرو خواہ ذات سے مطلب ایک ہی ہے پس یہ

اختلاف نزاع لفظی کی طرف راجع ہے، تسلسل کو یہاں کیا دخل ہے آپ کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظ وجود کے اطلاق سے بچنا اور ایک کا دوسرے پر حمل بالمواطات سے اجتناب کرنا احتیاط کی بنا پر ہے کیونکہ لسانِ شریعت میں یہ اطلاق وارد نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء توقیفی ہیں۔

دیگر دو شبہات جو حقیقت محمدی (ﷺ) اور حقیقت محمدی ﷺ پر حقیقت کعبہ کی فضیلت کی بحث کے متعلق ہیں وہ مکتوبات جلد ثالث کے مطالعہ سے رفع ہو جائیں گے، ان کے جوابات تحریر کرنا کافی طویل ہے۔ اور جو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے قول قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله کی تاویل میں لکھے ہیں اگر اسے معاصرین کے ساتھ مخصوص کریں تو آنحضرت کی جناب میں کیا نقصان عاید ہوتا ہے اور متقدمین کا استثناء خود اس حکم سے ادب کی بنا پر لازم ہے۔ کیونکہ ان میں سے بعض آنحضرت کے اجداد اور مشائخ ہیں اس حدیث مرقوم لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُہٗ کے بموجب متاخرین کا استثناء بھی جائز ہے کیونکہ تقدیم و تاخیر امرِ نسبی ہے اور ہر متاخر کا متاخر ہے پس ممکن ہے کہ آنحضرت کا متاخر آنحضرت سے افضل ہو۔ میں فقیر التفات نامہ کے مطابق حق اور باطل میں فرق کرنے پر مامور ہوں اور کسی کام پر مامور معذور ہوتا ہے اے اللہ! ہم پر حق کی حقانیت آشکارا کر دے۔ اے اللہ! ہم پر باطل کا بطلان واضح فرما۔

مکتوب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

در دفاع حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

مکاتیب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

جامع

شیخ عبدالرحمٰن بن شاہ محمد عاشق پھلتی

مرتبہ

نسیم احمد فریدی

ناشر

رضا لائبریری، رام پور

۲۰۰۴ء

مکتوب: ۸۴

به نام

خواجه محمد امین کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

(که از مخصوصانِ آنجناب اند، دررفع شبهات مکتوبِ شیخ احمد سرهندی که در باب مقامهای خلت و آنکه حصول آن مرآنحضرت صلی الله علیه وسلم را به واسطۂ بعض افراد امت نوشته اند)

برادر عزیز القدر خواجه محمد امین اکرمه الله تعالی بشهوده سؤال کرده بودند که حضرت شیخ مجدد قدس الله تعالی سرّه العزیز در مکتوب نو دو چهاراز جلد ثالث و غیرآن نیز تصریح کرده اند به آنکه آنحضرت را صلّی الله علیه وسلّم ، بعد هزار سال به واسطۂ بعض افرادِ اُمت مقام خلت حاصل شد و دعاء اللّهُم صلِّ علی محمّد کما صَلّیتَ عَلی ابراهیمَ مستجاب گشت و به اشاره مفهوم می گردد که مراد از آن فرد ذات حضرتِ مجدّد است و این مقدّمه به ظاهر موردِ اشکالاتِ کثیره است ـ از آن جمله آنکه توسط فردی از افرادِ امت در حصولِ مقامِ خلت که از اعلی مقامات است مستلزمِ فضلِ اُو برذات حضرتِ خاتم الانبیاء است علیه الصلوات والتسلیمات ـ و حضرتِ مجدّد متصدّی جواب این اشکال خود شده اند که خدّام وغلمان اگر برای مولای مخدوم لباسی فاخر تیارکنند هیچ منّت ایشان را لازم نمی آید ـ وفیه مافیه واز آن جمله آنکه در حدیثِ صحیح وارد شده است اِنّ الله اتّخذَنِی خَلیلًا کَما اتّخذَ اِبراهیمَ خلیلاً واین

حدیث نصِ صریح است در اثباتِ خلت مرآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را، پس قول بعدم حصول آن مرتبہ الاّ بعد ہزار سال مخالف حدیث صحیح صریح باشد گفتہ نشود کہ مراد از این خلت کہ در این حدیث وارد شد مطلق محبوبیت است نہ خلت مصطلحہ۔ فلاَ اِشکال زیرا کہ تشبیہ بہ خلتِ حضرت ابراہیم علیہ السلام از این تأویل اِبا می کند۔ پس در این مسئلہ آنچہ نزدیک تو متحقق شدہ باشد بنویس بہ این سبب بہ خاطر رسید کہ ہر چہ در حالتِ راہنہ توفیق تحریر آن یابد بنویسد۔

باید دانست کہ کشفِ اہل اللہ راست و درست است؛ لیکن در بعض اوقات حقیقت الامر را بہ طریق اجمال در می یابند و در بعض اوقات بہ تفصیل شج بہ شجے و در بعض اوقات بغیرِ حجاب۔ و متبعانِ کلام صوفیہ لاچار اند از دانستنِ اجمال و تفصیل و اغماضِ نظر از مخالفتی کہ قایل را درمیان کلام مجمل و کلام مفصل می باشد، پس ما شک نداریم کہ در ہر طایفہ از زمان فیضی دیگر فتح می کنند و در این زمان فیضی دیگر درمیان مردمان مفتوح شدہ و چون روح حضرتِ خاتم النبیین علیہ الصلوات والتسلیمات بہ سببِ علوی مبدأ یقین ایشان و عموم فیضی کہ از دستِ ایشان بر مردمان القاء شدہ است و بہ سببِ ظہور انتظام دورہ بہ نوری کہ از حجر بہتِ ایشان سر برآوردہ وَلِاَسْبَابٍ اُخرٰی لانُطیق أن نُحصُوھا غَایَۃً ھٰذِہٖ عنوان حظیرۃ القُدس و شج آن و رُوپوش آن و مظنۂ آن و تمثیل صورت و ہر چہ از این قبیل می توان گفت شدہ است، ہر فیضی جدید کہ در عالم پیدا می شود و بہ تازگی بر روی کار می آید ضمیمۂ

حظیرۃ القدس می شود بہ سبب احجار بہتہ ، ای نفوسِ بنی آدم کہ طبقۃ بعد طبقۃ پیدا می شوند۔ اہل دل بسا است کہ این امر را اجمالاً ادراک کنند و بہ این لفظ تعبیر نمایند کہ این کمالات الحال آن جناب را حاصل شدہ است و تفصیلِ این کلام و ایفای حقّ آن است کہ گفتہ شود مصلحتِ کلیۂ الٰہیہ تقاضا کردہ است کہ بعض شروح و تفاصیل و عکوس تجلیِ اعظم در ہر عصر پیدا شود و منشای آن حجر بہتِ شخصی باشد از کمل و آن حجر بہت بہ آن نور مجدّد بہ منزلۂ شعاعِ تجلی اعظم و بہ مثابۂ اعراض آن جوہر افخم گردد و آن بہ طور خود است بہ حسبِ اطوار و ادوار و بہ طور خود است بہ حسبِ اشخاص و ازمان و این فقیر اشارتی کردہ بہ این قسم ظہور و بہ این قسم استکمال در این بیت:

باجمالِ ذاتیش حسنِ دگر در کار شد

چشمِ اورا سرمہ ام یا زُلفِ اورا شانہ ام

چون این مقدمہ ممہد شد مقدمہ ای دیگر باید دانست کہ حقایق اجمالیہ کہ بر اہلُ اللہ ظاہر می شود چون لغت وعرف از تعبیر آن کوتاہ است ہمین طایفہ لفظی از کتاب وسنت کہ بہ حسب فن اشارۃ و اعتبار بر آن حمل توان کرد، می گیرند و آن را عنوان آن حقایق اجمالیہ فایضہ بر قلب ایشان می گردانند و سخن را بہ آن مربوط می سازند و آن معارف غامضہ را در پردہ آن لفظ ادا می فرمایند۔ متفرسان از مطالعہ کنند گان را لازم است از خصوصیت آن لفظ اغماضِ نظر کنند و مطمع نظر خود ہمان حقیقت اجمالیہ ومعرفت غامضہ سازند۔ پس فیما نحنُ فیہِ اقامتِ لفظ خلت و استجابت دعاء اللّٰھُم صلِّ علی محمّد کما صلّیت

عَلی اِبراھیمَ وتصویر دایرہ ای کہ مرکز آن صرفِ ذات است و محیط آن کمالات ذات و باز صیرورت آن مرکز دایرہ تامہ کہ مرکز آن محبوبیت است و محیط آن امتزاج محبت ہمہ نیرنگ فن اشارۃ و اعتبار است۔ اعتراض بہ مثل این مقدمات وارد نمی شود چنانکہ در صورتِ رَأیتُ اَسَدًا یَرَانِی اعتراض بہ فقدِ اَنیاب و اظفارِ اَسد یا دُبر و ذَنبِ اُو وجھی ندارد و ہمچنین سخن در حقیقتِ قرآن و حقیقتِ کعبہ و حقیقتِ محمدیہ و بیان دوایر و اقواس۔

پس خلاصۂ کلام آن است کہ بعد از اَلف فتح دورہ ای دیگر شدہ است کہ بہ بعض اعتبارات اجمال فیوض متقدمہ است۔ مثلاً احوالِ قلب و رُوح و سر غیرآن ہمہ مجمل شدہ ہیئتِ جمعیت پیداکردہ و بہ بعض اعتبارات تفصیل فیوض متقدمہ است۔ مثلاً مسایل حجر بہت و انانیتِ کبریٰ در این دورہ مفصل تر است از ادوارِ سابقہ و تفصیل حقایق این دورہ شرحی می طلبد کہ این ورق گنجایش آن ندارد و بالجملہ شیخ مجدد ارہاص این دورہ اند و بسا معرفت مختصۂ این دورہ کہ از زبان شیخ بہ طریق رمز و ایماء سرزدہ و شیخ قطبِ ارشاد این دورہ است و بردست وی بسیاری از گمراہانِ بادیۂ طبعیت و بدعت خلاص شدہ اند۔ تعظیم شیخ تعظیم حضرت مدوّرِ ادوار و مکوّنِ کاینات است و شکرِ نعمتِ شیخ شکر نعمت مفیض اوست اعظم اللہ تعالیٰ لہ الأُجور۔ فقیر در اکثر معارف کہ شیخ بہ زمانِ فتح دورہ آوردہ، مصدّقِ اوست، مثل اشارہ بہ توحیدِ شہودی۔ اگرچہ شیخ از رمز و ایماء در آن تجاوز نکردہ و سخن بی پردہ ادا نفرمودہ و مثل قول بہ حقانیت علماء اہل سنت در معارفِ اجمالیہ کہ بہ تقلید انبیاء علیہم السلام اخذ

کرده اند و مخالف نبودن آنها با تحقیقاتِ صوفیہ۔ زیرا کہ معارف علما مقتضی است بر بیانِ حظیرۃ القدس و تجلی اعظم و آن متعین است در نفسِ کلیہ بسان صورت رائي کہ در مرآۃ متعین شود۔ از این تعین بساطتِ اُولی چند مرحلہ برتراست و ایشان ہرچہ ازاین مرتبہ خبر می دہند ہمہ راست و درست است و در این صورت واجب است قول بہ حدوثِ ماسوای اللہ و قول بہ ارادہ کہ تعلقاتِ متجدّدہ داشتہ باشد۔

این است آنچہ نزدیک فقیر در شرحِ معارفِ شیخ مجدّد متعین شدہ و اگر تحقیقِ دانشمندانہ در حلّ این اِشکال سر دہیم می توانیم گفت کہ غرضِ شیخ اثبات اصلِ خلت است آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم در اوّلِ امر بغیر توسط واثباتِ توسطِ خود در فیضانِ خلت بر بنی آدم ۔ بہ این معنی کہ بہ توسط او بعد ہزارسال مردمان حصہ ای از آن خلت یافتند و در اینجا ہیچ خدشہ نمی آید۔ زیرا کہ فضایل اضافیہ مثل مقتداء و متبوع عجم شدن بہ توسط خلق متحقق شدہ است وہمچنین ہر عالمی کہ بہ سببِ او جمعی مہتدی شوند و اتباع حضرت خاتم الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم درست کنند و آن عالم واسطہ عموم دعوت و مقتداء بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرآن قوم را خواہد بود، انکارِ آن مکابرہ است والحمدللہ تعالیٰ اوّلاً وآخراً وظاہراً و باطناً وصلّی اللہ علی خیر خلقہٖ محمّد وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم ۔

رسالۃ الذب عن القطب الربانی والامام الصمدانی

تالیف

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ

خاتمہ خطی نسخہ مکتوبات امام ربانی

مخزونہ کتابخانہ اسلامیہ کالج، پشاور

نمبر ۹۳۹

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الفیاض فضله وعطائه بخلع انعامه علی اولیائه فهم بذلک له حامدون واختصهم بمحبته واقامهم
فی خدمته ودعاهم الی حضرته واظهر فیها مراتبهم فالسابقون السابقون اولئک المقربون وفتح لهم ابواب فضله
ورفع عن قلوبهم حجاب بعده فهم بین یدیه متادبون والطهم بوده وآمنهم من اعراضه وصده الا ان اولیاء
اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ونور بصائرهم بفضله وطهر سرائرهم واطلعهم علی السر المصون
وصانهم عن الاغیار وسترهم عن اعین الفجار وجعل المنکر علیهم کالهباء الا انهم عرائس ولا یری العرائس المجرمون
فاذا انکر علیهم ولی من اولیاء الله او سمعوه نسبوه الی الزندقة او الجنون وتریهم ینظرون الیک وهم لا یبصرون
فمنهم المنکر لکراماتهم ومقالاتهم ومنهم المبغض لمقاماتهم ومنهم السالب لاعراضهم ومنهم المعترضون یعترضون
علی احوالهم ویخوضون بجهلهم فی مقالهم وهم یستهزءون الله یستهزئ بهم ویمدهم فی طغیانهم یعمهون اولئک
الذین اشتروا العمی بالهدی فما ربحت تجارتهم وما کانوا مهتدین مثلهم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت
ما حوله ذهب الله بنورهم وترکهم فی ظلمات وهم لا ینظرون یجعلون اناملهم فی آذانهم من الصواعق حذر الموت
البرق یخطف ابصارهم وهم لا یرجعون ولو شاء الله لذهب بسمعهم وابصارهم ولکنهم فی ذلک مستدرجون
ربما احاطتهم شقاوتی الدنیا والآخرة فاولئک هم الخاسرون ان الذین ضلوا اوصاروا کالانعام
سواء علیهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم فانهم لا یفقهون والذین فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا وهم لا یفقهون
ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم وعلی ابصارهم فانهم لا یسمعون ومنهم من یقول آمنا بالله وباولیائه وما هم
بمؤمنین اللهم امطر علیهم حجارة من السماء بما کانوا یکذبون ومنهم من یخادعون الله واصفیائه ولا
ولا یخدعون الا انفسهم وما یشعرون اللهم انزل علیهم کسفا من السماء بما کانوا یفسقون واذا قیل لهم لا تفسدوا
فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انهم هم الکفرة الفجرة واولئک هم المفسدون واذا قیل لهم آمنوا کما آمن
الناس قالوا انؤمن کما آمن السفهاء الا انهم هم السفهاء ولکن لا یعلمون واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا واذا
خلوا الی شیاطینهم قالوا انما نحن مخدعون اللهم انزل علیهم رجزا من عندک بما کانوا یظلمون فسبحان
من قرب اقواما واصطفاهم لخدمته فهم علی بابه لا یبرحون وسبحان من جعلهم نجوما فی سماء الولایة وجعل
اهل الارض بهم یهتدون وسبحان من اباحهم حضرة قربه والمنکرون عنها مبعدون فالاولیاء فی جنة القرب

متنعمون والمنکرون علیہم فی نار الطرد والبعد یعذبون لا یسأل عما یفعل وہم یسئلون ونطق کلامہ العزیز
فی حق اصفیائہ واولیائہ اولئک علی ہدی من ربہم واولئک ہم المفلحون واشہد ان سیدنا ومولانا ووالدنا
وقدوتنا الی اللہ جل سبحانہ افضلنا واولینا محمدا عبدہ ورسولہ وصفیہ ومجتباہ وخلیلہ ومحبوبہ الذی اعطاہ
اللہ تعالیٰ وبث فیہ سر الافعال والاسماء والصفات والذات وعلمہ علوم جمیع الکائنات فکان ذالک العلوم لہ مجملا
وتفصیلا من کل الجہات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وشیعتہ ووارثیہ وحزبہ صلوٰۃ وسلاما کلما
ریاح السعادۃ وفاح مسکہا وعطرہا علی کل قلب منیب فتاب واستغفر اللہ تعالیٰ سبحانہ واناب وبعد
فیقول العبد الضعیف المسکین المتمسک بالعروۃ الوثقیٰ والحبل المتین قلیل البضاعۃ وعدیم الاستطاعۃ
احد خدام حدیثہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم وشمر دن این احقر عاصی خاکسار بے مقدار خود را از جملہ
خادمان حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم بمثابہ زال یوسف است علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
چنانچہ در خطبہ رسالہ السیف المسلول علی من اعرض عن سنۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ
وسلم ایمائی بران شدہ است میرزا خان الملقب باوحد الدین المدعو علی لسان بعض العارفین:

بمرزا جان بالجیم مکان الخاء المعجمۃ البرکی تم الی الندہری بنصرہ اللہ سبحانہ اجعوب نفعہ وجعل یومہ خیر امسہ
ہذہ رسالۃ عظیم النفع الفہا خالصا لوجہہ الکریم موجبا للفوز لدیہ فی جنات النعیم تؤذن بوجوب تسلیم کل ما
قالہ القوم من السادۃ الصوفیۃ وتکلموا بہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وفی اعلی غرف الجنان اسکنہم وارقدہم سمعا
وطاعۃ وعدم الاعتراض علیہم لا باللسان ولا بالجنان والاجتناب عن التفوہ علیہم بشیء وتفویض علم مالم نفہم
الی اللہ سبحانہ والی مراد قائلہ فانہم کلا علی ہدی من ربہم بل اولئک ہم المحرزون قصبات السبق فی
میدان الفلاح والہدایۃ ہیہات ہیہات لو بلغ غیرہم ممن المنکرین علیہم لا عشر معشار ما بلغوا
وان طریقتہم کلہا محررۃ بالکتاب والسنۃ سدا ناوٗ لحمتہا منہما وبیان انہا لا تکون مذمومۃ الا ان
خالفت صریح القرآن او السنۃ او الاجماع لا غیر واما اذا لم تخالف فغایۃ الکلام انہ فہم اوتیہ رجل مسلم
فمن شاء فلیعمل بہ ومن شاء ترکہ وان علم التصوف عبارۃ عن علم القدح من قلوب الاولیاء حین
استنارت بالعمل بالکتاب والسنۃ فکل من عمل بہما انقدح لہ من ذالک علوم وآداب واسرار وحقائق
تعجز الالسن عنہا نظیر ما انقدح لعلماء الشریعۃ من الاحکام حین عملوا بما علموہ من احکامہا ولیس للکاتب
مجتہد اجتہادہ شیئا لم یصرح الشریعۃ بوجوبہ او لا من ایجاب ولی اللہ تعالیٰ حکما فی الطریق لم تصرح
الشریعۃ بوجوبہ کما صرح بہ بعض المحققین منہم الامام الیافعی وایضاح ذالک انہم عدول فی الشرع
اختارہم اللہ عزوجل لدینہ فمن دقق النظر علم انہ لا یخرج شیء من علوم اہل اللہ تعالیٰ عن الشریعۃ المطہرۃ
وکیف تخرج علومہم من الشریعۃ والشریعۃ ہی وصلتہم الی اللہ عزوجل فی کل لحظۃ وبالجملۃ فما انکر
احوال الصوفیۃ الا من جہل حالہم کما سیاتی ایضاح ذالک کلہ مفصلا ومبینا ان اراد منی العلیم الحکیم

فخاب والله تعالی وخسر من طعن فی طریقتهم او عقیدتهم او شیء من احوالهم او مقاماتهم او مقالاتهم
نسأل الله تعالی العافیة منه آمین فهذه شهادتی علی نفسی انه من عند کل من رآها ووصلت الیه
یودیها اذا سئلها حیثما کان نفعنا الله تعالی وایاکم بهذا الایمان وثبتنا علیه عند الانتقال الی الدار
الحیوان واحلنا دار الکرامة والرضوان وحال بیننا وبین دار سرابیل اهلها قطران وجعلنا من العصابة
الذین اخذت الکتاب بالایمان وممن انقلب من الحوض بهم ریان وثقل المیزان وثبت منه علی صراط
القدمان انه المنعم المحسان آمین آمین آمین ثم اعلم یا اخی ان معظم قصدی ومطمح نظری بتالیف
تلک الرسالة الذب عن القطب الربانی والامام الصمدانی صاحب الکمال الرحمانیة العارف الکامل
والعالم الفاضل قطب سماء الحقیقة ومجمع اسرار دقائق الطریقة بلبل الافراح عمدة اسرار الملک الفتاح
احد من اعطی له علم الظاهر والباطن وثبت له فی سائر الاماکن الی یوم ینفخ فی الصور قطب الوجود
والنور المجدد شیخنا وقدوتنا الی الله سبحانه الشیخ احمد الفاروقی النقشبندی الکابلی ثم السهرندی
نور الله تعالی ضریحه ومضجعه وفی اعلی غرف الجنان ارقده واضجعه والله ثم والله تبارک وتعالی ما اعطی لذباب
مثلی قدرة ان یقوم بالذب عن مثل هذا الولی الذی هو عز وجل عمدة الابرار وکالشمس فی رابعة النهار کیف
وقد بعثه الله سبحانه علی رأس الالف الثانی لیجدد دین هذه الامة المرحومة کما نطق به الحدیث الصحیح الذی
اخرجه الطبرانی وابو داود وابن عساکر عن ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وعلی آله وسلم
ان الله یبعث لهذه الامة علی رأس کل مائة من یجدد لها امور دینها وقد تلقت الامة برمتها هذا الحدیث
بقبوله من اهل الظاهر والباطن ولکن غیرة الجناب الالهی عز وجل جرانی وحدانی وحملنی للتشمر بالذب عنه
لاجل ما قیل فیه فانا اول محروم من هذه الکرامة المخصوصة له وانی لست بقادر لدفع الذب
علی النبی فضلا ان اقوم بالذب عن مثل هذا الولی الذی نطق الشجر والحجر والمدر حتی الحیتان فی
والنمل فی حجرها والطیور فی وکرها بل جمیع الکائنات بولایته الی یوم یقوم الناس بین یدی رب العالمین
ونصب الصراط والمیزان ویساق الی جهنم المنکرون بسبب انکارهم علی اولیائه وعدم احترامهم اصفیائه
وعدم الانقیاد والاستسلام والاذعان لما یتکلم به احبائه ولذلک نرد ونقول التصحیح جوابا عن کلمات
صدرت عن الشیخ وصار بها مورد اللطعن واللوم حاشا ثم حاشا لجنابه ان یتکلم بما یخرق به سور الشرع

او یهدم شیئا من ارکان الدین لا والله تعالی والکلام فی الاجل مهلة وضعت انا الله سبحانه
رسالة اخری بالفارسیة واکتب اجوبة الاعتراضات بعینها بالترتیب بان اذکر کلامه الذی یوهم بظاهره منافی
الشریعة واذکر ما اورد علیه واکتب جوابه تحتهما ثم وتم الآن یتم بهذا النسق واصدر معظم اجوبة منها بدلیل
عقلی ونقلی من حدیث او کلام الاکابر من السلف والخلف واجیب عنها بنصوص الشیخ فی مکاتیبه الشریفة
وغیرها فان ارجح ما یرد به عن الشخص ما ذکره فی مؤلفاته کما فعل القطب الربانی والعارف الصمدانی
الامام الشعرانی فی الذب عن مربی العارفین ومقتدی الاصلیین الشیخ محیی الدین ابن العربی نور الله تعالی

ضريحهما ومرقدهما وفي اعلى غرف الجنان اسكنهما وارتبهما فانه لوكان يعتقد غيرها لما ذكرها في مؤلفاته لان
اذعان الشخص بخلاف ما يجد في نفسه محال كما في حاشية البيضاوي للفاضل السيالكوتي وان كان في
كل نقل اذكره في هذه الكراريس استغناء عنها لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيد ومن تعاطى النظر بعين
ظاهر الاعتساف او انغمر في لجة الاعوجاج واللجاج فلا يفيده التطويل ولو تليت عليه التورية والانجيل
وانادي بصوت رفيع ايها المسلمون ان الشيخ المذكور الذي نحن بصدد ذبه عن الاشرار الذين لا يخشون
الله تعالى كان حامل لواء العلم بالله اعني العلوم والمعارف اللدنية قل من اعطي مثله وكشف له
الغطاء فشاهد الجمال الاسنى وسكر بمحبته للمولى وعرفه باسمائه الحسنى وصفاته العليا وتحلى من صفاته
بمحاسن الاخلاق وشاهد عجائب ملكوته وغرائب حكمته وعظائم آياته الكبرى وقربه في حضرة قدسه
واجلسه على بساط انسه وقلبه بصفات الجمال والجلال تجلى جعله مطالع انواره وخزائن اسراره ومعادن
المعارف والحكم وسبحان من انشر اعلام ولايته واحيى به الدين ونفع به المريدين وجلى به عن القلوب
الصدى واغاث به العباد واصلح البلاد فهو الناطق بالحق عن الحقيقة والمرشد الى سلوك
الطريقة نطق بالحكم من بحور تلاطم امواجها وبار ثجاجها فاستقرت دار التوحيد في مروجها ولاحت
الانوار على ساحاتها وانبسطت في الاقطار وتشعشعت في الامصار فاستخرج منها اللآلي الكبار
وادى من العلوم اللدنية جواهر الاسرار وخرقت له الحجب العلوية والعلوم الالهية والانفاس الرحمانية
الروحانية فاتضح له العلم المصون وانكشف السر المكنون من غير ان تكون له دعاوى عريضة بانه
مشهود مع الحق حضرة الاسم الظاهر فاعطى مقام الصولة والهمة والشطح واظهار العلو على امثاله
واشباهه لمن هو اعلى منه في مقامه وهذا المقام وان كان رفيعا فثم ما هو ارفع منه وهو مقام
الادب .. مقام الذل والمسكنة فان من شطح على احكام الله تعالى فهو اكثر ادبا ممن شطح على عباد الله تعالى
فان الله سبحانه يقبل الشطح لوسعه بخلاف المخلوق لضيقه وثم قوم يشطحون على اهل الله من شهود حضرة
خياله فهو لا كلام لنا معهم ولا يعرف علو مكان هذا الحبر الرباني والعارف الصمداني الذي لم تلد النساء مثله لا بعده
ولا قبله من دهر طويل الا من منحه الله سبحانه علمي الظاهر والباطن واما من وقف فهمه وصار جامدا
على ظواهر العلوم الظاهرة بحيث لا يترقى عنها فانه المحجوب عن فهم العلوم الذوقية اللدنية مبعد عن درجات
الكمال فهو يخبط خبط عشواء حتى بارز الله سبحانه بالمحاربة من غير ان يعلم بنفسه ولا يشعر فهو ملحق بالاخسرين
اعمالا الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا كما قال الله تبارك وتعالى افمن زين له
سوء عمله فرآه حسنا فقد جعل الله تعالى افعاله القبيحة في عينه حسنة ليكون سببا لهلاكه وكان الامر كذلك
في بعض الناس في زماننا وقد شوهد فالله سبحانه يبتليهم بعدله وهو المنتقم عمن يحارب اولياءه كما نطق به
الحديث الصحيح وما مثال منكري الاولياء عند خروجهم من الدنيا الا كسراب بقيعة يحسبه الظمآن ماء حتى اذا جاءه
لم يجده شيئا ووجد الله عنده الآية لانهم يعتقدون في دار الدنيا انهم على شيء من الحق وهم في محض
باطل وتعصب وعناد فلا يحصل لهم الانقلاب الا في عالم البرزخ لانه محل تحقق التمييز بين السعداء والاشقياء
فيا خسران المنكرين في ذلك اليوم ويا فضيحتهم اذا شاهدوا الشيخ المذكور في موكب الاصفياء والصديقين
ويا ليت شعري ماذا يقول القائلون في هذا الاستاذ الاجل في عالم البرزخ وماذا يقولون ايضا فيمن قربه
الرسول صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم واحاط بهم بحضرة اصحابه الكرام رضوان الله تعالى عليهم اجمعين

وان كان ذلك بمثابة قرب الخادم مع مخدومه لما راه عند ابنائه واخوته ومقربيه الذين فوقه في الرتبة بيقين واين مرتبته من مرتبتهم شتان بينهما كبين السماء والارض وماذا يقولون ايضا فيمن اكرمه الله سبحانه وجعله من جملة من يجدد دين هذه الامة وبعثه على راس الالف الثاني وماذا يقولون ايضا فيمن اكرمه الله سبحانه واصطفاه الله باعطاء هذه المعارف والاسرار والحقائق فانكشف له العلم المصون واتضح له السر المكنون شرب روحه راح المحبة في حضرة القدس فسكرت عند مشاهدة الجمال على رب الانس فهو انصف المحب والجليس له مقرب نور الله تعالى ضريحه ومضجعه وفي اعلى غرف الجنان ارقده واضجعه وسبب نكران بعض المنكرين الذين لم يطلعهم الله سبحانه على العلوم الكشفية والحكم الذوقية على هذا العارف ان الاولياء المتقدمين لم يدعوا مثل دعاوي هذا الشيخ وانه قد اظهر العلو على امثاله واشكاله بل على من هو اعلى منه حاشاه من ذلك فان الله سبحانه لما اظهر هذا الكولي وفتح عليه بشيء تكل عنه الالسن ويعجز عن وصفه البشر فاظهر معارفه ومواجيده على رؤس الاشهاد بمقتضى عزمن قائل واما بنعمة ربك فحدث كما سياتي الكلام على ذلك كله بالبسط بما لامزيد عليه ان شاء الله تعالى فلما راى ذلك المنكرون انكروا عليه وقالوا انه يدعي شيئا ونبوة بما لم يكن فيه منهن ذرة واحدة والشيخ بمعزل عن دعاوي عريضة وتكلمه بما يخرق سور الشرع حاشاه من ذلك قدس الله سره ثم والله ماذلك الا الحرمان والخسران والطرد عن حضرته سبحانه بسبب انكارهم واعتراضهم على مقالات مثل هذا العارف كرم وجل وغاب عن هؤلاء الذين لا يخشون الله تعالى ان مثل الاولياء والفقراء الصادقين لكنه صاحب الجدار وقد يعطي الله تعالى من جاء في آخر الزمان ما حجبه عن اهل العصر الاول فان الله تعالى قد اعطى لمحمد صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم ما لم يعط الانبياء الذين مضوا قبله ثم قدمه عليهم في المدح ويا لله العجب من كثير من المنكرين ينكرون ما اجمع عليه الاولياء والصديقون بما وصل اليهم على لسان فقيه واحد وربما يكون استناده في ذلك القول الى دليل قياسي ضعيف او الى شذوذ من القول ما ذاك الا والله لغلبة الحرمان كما سياتي والذي اقول ان التحقيق وادين الله تعالى بالاعتقاد في صحة كلامه ومعارفه ومقالاته وولايته ان الشيخ كان رئيس الطريقة حالا وعلما وامام التحقيق حقيقة ورسما ومحيي علوم العارفين فعلا واسما وهو بحر لا يكدره الدلاء وسحاب لا يتقاصر عنه الانواء وجبل لا تنزل عليه الناموس بنفحة عن مكانه كانت دعواته تخرق السبع الطباق وتفترق بركاته فتملأ الآفاق واني اصفه وهو يقينا فوق ما وصفته وناطق بما كتبته وغالب ظني اني ما انصفته وما علي اذا ما قلت معتقدي دع الجهول يظن العدل عدوانا والله والله والله العظيم ومن اقامه حجة للدين برهانا ان الذي قلته عز وجل سبحانه وتعالى تبارك وتقدس بعض من مناقبه ما زدت الا لعلي زدت نقصانا ولقد اجاد فيما افاد صاحب خزانة المفتين بعد ما اورد نبذة من مدح سيدنا ونبينا محمد صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم في خطبة كتابه هذا حيث قال ما ان مدحت محمدا بمقالتي لكن مدحت مقالتي بمحمد اللهم صل وسلم وبارك عليه وعلى آله وصحبه واخوانه من النبيين والصديقين عليه وعليهم الصلوة والسلام عليه وعليهم الصلوة والسلام كما يليق بعلو شانه وشانهم ويحرى وعظم ومجد وكرم وشرف وبارك كذلك وارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين بحرمة سيد البشر المطهر عن زيغ البصر ربنا لا تواخذنا ان نسينا او اخطانا فانصرنا على القوم المنكرين الطاعنين

علی اولیائک و علی القوم المطرودین عن بابک بسبب انکارھم علی اصفیائک واجعلنا من المصدقین المؤمنین بکراماتھم و مقالاتھم آمین اللّٰھم آمین

احقاق الحق در رد تحفه اثنا عشريه

هذه الرسالة من مصنفات القاضي

محمد ثناء الله العثماني المجددي

باني پتي الهندي رحمه

الله واسكنه

بحبوحة

جنته

فرغ من تاليف هذه الرسالة يوم السبت الخامس

والعشرين من شهر شوال سنة ستين

ومائة بعد الالف من

الهجرة على صاحبها الصلاة

والتحية

الحمد بلغنا **بسم الله الرحمن الرحيم** ادعى بها تمامه

الحمد لله الذي لا يصلح عمل المفسدين ويحق الله الحق بكلماته و
لو كره المجرمون والصلوة والسلام على من فضله على جميع خلقه حتى الانبياء
والمرسلين وجعل من تبعه من الهداة المهتدين وعلى من تبعه كمال المتابعة
من العلماء الراسخين بعد از حمد و صلوة معروض می آید که از اعاظم مقاصد انسان است که محبت
الهی محبت و انقیاد بهم رساند و از غیر او بکلی دل برداشته وابسته محبت اولیاء و مشائخ و توجهات
چه از بعض محبت علمی که این بزرگواران را بعد از عین آن حضرت صلعم از حضرت مبارک شرف اقدس اعلی علیه الصلوة
والتسلیمات رسیده است بهتر شد می تواند رسید والا محال است و دونه خرط القتاد پس محبت این
بزرگواران واجب آمد که از اهم مقاصد حاصل میشود قوله تعالی وما خلقت الجن والانس
الا لیعبدون ای لیعرفون پس تحقیقها این طائفه از رسوم قاصر شد بل بهتر از آن و محبت اهل
بغض [illegible] از محبت ما [illegible] به تنها بعض از جان زنند یا رب از جان و از ایمان زنند و چون بعض
از علما این بزرگواران از اهل علم خود دانسته و در جهد [illegible] و اجتناب [illegible] شریک حال خود ساخته و از
شان علمی و رتبه و برا عاظم اولیاء کلام ایشان نافهمیده سخن چنین نموده و از دریافت فضایل
ایشان محروم ماندند چنانچه بر کلام امام العارفین زبدة المقربین قدوة العلماء والراسخین
المتمسکین بمحکمات کتاب الله و متشابهاته الواقفین علی رموز خطاب الله

ولطائفه

بعضهم علی بعض چه باید گفت اعتراض چهارم آنکه از حضرت ایشان بجناب
حضرت خواجه که پیر و مربی ایشان بودند تقصیرها در رعایت ادب بظهور آمده
حق نعمت شناسی نیست جواب آنکه بهتان محض است رعایت ادب حضرت
ایشان در هر جا هست و مکاتیب شریف باید جست والله یقول الحق
وهو یهدی السبیل قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت
ویؤمن بالله فقد استمسک بالعروة الوثقی لا انفصام لها والله
سمیع علیم قول در باب حضرت غوث الثقلین گفته اند الی آنکه ملتفت بود
اعتراض دیگر آنکه در باب حضرت غوث الثقلین رضی الله عنه گفته که کثرت
ظهور کرامات بسبب قلت تقصیر علم است و این بی ادبی است جواب آنکه حضرت
ایشان آنچه توصیف حضرت غوث الثقلین نموده اند در جلد ثالث از
مکاتیب شریف واضح است که آنحضرت را از دوازده امام شمرده اند
و بعد حضرت امام عسکری رضی الله تعالی عنه آنحضرت را بالاصالة قطب
ارشاد و کمالات [illegible] فرموده منسوخ نموده که ولایت کمالات جمیع تابع غوث
الثقلین اند و این [illegible]
[illegible] از راه اخبار
واقع شده

واقع باشد بسیار از آنکه تفتیش جابجا گاهی از یکبار دیدن بعید است و اگر این قسم اخبار این فقیر نویسد

کدام هزاران را در کشف باشد که معلوم نماید پس محروم مانند و برای این نوع هم

باشند که مردم بسبب قلت کرامات از اولیاء بے اعتقاد نشوند چه حضرت

خواجه فرموده اند که اکثر از ظهور کرامات وقت وفات نادم شدند الا

حصحص الحق قال رضی الله عنه انکار مکرم که حکمت در پیدا کردن من الی الله

اعظم است از ... حاصل آنکه گفته اند که ذوق کمال محمدی و کمال ابراهیم هر دو جمع

شده اند این اعظم است از همه جواب آنکه حاصل کلام شریف آن است که از کمال

متابعت حضرت رسالت مرتبت علیه السلام والتحیة و متابعت ابراهیم

علی نبینا علیه السلام که بحکم واتبع ملة ابراهیم حنیفا در ضمن آن متابعت

حق سبحانه بطفیل هر دو صاحب شریعت چنانچه خادم را از مخدوم میرسد کمالات

آن هر دو صاحب شریعت بهم رسید و از اولیاء هیچ کس برسد این اظهار نعمت

و شکر است و اگر افضلیت بر اولیاء هم معلوم شود مضایقه ندارد چه اولیاء

سابق کلمات افضلیت بر فضل خدا بسیار فرموده اند و حضرت غوث الثقلین

قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله که مشعر به عظمت ارشاد کمالات است

و غیر آن بسیار فرموده اند و اکثر از این امور از اعاظم امور است اما نه از آن

سب العظیم میدان یک بنا را فضل داد و نوشته گفته اند ترکیب جوهر من الی الکرم

رسمست بنا حاصل آنکه موصوف که جوهر من از بقیه جوهر با خمیر مایه وجود حضرت

رسول علیه السلام است چنانچه نخل از بقیه طینت آدم است جواب آنکه این چه

مضایقه دارد چو لکه پیدایش نخل بقیه طینت آدم علیه السلام نخل با آدم بلکه با یکی از بنی

آدم مساوات نمیتوانند کرد و بزرگی آن بر اشجار لازم می آید هم چنین در مقصود

هم مساوات با یکی از انبیا لازم نمی آید بلکه بزرگی بر اولیا لازم می آید و بودن

جوهر حضرت ایشان نیز جوهر حضرت علیه الصلوة والسلام از فضل بعید نیست

چه اگرچه طعام مثل سلطان محمود به ایاز نیز رسد که در خورد او لیکن از کمال

مکرمت ایاز را آن میداد که خود میخورد دیگران دعوی نمی توانند کرد که ما

از نیز مت حضرت ایشان برخی بر لازم می آید و آن بالاجماع باطل است

جز آنکه صحابه بسبب اختلاط و کمال متابعت و مباشرت آن سرور خیار شده

بودند که بطفیل آنها در حقیقت بشان علی خیر ختم آن سرور خدمه مسلا لکه افسانه در

نمک افتد و نمک نیز داخل بوده از طعام که در وی خیر نمک افتد نشان ها سهما جواب

دیگر سطوری که حضرت مرتضی رضی الله عنه بر جوهر مبدا اثبات و نانغ فرمودند

علیهم اگر بالفرض و ان کان محالا این قسم نباشند از حسن ظن و متابعت

چه قسم

با این قسم اولیا که توجه او فی النظر کو نکات شان حکم کیمیا دارد و چنانچه بمرعی

پرستان روشن است با هیچ مرزی نمی رسد و اگر این چنین باشد کما هو المتعین

پس انکار شما حضرت ایشان را که از جوهر پاک خبر یافته فی الجمله انکار جناب

حضرت رسالت مرتبت رجوع میکند نعوذ بالله منها قد جاء الحق

وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ؛ و نیز در

متابعت را هیچ مرتبه است همه مراتب حاصل است از متابعت پیغمبر علیه السلام

محال نیست و الا متعذر اخر البودی لیکن کمال آن مرکه ملازمان باشند که

صلی الله علیه وسلم مثل امتی کمثل المطر لا یدری اوله خیر ام آخره ؛ که نه

جمیع کمالات محمدیه با تفاوت در مراتب حاصل است لیکن به تبع و طفیل

از این جهت مساوات با دیگر انبیا علیهم السلام لازم نمی آید فضلا عن المرتبة العلیة

العالیة للمصطفویة چه اگر انچه شاه نبی علیه [illegible] خورده بود اولیش از هر طعام

بکار [illegible] خورد بلکه [illegible] هم این است مرتبه آن بیرونی [illegible]

شاخ دیگر چه رسد اگرچه با اعتبار جنس خود مرتبه تسهیل نموده

اول از اینجا شرح کلام حضرت ایشان نموده می آید فقال رضی الله عنه

من یرد الله [illegible] والله [illegible] من [illegible]

[illegible]

معشوق جہت یعنی مراد از ما بعد آن ذریعہ چنانچہ از کلمات جد الوا دعیت بجانب آنکہ
بود المحبتی بطفیل سید البشر اجتبا، و مرا نیز ہم دارم بکلام حضرت
خواجہ کہ بیان نمودہ شود شاہد است و در مرادیت و اجتبا و جہت عشق
از جانب معشوق ہم میشود چنانچہ حضرت خواجہ در بیان حضرت رسالت فرمودہ اند
"عشق معشوقان نہان است و ستیر، عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر، نہ
لیک عشق عاشقان تن زہ کند، عشق معشوقان خوش و فربہ کند" و معشوق اقرب است
از حبل الورید بیقین است کہ خدا در اجتبا ہر کس کہ خواہد احتیاج وسایط
نیست و سایط از نگاہ بلکہ ادنی طالب اعلیٰ شود و یقینی است کہ فقرا را
در طلب است باشد، و سایط باید و شد یا در طلب نفر حاجت وسایط
پس این کلام حضرت ایشان درست است لیکن چونکہ اجتبا، خبر انبیاء و نبیرہ را صلی الله علیه وسلم
علی تفاوت الدرجات در رنگ سایر صفات وجوبیہ بمنزلہ ظل اجتبا آنکرد است
ہدایت طلبی و انابت است و تابع اوست و ہم ماقبل اجتبا، سلوک است کہ عبارت
از اتیان شریعت است پس در صورت ہم از طلب و تابع بودن چارہ نیست
بلکہ در صورت حق نعمت کبریٰ و زیادہ است و این ہا کلا محبت بود آن
بسوی میسر نمی شود و مشکل کلی راہ زیر پوشیدہ کردہ حق و نیز برو میشود لیکن

اصالت با بهره هم و هرچند اتم اما محض شریک دولت این ام بهمون دو
اعتبار است نه شرکتی که از همسری خیزد که آن کفر است بلکه شرکت
خادم با مخدوم چرا اگر آن شرکت نبودی که اجتبا، و مرادیت حضرت ایشان
ظل و تابع اجتبا سید البشر علیه من الصلوة افضلها نبودی و این متصور
جز وجود و توابع آن هر کس را طفیلی او جست لولاک لما خلقت الافلاک
ولما اظهرت الربوبیة شاهد این معنی است تا نخواسته آنچه است باین دو
دراز نکرده ام، هرچند اویسیم اما مربی حاضر ناظر داشتم بدو اعتبار سابق و هرچند
در طریقه نقشبندی تحکم در سلوک و اعداد جذبه اجتبا، بهرحال همه اینها
تمام کلام حضرت ایشان تا دیگری مربیانی جلت نه ام و محبان و کبر را مشتبه
آید مشوید بهمین اعتبار سابق استغفر من چه سخنی و این کلمات است الی آنکه
در وینے شکستگی و خاکساری و ادب و تواضع و کم زدن نفس است
اقول در ولیشے رنگها دارد سکر است و محو و تحیر است و کبریا نشنیده انچه در شان
تکبر در فقرا دو کبریا است زانکه بی تو هم هر دو منقول کثیره و شواهر انجا جمع
هست از امرانی است نفس نیست چه دخل دارد بر هر کس توجه میکنند
به نفس میشود منقول است جمعی بیبنوا بخدمت حضرت عروة الوثقی آمدند

که گفتند از خلوت که رفتن با خدا دارم وی با بیرون ندهست بهتان محض آن زینجا مفهوم میشود
وآنچه میگویند مخدوم بخادم تمام خانه خود عمیق ببرد این حکایت درست نیست که مخدوم خادم را
داد خود فقیر خواهد شد وانی دعنی کفر است و قول علیه السلام ما صب الله فی صدری
الا صبته فی صدر ابی بکر مخالف قول نیست یفضل من یشاء و بسیاری آنچه ما داد
وآنچه میگویند که طفیلی ما خوانده غیر آنکه الحیز آن هم طفیلی است که بجا هر کسی را خوانده
باشند اگر میگویند عنایات در مقامات عالیه گنجایش ندارد این عزیز انکار برای
انهام نیست و مثل نوره کمشکوة فیها مصباح مبطل قول شما است غرض این عزیز خود
رائی خمیده اعتراض میکند طالب علم کردن در کافیه بجای عنه حرف لیس عنه چو
جیم فارسی خواند و بر استاد اعتراض کرد که در زبان عربیه جیم فارسی نمی آید پس استاد
رضی الله عنه
چه کند خلاصه سیر وادی و مریدی امری است که بوجدان صاحب سیر تعلق دارد پس حجت
و برهان بر اثبات آن طلبیدن گنجایش ندارد و این کس چه سخن کند که راه سخن بر بسته

معترض میگوید

از آیه یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم
الا قلیلا شاهد کلام حضرت ایشان است چه هر گاه علم روح نداده علم مافوق
آن مجاهد ما که عزیز صاحب وجدان انه مقصود نیست قوله حجت و برهان معقول و منقول
از قول لبحضرت کا میسر شدی بجد تعالی از فلک بر کشتی مرادی و محضر بان خود الکلم

از این کلام حضرت شیخ رضی الله عنه بیان میرود که چنانچه بسبب محبت مرادیت

مراد را عدم توسط بر نهجیکه بیان رفته در ابتدا و انتها حاصل است عدم توسط

دیگر بعد انطباق حقیقت سالک بر حقیقت محمدی هم به انتهی و انهم موجب

مساوات نیست چنانچه بیان کرده میشود و وصول فیوض الی الله جلوت در مقام

نیز هست لیکن حاصل آنکه چنانکه بقدرت کامله حق سبحانه و تعالی با حقائق ممکنات

که عدم محض است و متقرر است بعلم خداوند آئینه انعکاس میگیرند از حقیقت محمدی

که حقیقت الحقائق است و از صفات اضافیه حق است نقش وجود و هم رسد [illegible]

که از شخص ظل او در مرات منعکس کنند همان تمکانه قابلیت فلهذا هست که آن ظل را

که بسبب آن عدم که حقیقت ممکن است بوجود آمده محبت و حرکتی عطا فرمایند که آن ظل

از آن آئینه عدم بر خیزد و بر اصل خود ملحق و متحد گردد و این قسم و تنتیج که ظل را بسبب

عدم که بتر از محل او بود حاصل شده بود رفع گردد مارا عدم را که حقیقت شخص بود [illegible]

بسبب آن ظل حاصل شده بود رفع نمی شده با اصل خود مینه بعدم مطلق ملحق [illegible]

بسر ابتدا از ممکن [illegible] لدعینا و لدا اثرا و مینه دن توز و الامانات الی

اهلها صادق آید آنکه ممکن را از حقیقت محمدی فانی و مستهلک گویند و هم آنکه

ممکن را از حقیقت محمدی بقا لحاصل شود که این فنا و بقا واقع در باطن راسته

کلام حضرت ایشان تحقیق تا کسی نگفته باشد الهام حضرت فرموده اند که معارف انبیا کتب آشنا

و معارف اولیا فصوص و فتوحات مکیه است قیاس کن زکلمات غریبه برادر

بنگر چه میبیند که قد تنکر العین ضوء الشمس من رمد و ینکر الفم طعم الماء من سقم و آنکه در جهر

آمده است الی آنکه ز حیلولت حقیقت محمدی که در میان ما و خدا است برای توسل حتی در نماز

حیلولت نمیخواهد بلکه مقتضی تابع و طفیلی بودن است الخ، و آنکه نوشته اند رویت

اخروی الی آنکه چه تابع ؛ حاصل اعتراض آنکه شما که میگویند که در آخرت رویت ذات

بی توسط و حیلولت خواهد بود خوب نیست چرا که رویت مشهود جابرند ... نیز بوده جلوه

در میان است و در عرف هم ذات با صفات را دیدن ذات میگویند پس اگر روح محمد صلی الله علیه وسلم

نیز با ذات حکم صفات دارد نیز حایل نخواهد بود، آنکه اول این کلام از مکاتبات شریف ثابت

نمیشود بلکه در مکتوب شریف که بشیخ نور الحق بنر معترض ارقام فرموده اند نوشته اند که در عدم

بهشت هر کس مبدأ تعین او است که بصورت انجار و انهار وغیره متصور شده ، بعد ازان کامله

ایمان انجار وغیره علم یکی مبدا میکنند و بسیار رویت فرمکیف میشوند باز بکلیات احکام آینه و اهل

بکرد شمول مبدا او از این کلام شریف عدم حیلولت در بهشت معلوم میشود و تعیین است که هر کس را

و تمیز هم در بابا حیلولت مشعر نیست کسی را که صفوف ... بر حقیقت محمدی منطبق گفته

حیلولت حقیقت محمدی با نسبت خصوص فرد من صفات الله تعالی و اما کسی ما کره طفیل حبه البشر

حضرت صدیق اکبر در نماز از حالی خود به شتند نقل صحیح از کتب حدیث است که روزی آنحضرت علیه السلام جای تشریف برده بودند وقت نماز در رسید حضرت صدیق را امام نموده مردم داخل نماز شدند ناگاه رسالت پناه صلی الله علیه وسلم آمدند حضرت خواستند که داخل جماعت شوند مردم برای اطلاع حضرت صدیق دستک ها زدند چون حضرت صدیق از آمدن حضرت معلوم نمودند خواستند که او بر عقب خود قصد رجوع نمودند هر چند حضرت فرمودند که بر مکان قائم باشند حضرت صدیق بر مکان خود قائم نتوانستند حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم جای حضرت صدیق فرمودند و حضرت صدیق امامت قوم نمودند پس از آنچه که از بعضی اقطاب الی الله در کتب امام عبد الوهاب شعرانی وغیره مذکور است اگر حاصل این کلام آنست که کلمه که مشعر بر تفوق باشد از اقطاب مثل شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله عنه وغیره صادر شده بحسب مراتب بر آن محمول داشته اند که در آن اکثر فرموده اند و حسب مراتب ارفع داشته این کلام را بر حمل نموده اند بلکه ظهور است و از کلام ما در این مکتوب ترشح می تعقیب شان سالک را که جواب آن موقوف بر مقدمه است و آن این است که سکر را کامل را با تمیز در بیخودی حواس و مشاهده در وقت نسبت به مبتدی که او از امر و نهی از حق و حکم حاصل نمکند و در حالت غلبه سکر قابل ... مشکل میشوند به حضرت موسی را خطاب لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترانی در حین سکر شده و از موسی منتقل نه بلکه رائی که احکام مختلف باختلاف احوال صحابه که در حدیث واقع شده است

رسالہ در جواب شبہات

بر کلام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد للہ سبحانہ والصلوۃ علی رسولہ نمودہ می آید کہ چندی از اہل
عناد چہ کہ بر کلمات حضرت ایشان قدس سرہ از روی تعصب بعضی
اعتراضات و شبہات ایراد نمودہ بودند بنا بر آن جواب و حل
آن بر وجہی کہ موافق عقل و نقل بود جمعی از مخلصان آنحضرت بعضی نیز
مرقوم نمودند و بعضے ازان شبہات کہ من بعد ظاہر شد باز در
جواب آنہا نیز چند کلمہ رقمی نمودہ شد و بعض مغالطہا آنہا زدہ ام
شبہہ اول آنست کہ حضرت شیخ در مکتوب ہشتاد و ہشتم در
جلد ثالث نوشتہ اند کہ انبیا کہ متوسل بجملہ بحضرت ذات حق تعالی
برسند آن نبی در میان ذات و در میان آن انبیا حایل نیست
و امہا را بالاصالۃ از حضرت ذات نصیب است بخلاف امت
نبی کہ بتوسل او برسد آن مجہر در میان ا[illegible] است [illegible] فردی
[illegible] نیست

[illegible] از جلد [illegible]

دراد ادا و تبعیت را بالاصالة از حضرت ذات حق تعالی نصیب
بود انجا نیز حیلوله نبی مفقود است و تبعیت موجود انجا گوییم که
این کدام افراد است که او را بالاصالة از حضرت ذات نصیب
در بهم کتب یافته میشود که اصالت انبیا راست دیگر از انتوسل و تبعیت
نیست و نتیجه در حق دیگر امتان می نویسند باید که از روی کتب لغت اثبات
کنند تا هر کسی قبول کند و الا که دعوی بلا ثبات را اعتبار نیست جواب ازین
شبهه بطریق اجمال آنست که اصالت بدو اراده اطلاق هست اطلاق
اول آنکه نبی را علیه الصلوة والسلام بی توسل و تبعیت احدی از حضرت
ذات حق تعالی نصیب و بهره بی توسط و حیلوله دیگری در شهود ذات
مفقود باشد و این اصالت اتم و اکمل است و مخصوص بخاتم الرسل
علیه و علی آله الصلوة والسلام و اطلاق دیگر آنکه عارف را در شهود و
وصول ذات حق تعالی حیلوله نبی مفقود باشد و توسل و تبعیت
نبی کاین بود و فرق بین الاطلاقین واضح است زیرا که در اطلاق اول
نفی تبعیت و توسل است و در اطلاق ثانی اثبات توسل و تبعیت است
و نفی حیلوله ..... پس تنها ..... معترض را اطلاق اول که مخصوص

بخاتم الرسل است علیه الصلوة والسلام باطلاق ثانی که در غیر نبی یافته
می شود مخصوص نشده است لهذا طالب را در شریعت بر اصالتی که عبارت
از متابعت می نماید و میگوید که در همه کتب یافته می شود که اصالت انبیا را است
و دیگران را توسل و تبعیت است و ظاهر است که در کتب شریعت آنچه
مذکور گشته بتعرض نموده نفی اصالت است بمعنی اول بمعنی رفع توسل
و تبعیت نمود اصالت که بمعنی ثانی است یعنی فقدان حیلوله بین عا
را در شهود ذات است که از هیچ تعرض و ذکر در کتب شریعت نیست از اثبات
و نفی و ما نیز میگوئیم که اصالتی که بمعنی توسل و تبعیت است بخاتم الرسل
علیه الصلوة والسلام مخصوص است و افراد امت را بالتبعیت متوسل بنبوت
نبی دیگر است و نفی توسل و تبعیت در حق افراد امت الحاد و زندقه
است و اصالت که بمعنی حیلولت ثانی است در شهود ذات که افراد امت
را اثبات می نمایم و ظاهر است امر معتقد کشفی و ذوقی است و ذکر آن در
در کتب شرع کمتر است تا شاهد بر آن از شرع طلبیده شود با آنکه گوئیم که
آنحضرت قدس سره درین باب تمسک بحدیث کرده اند باین عبارت
که در حدیث صحیح آمده که بنده چون بنماز ایستاده می شود حجابی که در میان
بنده و خدا است

منکنده وخدا است جل شانه مرتفع میگردد چنانچه پیشتر می آرد ان شاء الله

نسبت به وشاهد آن از کلام صوفیه که صاحب کشف والهام اند بیت

ست شیخ محی الدین ابن عربی که مقتدای اکثر صوفیه متاخرین است

در فصوص تصریح نموده است که خاتم الولایة اخذ فیض بی توسط انبیا از

حق تعالی می نماید عبارت فصوص وشرح مولوی جامی بعینها نسبت

وخاتم الاولیاء الولی بالاعتبار باطنه فالوارث لخاتم الرسل فی شرائعه

واحکامه فالوراثة فیه بمنزلة الرسالة الاخذ عن الاصل بلا واسطة فیصح ان

یاخذ منه من یاخذ بلا واسطة و عین القضاة همدانی در مکاتیب خود از

لمعات حضرت شیخ این عبارت آورده لی سر بینی وبین عبدی لا یطلع علیه

ملک مقرب ولا نبی مرسل و فی مجمع الکمالات تصنیف شیخ [illegible]

المحقق نقل عن بعض العارفین ان الرجل لا یکمل عندنا فی مقام العلم حتی یکون

علمه من الله سبحانه بلا واسطة کما اخذه الخضر علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام

و قطب ربانی عارف سبحانی امام شعرانی قدس سره در کتاب یواقیت جواهر

مبحث سادس واربعین را در بیان آنکه وحی اولیاء بالهام است و بیان فرق در

میان وحی اولیا و میان وحی انبیا علیهم الصلوة والسلام آورده است

وبسط کلام در بیان الہام اولیا کہ بتوسط ملک باشد و بی توسط ملک
نمودہ است کہ ایراد آن درین مقام بتطویل می انجامد و از جملہ کلمات
او این عبارت است قدس سرہ فان قلت فہل یکون الالہام بلا واسطۃ
احد فالجواب نعم قد یلہم العبد من الوجہ الخاص الذی بین کل انسان و بین ربہ
عزوجل فلا علم بہ للملک الالہام لکن ہذا الوجہ یسارع الناس الی انکارہ ومنہ انکر موسی
علی الخضر علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام و عذر موسی فی انکارہ ان الانبیاء
بعثوا لاخذ احکام شرعہم الا علی ید الملک پس ازین نقلہا کہ از کلام صوفیہ
سامیہ کہ ایراد نمودہ شد ظاہر میشود کہ قول مخالف کہ عندیات شیخ را اعتبار
نیست باطل و فاسد است و ناشی از عدم تتبع کلام صوفیہ و جواب
تشفی ازین شبہہ در مواضع متعددہ از مکاتیب شریفہ ایشان ظاہر و واضح میگردد
چنانکہ ارباب انصاف را ہیچ شبہہ و ریب در آن نمیماند بلکہ محققان را ایمان می افزاید و اہل
تعصب از بحث خارج چند از جملہ آن مواضع مکتوب صد و یکم است از جلد ثالث
بنام میر حسام الدین مرحوم کہ بیان آن مفصل مرقوم است و ملخص آن ایراد نمودہ می آید
قال قدس سرہ حقیقت توسط و عدم توسط بیان نمایند نیک استماع فرمایند طریق
جذبہ را چونکہ کشش از جانب مطلوب است ناچار قبول وسائط نمیکند در طریق

سلوک چون

سببی که چونکه انابت از جانب طالب است از وجود وسائط چاره نبود و در نفس
جذبه هرچند وساطت در کار نیست اما تمامی جذبه منوط بسلوک است لکن سلوک
که عبارت از اتیان شریعت است با جذبه منضم نگردد جذبه ناتمام و ابتر است و در
طریق جذبه اگر توسط متابعت شریعت که عبارت از سلوک است وصول بمطلوب
میسر شود بی توسط پیر حیلوله ضرری خواهد بود و گفته اند لو دلیتم بحبل لوقعتم علی الله تعالی یعنی
اگر رسنی فرو گذارید شما بحضرت حق سبحانه وتعالی در رسانید میشود باطن بطون هر آئینه در
میان شما و در میان حق جل وعلا حیلوله و حجاب پیری نخواهد بود شاید بخاطر شریف
شما هم مانده باشد که حضرت خواجه ما قدس سره میفرموده اند که وصول از راه معیت حق
را جل سلطانه یافته است اگر میسر شود ناچار بی توسط پیری خواهد بود که مناسب
معیت است و راه معیت یکی از طرق جذبه است استماع فرمایند هر ظل را باصل خود
شاهراه است و هیچ حیلوله میان آن حایل نیست اگر بعنایت خداوندی جل شانه
ظلی را حسن بهبود حیله ای بشود و کشش باو پیدا کرده در دولت متابعت صاحب
شریعت علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات آن ظل را با آن اصل وصولی
والتحاقی حاصل آید هر آئینه بی حیلوله امری خواهد بود و چون آن اصل اسمی است از اسماء
الهیه جل شانه چاره اسم و مسمای او حایلی نخواهد بود و وصول ظل ازین راه باصل

وصلی که مسمی بآن اسم است بی توسط امری خواهد بود و ایضاً هرگاه اصل حضرت
ذات تعالی جو وصول بجز بی توسط حیلولة امری در حق او مفقود است
شد و ملوحی ازین عدم توسط که در طریق جذبه و غیرها گفته شده است استغنا
از بعثت خیر البشر علیه و علی آله الصلوة والسلام اگرچه نسبت به بعض بود توهم
نکند و عدم احتیاج بمتابعت او علیه السلام گمان نبرد که آن کفر و الحاد و زندقه
است و انکار است از شریعت حقه و بالا گذشته همت که جذبه بی توسط سلوک
که عبارت از اتیان شریعت است ابتر و ناتمام است و نقص است که بصورت نعمت
برآمده است و حجت را بر صاحب جذبه ناتمام تمام کرده بالجمله بکشف صحیح و الهام صریح نیز
بیقین پیوسته است که هیچ دقیقه از دقایق این راه و هیچ معرفتی از معارف آن متعلق
بحکم بی توسط متابعت او علیه و علی آله الصلوة والسلام میسر نیست ز منتهی را و چه
مبتدی و متوسط فیوض و برکات این راه بی تبعیت و بی طفیل او حاصل نه
محال است سعدی که راه صفا توان رفت جز در پی مصطفی   و مقصود ذاتی آن حضرت و اصلی
ازین دعوت او علیه و علی آله الصلوة والسلام و دیگر ان بطفیل او طلبیده اند لولاه لما خلق
الخلق ولما اظهر حقه عز و بسته نمادره چون دیگران همه طفیلی او باشند او مقصود اصلی
ازین دعوت بود ناچار همه محتاج او باشند و بتوسط او فیوض و برکات اخذ نمایند

علیه و علی آله الصلوة والسلام استماع فرمایید که مکشوف گشته است که محبوبیت
او علیه و علی آله الصلوة والسلام بآن محبت واجبی جل شانه است که بذات بحته
او تعالی بی ملاحظه شیون و اعتبارات تعلق گرفته است و حضرت ذات تعالی بآن محبت
بحت محبوب گشته بخلاف محبوبیت دیگران بآن محبت کاین است که تعلق به
شیون و اعتبارات دارد یا بالتبعیت باسماء و صفات نسبت یا بکمال اسماء و صفات
علی تفاوت الدرجات فان فضل رسول الله لیس له حد فیعرب عنه ناطق بفم
تحقیق این مقام آنست که توسط آن سرور علیه و علی آله الصلوة والسلام دو معنی تواند بود
یکی آنکه او صلی الله علیه وسلم حایل و حاجب بود در میان سالک و میان مشهود مطلوب
و معنی دوم آنست که سالک بطفیل او و توسط تبعیت او و متابعت او علیه الصلوة والسلام
بمطلوب واصل گردد و در طریق سلوک پیش از رسیدن بحقیقت محمدی توسط بهر دو معنی
کاین است و بعد از رسیدن بحقیقة الحقایق توسط بمعنی ثانی است تبعیت و طفیل نه
حیلولت و حجابت که پرده شهود گردد و بتمامه کشف نشود که از این عدم توسط اگرچه بیک معنی بوده
قصوری بجناب حضرت خاتمیت علیه و علی آله الصلوة والسلام لازم نمی آید چگونه که این عدم
توسط مستلزم کمال آنجناب است نه مستلزم قصور بلکه قصور در وجود توسط است
زیرا که کمال تربیت آنست که تابع او بطفیل و تبعیت او بجمیع درجات کمال برسد

و هیچ دقیقه فرو نگذارند و این معنی در عدم توسط کائن است در وجود توسط اگرچه توسط

دولت عظمی مخدوم است که خادم بود و هیچ مقامی از وی تخلف نمی‌نماید و تبعیت

او شریک دولت همگنان بود و از اینجاست که آن سرور فرموده علیه و علی آله

الصلوة والسلام علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل در حدیث صحیح آمده است که بنده

چون بنماز داخل میشود حجابی که درمیان بنده و خداست جل شانه رفع میگردد

لهذا الصلوة معراج المؤمن آمده حظ وافر از نصیب منتهی را واصل گشت چه

رفع حجاب مخصوص بواصل منتهی است پس ارتفاع توسط و حیلوله ثابت است

این معرفت از خواص معارف لدنیه این فقیر است که بمحض فضل و کرم از التفات فرموده اند

مشایخ طریقت در توسط و عدم توسط آن سرور اختلاف نموده اند علیه و علیهم الصلوة

والتسلیمات جمعی بتوسط رفته اند و گروهی بعدم توسط و هیچ کدام ایشان تحقیق توسط

و عدم توسط ننموده است ارباب ظواهر نزدیک است که عدم توسط را که کمال ایمان است

کفر دانند و قائل آنرا زندقه نسبت کنند و تضلیل کنند و توسط را از کمال ایمان تصور نمایند و

حال آنکه عدم توسط مبنی از کمال متابعت است و توسط مشعر از قصور

متابعت کمال کل ذلک منهم لعدم الدرک عن حقیقة الحال قال الله تعالی

بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمه ولما یأتهم تأویله کذلک کذب الذین من قبلهم الآیة

کلامه قدس سره فی ذلک المکتوب و در مکاتیب دیگر نیز تحقیق این مطلب نموده

اند لیکن ایراد آن بتطویل می انجامد و برای ارباب انصاف که اجتناب دارند

از اعتساف اینقدر رسم کافی است شبهه دوم بایں عبارت آورده و دیگر

در همان مکتوب نیز دیدیم این قول می نویسد چه مطلوب اینست دعوت محبوب

ست و دیگر افراد را بطفیل او خوانند و بطفیل او طلبند اما همه جلیس یک سفره اند

و در یک مجلس علی تفاوت الدرجات مستفیض ملذوذات و متنعمات می

فرمایند امتان اند که زله بردار ایشانند و از خوشه خوان ایشان بکرم فردی از افراد

امت ایشان که بکرم خداوندی جل شانه مخصوص بود و جلیس مجلس اکابر گردد

چنانکه گذشت با کریمان کارها دشوار نیست انجا بخاطر میرسد که همه را بطفیل

آن سرور صلعم بخوانند و بتبعیت او طلبند بکر فردی از افراد امت را که بکرم محض خود

طلبد و نقل افراد امت را حیلوله نبی منفی بود و تبعیت موجود و درین نقل چنان

معلوم شد که این فرد امت را تبعیت و طفیلیت نیز هست بکرم خدای

تعالی مخصوص است و این در هیچ کتاب دیده نشد که افراد امت را حیلوله

نبی مفقود باشد و دیگر نیز بطفیل او طلبند و بتبعیت او خوانند بکر افراد امت را که بکرم

خویش مخصوص کرده اند درین نقل نه حیلوله مانع نه تبعیت و نه طفیلیت

پس این افراد عدم اند هست شبهه باید که آنرا از شریعت اثبات کنند تا بر
مقتضای شیخ اعتقاد کرده شود جواب این شبهه آنست که این طائفه معنی
کلام آنحضرت را نا فهمیده اعتراض کرده و در معنی کلام آنحضرت غلطی
صریح خورده زیرا که محصول کلام ایشان که در میان افضلیت انبیا به
واقع شده است راجع بچند حکم است حکم اول آنکه مقصود بدعوت محبوبیت
و انبیا بوده بطفیل آنحضرت مدعو اند المراد حضیض مجلس او شده علی نبینا و علیهم الصلوات
والتسلیمات و بعد از تمام شدن این کلام حکم دیگر ایراد کرده اند باین عبارت که ایشان
زله بردار دولتش خوان ایشانند یعنی جلیس مجلس ایشان نیز گردد پس ظاهر است
که این استثنا راجع باین حکم و کلام ثانی است که بامتثال متعلق است نه بحکم
اول که به انبیا متعلق است زیرا که این حکم در میان استثنا و کلام اول فصل
باجنبی واقع شده است و از حکم متصل نشده بلکه بحکم منفصل راجع نمیتواند شد و صریح نص
است بغرض که سوق کلام برای آنست و آن افضلیت انبیا بر فرد است
و هر که صاحب ادنی تمیز است آنرا فهم میتواند کرد و معترض نا تربیت یافته از سوء فهم خود
خیال کرده که استثنا راجع بکلام سابق است لهذا حکم کرده که این نقل نه حیلوله
ماند و تم معیت پس این افراد بکدام رو امت باشند و این توهمی است باطل و خیالی

بعض را از انبیا افضل گفتن ... و صریح ... ایشان اند

وهم

فاسد و اعتراضی که برین خیال فاسد ابتنا کرده نیز فاسد است الله تعالی طالب

انصاف و فهم و عقل و تمیز دهد و اعجب العجائب آنست که آنحضرت درین

مکتوب و در مکاتیب دیگر که ذکر آن در جواب شبهه اول گذشته است

چندین تحقیقات برای این مطلب یعنی اثبات تبعیت و ظلیت با وجود ذات

نموده اند و کلمات محکمه بعبارات مستوثقه آورده و این بی انصاف کلمه مشتبه

به نخوت خیال خود محمول داشته و بهم معنی که خلاف مراد ایشان است نموده

از تمام تحقیقات سابقه و لاحقه چشم پوشیده است و عقل و فراست خود را برباد

داده خود در ورطه ضلالت افتاده جرأت بطعن آنحضرت نموده شبهه

سیوم آنست که شیخ در مکتوب نود و دوم از جلد ثالث می نویسند که تعین

اول بر حضرت ذات تعالی و تقدس تعین حضرت وجود است میگویند

هیز نیز مکشوف ساختند که این تعین اول وجودی رب خلیل الرحمن است

و اکثر مشایخ علیه آنرا عین ذات گفته اند و منع زیادتی بر ذات نموده و بهم

عین آنرا بتجلی پرستیده اند و این تمیز حق از ما دق و دلیلی بود که برای این مسکین

دلپس ماده ذخیره داشته بود نه این قول شیخ شاهدی که می خواهد از کلام مشائخ

قادریه و نقشبندیه و چشتیه معلوم میشود که تعین اول حقیقت محمدی است

در قول شیخ مخالفت اجماع نیست و خرق اجماع، جواب ازین شبهه آنست

که چنانکه مکشوف آنحضرت همچنان بود که تعین اول تعین وجودی است

و کلمه رب حضرت خلیل است لیکن در آخر کار ازین مکشوف رجوع کرده‌اند

و جزم نموده که تعین اول حقیقت محمدیست چنانکه در مکتوب [illegible] از جلد سوم

مرقوم نموده‌اند که آخر کار بعد از طی مراتب ظلال منکشف ساختند آنست

که تعین اول تعین حبی است که حقیقت محمدیست و حقیقة الحقائق است. بآن

معنی که حقائق دیگر چه حقائق انبیاء کرام و چه حقائق ملائکه عظام علی نبینا و علیهم الصلوة

و التسلیمات کالظلال اند او را و او اصل حقائق است کما قال علیه السلام اول ما خلق

الله نوری [illegible] هر آینه این حقیقت واسطه باشد میان سائر حقائق و میان حق جل

و علا و وصول مطلوب اصلی را بی واسطه او محال باشد ازینجاست که انبیاء اولو

العزم با وجود اصالت تبعیت او می خواهند و بآرزو داخل امتان او می گردند

و چون اصل واسطه است در وصول ظل بمطلوب لاجرم حضرت خلیل نیز توسط

حضرت حبیب را درخواسته است و آرزوی آن برده که داخل امتان او شود و نیز

نوشته‌اند که مرکز این تعین حبی محبت است که حقیقت ابراهیم است پس حب اصل و خلت

کالظل و تحقیق این مقدمات در آن مکتوب بشرح و بسط آورده‌اند که مزیدی بر آن

متصور نیست

مستور نیست و ظاهر است که برین تحقیق آن شبهه مخالف معترض که بر مکتوب

اول ... است مندفع شد و تعصب و عناد را علاج نیست و طاعن مباحثی

که سوم شبهه است ایراد نموده اعتراض میکند و عبارتی که حل و دفع این شبهه نموده

ازان اعتراض یاد در خود بر تقدیر تسلیم جواب میگوییم که آنچه معترض ذکر کرده که قول

شیخ مخالف حدیث و اجماع است ساقط مطلق است زیرا که آنحضرت در

مکتوب ... که مخالف تمسک بآن نموده و در بیان تعین وجودی که مکشوف او است

ایراد آن درین مقام تطویل می انجامد و هر که تفصیل آن می خواهد بآن مکتوب

رجوع نماید و آنچه مخالف گفته که قول شیخ خلاف اجماع است جوابش آنست که

معترض معنی اجماع را نفهمیده است زیرا که در کتب اصول اجماع در احکام شرعیه است

باتفاق مجتهدان هر عصر بر حکمی از احکام شرعیه تعبیر کرده اند و آنان عوام یعنی

غیر مجتهدین ... منظور نداشته اند و ظاهر است که اصطلاح تعینات خمسه مرتبه

لاتعین و تعین اول و حقیقت محمدی بودن و امثال آن که مبنی بر قاعده توحید

وجودی است از شیخ محی الدین ابن عربی قدس سره و اتباع او مقرر شده است

و از زمن صحابه تا انقراض زمان مجتهدین که اهل اجماع اند هیچکس از علما اظهار

تکلم بآن نموده است خواه مجتهدین باشند یا غیر ایشان از فقهاء و متکلمین

[illegible]

و مفسرین و محدثین بلکه اگر اجماع علما بر خلاف آن گفته شود وجهی
وجیه دارد بر مصطلحات متاخرین صوفیه دعوی اجماع است کردن
جهالت صرف است اگر اجماع صوفیه را برای اصطلاحات دعوی کنند
هم غلط است زیرا که قدمای صوفیه این اصطلاحات اصلا نگفته بودند بلکه
شبهه چهارم نیز مخالف بر عبارت مذکوره ایراد نموده است که شیخ میگوید که اکثر
مشایخ نفی وجودی را عین ذات گفته اند و این تمیز حق از ما دون وجود
بود که برای این مسکین ذخیره داشته بودند گوئیم تا هزار سال این همه بزرگان
گذشتند و هیچ یکی تمیز حق از ما دون نکرده پس ایشان چگونه مومن مخلص بودند
تا آنکه در حق ایشان وارد شده است کنتم خیر امة و علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
همه تو از شیخ انجا رو قباحت پیدا میکند یکی آنکه تا هزار سال کسی بر قدم
انبیا نبوده که تمیز حق از ما دون میکرد دیگر آنکه اگر بر قدم انبیا بوده نفی شرک
غیر معبود نکرده این گفت وگوی جای دیگر میکشد نعوذ بالله منها اگر این معنی
از روی شریعت ثابت گشته فیها و الا رد حق صریح ضلالت بطلان بحث است
که تمیز حق از ما دون نکرده باشند جواب این شبهه آنست که مجتهدان اهل سنت و علماء
اهل سنت از صدر اول تا زمان انقراض مجتهدان غیر از شیخ ابوالحسن اشعری

قائل

هیچکس وجود را عین ذات نگفته بلکه همه زاید بر ذات جل ذاته
گفته اند چنانچه در شرح مواقف و غیر آن از کتب کلامیه تصریح و تفصیل
بآن نموده اند بلکه شیخ محی الدین ابن عربی و متابعان او که
قایل بوحدت وجود اند و بعینیت وجود بذات تعالی حکم کرده اند
و منع زیادتی نموده و همان یک وجود را در جمیع مراتب تعینات
ساری شناخته و از متاخران صوفیه هم جمعی بوحدت وجود و عینیت
آن بذات تعالی قایل شده اند و مثل شیخ علاء الدوله سمنانی
و تابعان او و شیخ [illegible] برهان العلی و شیخ شهاب الدین سهروردی
و غیر ایشان بکشوف الحضرت در این مسئله موافق مذهب
علمای اهل سنت است بلکه جمیع مذهب متکلمین است که وجود زاید
بر ذات تعالی است پس الحمد طاعن گفته که هرگاه تا هزار سال همه بزرگان
و مجتهدان تمیز حق از باطل نکرده باشند پس چگونه [illegible] مجلسی
بهمه کلام لغو و باطل است و نارسائی ست بمذهب حق اهل سنت
و عدم اطلاع بر آنچه در کتب کلامیه تحقیق کرده نه بسبب الحضرة
مذهب موافق شریعت و مرتعا باد از مشایخ در جای که در مقام

و شیخ عبد الرحمن اسفراینی ۸

که اکثر مشائخ وجود را عین ذات گفته مشائخ متأخرین اینها که قائل
به توحید وجودی اند که مخالف است به جهالت خود علمای ظاهر
شرع بر مذهب ایشان می نمایند و نمیدانند که مذهب ایشان عین مذهب
متکلمین است و باین علم و وقوف خود متصدی اعتراض بر کلام اولیاء
تحمل کرده اند هداهم الله تعالی و بیر الانصاف و دیگر شبهه پنجم آنکه در مکتوب
نود و چهارم از جلد ثالث مینویسند که ولایت این فقیر مجموعه
مربای ولایت محمدی و ولایة موسویه است علی صاحبها الصلوة والسلام
و بتطفیل این دو اکابر مرکب از نسبت محبوبی و نسبت محبی است
که رئیس محبوبان حضرت رسالت است صلی الله علیه وسلم و رئیس
محبان حضرت موسی علیه السلام اما بوسیله متابعت حضرت
خاتم الرسل صلی الله علیه وسلم بولایت من کاروبار دیگر است
و معامله علیحده با آن مربوط اگرچه اصل این ولایة ولایة پیغمبر خود
است صلی الله علیه وسلم که ولایت محمدی باشد که منشاء آن بالاصالة
محبوبیت صرف است لیکن چون تشرب ولایة موسوی که بالاصالة ناشی
از محبیت صرف است منضم گشته است و صبغ رنگ آن نیز یافته

[illegible]

بیت دیگر پیدا کرده بلکه توان گفت که حقیقت
دیگر گشته و ثمره دیگر داده و نتیجه دیگر آورده
شیخ اینجا صریح دعوی پیش قدمی میکند اگر از
روی شریعت ثابت شود فبها و الا معلوم
که چه خطر دارد جواب ازین شبهه آنست
که دعوی پیش قدمی وقتی لازم می آید
که ولایت ممتزجه را افضل دانند از ولایت
محبوبیه که مخصوص بخاتم الرسل است و محبیت
که مخصوص بحضرت کلیم است و نیز اثبات
نمایند که فرد امت مخصوص ست بولایت
ممتزجه و در انبیاء آن ولایت یافته نمی شود
و این هر دو مقدمه خلاف واقعیست و
مخالف ست بتنصیص و تصریح آنحضرت
چنانچه در مکتوب ۹۲ تصریح کرده
اند که محبوبیت صرف بذات خاصه

حق تعالی نزدیک تر است و از جمیع و
ولایات سبقت دارد و تفصیل آن در ان
مکتوب است و عبارتی که درین مکتوب
ایراد نموده اند هیچ دلالت بر افضلیت
والیتہ ممتزجہ بفضل کلی بر سایر ولایات
ندارد زیرا که آن ولایت بسبب
مزج و ترکیب اگر ہیئت دیگر
پیدا کند و حقیقت دیگر
شود و نتیجہ و ثمرہ دیگر دہد لازم
نمی آید که افضل از سایر ولایات
گردد غایۃ الامر لتوهم
فضل جزئے ازین
کلمات مے آید
و آن از بحث ما
خارج است و بر افضلیت

ولایۃ محبوبیت برسائر ولایات تفریح کرده اند چنانکه گذشت ونیز در بیان

بمکتوب تصریح کرده اند که ولایت ممتزجه محیط دایره حقیقت محمدیست و حقیقت

احمدی مرکز آن و برتر از آن ونیز در مکتوب ۱۲۲ از جلد ۳ نوشته اند که در آخر

کار منکشف ساخته اند که تعالی اول حقیقت محمدی است وحقیقۃ الحقائق است و

که سائر حقائق همچو ظلال او شده اند چنانکه در جواب شبهه سوم گذشت ثابت شد

که فضل کلی برتر محبوبیت است که حقیقت ولایۃ محمدیست ونیز ثابت شد که ولایۃ

ممتزجه در اصل جزو حقیقت محمدیست و ترکیب که سبب حسن و جمال شده

نیز گردید و این اصل کامل است ونیز ثابت شد که حقیقت محمدی حقیقۃ الحقائق است

وحقائق دیگر ظلال وی پس حقیقت فرد امة و ولایت او نیز ظل باشند حقیقۃ

الحقائق را وظاهر است که حسن و جمال که در ظل ثابت است مستفاد و مستند از اصل

وفرد امت آنرا از خانه خود پیدا نکرده وظاهر شد برابری با اصل خود که حقیقت محمدیست

نتواند کرد پس ظاهر است که بولایۃ احمدی که فوق ولایۃ محمدیست وبرتر از آن

تطرق اولی مساوی تحول ... وافضلیت وفوقیت چه جای که گشته داده

پس اگر معترض گفته که شیخ صریح دعوی فوقیت میکند باطل و بیهوده گفته اند و

استنز بعضی کرده است که جامع جمیع کمالات حقیقۃ محمدی ... گردید

و نیز معتقد آن است که در عهد خواص امت اگر بسیار ترقی
نماید سر او تا پای دون پیغمبران خواهد رسید پس کسی قدمی خود را
بر خاتم الرسل چگونه تجویز نمود الضعف در کار است و نیز در همان
مکتوب نوشته اند که بطفیل این دو اکابر جامعیت مذکوره
حاصل شده است و بوسیله متابعت حضرت خاتم الرسل
برآمدن کار و بار دیگر است و ظاهر است که طفیلی و تابع مطلق چگونه
برابری با متبوع مطلق و بعد عروج اصلی خواهد نمود این سخن نیز لغو
به آن می ماند که بعضی ملاحده گمان برده اند که حضرت
وجود حق در مراتب تعینات تنزل فرمود مرتبه اطلاق هیچ
نماند تعالی الله عما یقول الظالمون علوا کبیرا
و نیز لغو محض درین مقام اعتراض می نماید که رئیس محبان
محبوبان حضرت خاتم الرسل است پس حضرت کلیم رئیس محبان چگونه
باشند از حضرت مولوی جامی و مشایخ دیگر درین باب نقلها
می آرد جواب آن است که حضرت رسالت را در مقام محبیت
محبوبیت ریاست مطلق است و حضرت کلیم را در مقام محبیت

ریاست نسبت بسایر مخلوقات ثابت است فلا شناعة و آنچه نقل آورده که محبت
را صد جزو است یک جزو آن تمام عالم راست و نود و نه جزو بخاتم
رسالت مخصوص است پس از اینجا حضرت کلیم را چه قدر رسیده باشد
تا دیگر محبان توانند جوابش آنست که شخصی که تعیین و تقسیم اجزای
محبت نموده است ظاهر است که بکشف خود حکم کرده و اگر نه هیچ نص
درین باب وارد نشده است تا حجت بر دیگری شود اگر حضرت هم
بکشف خود معلوم کرده زند که ریاست بوجهی در تعلق محبت حضرت کلیم
را ثابت است اگرچه به نسبت سایر مخلوقات باشد و کشف یکی بر کشف
دیگری حجت نیست و آنچه معترض از بحر المعانی نقل کرده که ای دریغا
اگر موسی رب ارنی در آئینه محمدی خواستی ضرب لن ترانی نخوردی
اما چون بیرون آئینه محمدی خواست ناچار ضرب لن ترانی خورد این را
هیچ اصلی در شرع موجود نیست و این مقدمه از مکشوفات الهام
خواهد بود لیکن در حق پیغمبر اولی العزم بمجرد کشف خود این طور
حکم زدن منجر بسوء ادب است و همچنین حدیثی که نقل کرده قال
علیه السلام لو ادرکنی موسی و عیسی ولم یومنا بی لاکبهما

[illegible]

از موقع تفضل حسن الکلیم هم منافی تحقیق ما حضرت قدس سره نشود بلکه موید مطلب
ایشان است کملنا اکثر علی عادة البعض و جواب از شبهه ثانی یعنی سجود بکعبه
گو آنست که عبارت حضرت در مکتوب بر این نهج است که صورت کعبه هم
مسجود صور اشیاء است و حقیقت کعبه نیز مسجود حقائق آن اشیاء است پس مراد
سجده در این عبارت آن معنی لغوی سجده دارند که عبارت از خشوع و خضوع
و رجوع است و سجده حقائق بهمین معنی ظاهر است و اطلاق سجده باین معنی بسیار
آمده پس معنی آن است که هیچ محذور لازم نمی آید زیرا که تعظیم و توقیر صورت کعبه
بر قاطبه انام لازم است لهذا تقبیل ارکان کعبه بلکه تقبیل عتبه ابواب او هر
آمده و مرد حلقین و جلوس برابر او سجاد بطرف کعبه مکروه شده و مجرد نظر
کردن بصورت کعبه عبادت گشته و الله تعالی در شان او فرموده مبارکا و هدی
للعالمین فیه آیات بینات مقام ابراهیم و من دخله کان آمنا پس حقیقت کعبه که نور
ذات است تعالی مرجع و مآب حقائق ممکنات بطریق اولی خواهد بود در خشوع و خضوع و رجوع
و رجوع هیچ خفا نیست و از لفظ سجده حقائق کلام بمعنی وضع جبهه و انف بر زمین
است که متعارف در شرع است و این معنی هر چند در سجده حقائق ظاهر نیست
لیکن در سجده صور اشیاء متعذر و ممتنع است پس هیچ محذور مسجود بودن کعبه باین معنی

جواب اعتراضات شیخ عبدالحق محدث دہلوی

ماخوذ

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین

تالیف

حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی

مطبوعہ

شاہ ابوالخیر اکاڈمی ، دہلی

۱۹۷۷ء

مکتوب جناب شیخ کے متعلق

جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حضرت مجدد کو آخری ایام میں ایک طویل مکتوب لکھا ہے، جس کو ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء میں پروفیسر خلیق احمد نظامی نے ''حیات شیخ عبدالحق'' میں طبع کیا ہے، جو اس کتاب کے صفحہ ۳۱۲ سے ۳۴۴ تک ہے۔ اگرچہ یہ مکتوب نئے تعلیم یافتہ افراد کے سامنے اس کتاب کے ذریعہ اَب آیا ہے، لیکن اہل علم اور اکابر سلسلہء مجددیہ کے سامنے پہلے دن سے آیا ہوا ہے اور ان حضرات نے اس ساڑھے تین سو سال کے عرصہ میں اس مکتوب کے جواب میں بہ کثرت رسالے لکھے ہیں، میں بعض اہم رسائل وتحریرات کو بیان کرتا ہوں۔

۱...... شیخ بدرالدین سرہندی نے ''حضرات القدس'' کے ساتویں حضرت میں بعض اعتراضات کا جواب لکھا ہے اور وہ مکالمہ بھی تحریر کیا ہے جو آپ کا جہانگیر سے کھلے دربار میں ہوا ہے۔

۲...... حضرت محمد یحییٰ فرزند اصغر حضرت مجدد نے ایک رسالہ لکھا ہے۔

۳...... حضرت محمد فرخ معروف بہ فرخ شاہ فرزندِ سوم حضرت محمد سعید، فرزندِ دوم حضرت مجدد نے رسالہ ''کَشْفُ الْغِطَاءِ عَنْ اَذْهَانِ الْاَغْبِيَاءِ'' لکھا ہے، آپ اپنے وقت کے اجلہء علماء اعلام میں سے صاحب تالیفات قیمہ تھے۔

۴...... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ایک مختصر پُراز تحقیق رسالہ لکھا ہے جو آپ کے فتاویٰ کے آخیر میں طبع ہوگیا ہے۔

۵...... حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے دو رسالے لکھے ہیں ایک شیخ عبدالحق کے اعتراضات کے رد میں۔اس کا نام احقاق الحق ہے۔دوسرا دیگر افراد کے اعتراضات کے رد میں۔ پہلے رسالے کی تالیف سے سہ شنبہ ۲۵ شوال ۱۱۶۰ھ کو فارغ ہوئے ہیں۔یہ دونوں رسالے آپ کے ہاتھ کے تحریر کردہ میرے پاس موجود ہیں۔

۶...... حضرت شاہ غلام علی دہلوی نے ایک رسالہ لکھا ہے، جو انگریزوں کے غدر سے پہلے کا لکھا ہوا میرے پاس محفوظ ہے۔

۷...... مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے مستقل ایک کتاب ۳۳۶ صفحات کی جناب شیخ کے مکتوب کے ردّ میں لکھی ہے جو ۱۳۱۱ھ کو چھپ گئی ہے،اس کا نام ہدیہ مجددیہ ہے۔ اللہ ان کو اجر دے کہ انہوں نے جناب شیخ کے ادب واحترام کا پورا خیال رکھا ہے اور جناب شیخ کے تمام ایرادات کی حقیقت بیان کردی ہے، اوران کی دوسری کتاب انوار احمدیہ ہے، اس میں اوروں کے ایرادات کا جواب ہے یہ کتاب ۱۳۰۹ھ میں چھپی ہے یہ دونوں کتابیں فارسی میں ہیں اور تیسری کتاب عربی میں الکلام المنجی لکھی ہے یہ ۱۳۱۲ھ میں چھپی ہے۔

مولانا وکیل احمد نے ''انوار احمدیہ'' کے صفحہ ۸۶ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ اہل حق نے ستر رسائل سے زائد ہفواتِ مخالفین کے ردّ میں لکھے ہیں۔

یہ تو ان رسائل اور کتابوں کا ذکر ہے جو مستقل طور پر اعتراضات کے رد میں لکھی گئی ہیں، بیانات اور تحریریں جو ضمناً کسی کتاب میں آگئی ہیں، ان کے علاوہ ہیں اور ایسی تحریریں بھی بہ کثرت ہیں اور اصحاب علم کی ہیں۔جیسے حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت میرزا جان جاناں مظہر، مولانا سید غلام علی آزاد بلگرامی، مولانا سید صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی، وغیرہم۔ یہ سب نہایت قیمتی اور مہتم بالشان حق وصداقت سے معمور رسائل وتحریرات ہیں۔ان کے علاوہ ۱۰۹۴ھ میں علامہ محمد بیگ نے مکہ مکرمہ میں،

کتاب عَطِيَّةُ الْوَهَّابِ الْفَاصِلَةُ بَيْنَ الْخَطَاءِ وَالصَّوَابِ لکھی ہے، اس کتاب پر اس وقت کے نو جلیل القدر علماء نے تقریظیں لکھی ہیں۔ ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱...... شیخ الاسلام مفتی مکہ مکرمہ عبداللہ عتاقی زادہ۔

۲...... علامہ اجل شیخ حسن بن مراد تونسی۔ آپ کی تقریظ کیا ہے تحقیقات سے بھرا مستقل رسالہ ہے۔

۳...... علامہ اجل شیخ احمد بشیشی مصری ازہری شافعی، آپ کی وفات ۱۰۹۶ھ میں ہوئی ہے۔

۴...... علامہ اجل عبداللہ عباسی شافعی مکی۔

۵...... علامہ قاسم سنجقدار مکی حنفی۔

۶...... علامہ سید محمد حسینی مکی۔

۷...... علامہ سید علی بن محمد معروف بہ کُلَاہ زَادَہ، دِیارِ بکری، مکی۔

۸...... علامہ مرشد الدین بن احمد مرشدی۔

۹...... شیخ الاسلام مفتی مدینہ منورہ سید اسعد۔

علامہ محمد مراد منزاوی، قزانی، مکی سید محمد صالح زواوی سے بیعت تھے اور وہ حضرت شاہ محمد مظہر مہاجر مدینہ کے خلیفہ تھے (شاہ محمد مظہر میرے دادا حضرت شاہ محمد عمر کے چھوٹے بھائی تھے) انہوں نے چودہویں صدی ہجری کے اوائل میں مکتوبات قدسی آیات کو عربی میں ترجمہ کیا اور ۱۳۱۷ھ میں مکہ مکرمہ کے مطبع امیریہ میں اس کو طبع کیا۔ انہوں نے پہلے حصے کے حاشیہ پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مختصر احوال لکھ کر مندرجہ بالا نو علماء کی تقریظوں کو طبع کیا ہے اور تیسرے حصے (دفتر) کے حاشیہ پر رسالہ عطیۃ الوہاب ہے۔ محمد مراد نے مکتوبات کو عربی میں ترجمہ کر کے علماء عرب کو حضرت مجدد

کے معارف سے مستفید ہونے کا موقع دے دیا ہے۔ جَزَاهُ اللهُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا

جناب شیخ نے یہ طویل مکتوب حضرت مجدد کی وفات سے بہت کم عرصہ پہلے لکھا ہے۔ مکتوبات کا تیسرا دفتر ۱۰۳۳ھ میں بند ہوا ہے۔ اس کے بعد حضرت مجدد نے سات آٹھ مہینے کے عرصہ میں دس مکاتیب تحریر فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک مکتوب خواجہ حسام الدین احمد کے نام ہے (مکتوب: ۱۲۱) جناب شیخ نے اپنے طویل مکتوب میں حضرت مجدد کے اس مکتوب کی بعض عبارات پر ردّ وقدح کی ہے۔ آپ کی اس ردّ وقدح میں جرح کا پہلو نمایاں ہے اور میرا یہ خیال ہے کہ یہی ناملائم جرح اخلاص نامہ لکھنے کا سبب ہوئی ہے (اخلاص نامہ کا ذکر عنقریب آرہا ہے)

اس میں کوئی محل ریب نہیں کہ اس طویل مکتوب میں حضرت مجدد کی جو عبارتیں نقل کی گئی ہیں ان میں سے بہت زیادہ محرف اور غلط ہیں، بنا بریں بعض افراد نے کہا ہے کہ یہ مکتوب جناب شیخ نے نہیں لکھا ہے۔ لیکن یہ خیال درست نہیں کیوں کہ مجددی حضرات پہلے ہی دن سے اس کا ذکر کر رہے ہیں اور ردّ لکھ رہے ہیں جیسا کہ بیان کر چکا ہوں۔

اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں ہے کہ اس مکتوب کی وجہ سے حضرت مجدد کے معاندین میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ البتہ مطالع کے ظہور کے بعد سے حالات نے پلٹا کھایا۔ کیوں کہ جس نے بھی مکتوبات کا مطالعہ کیا وہ صدق دل سے آپ کی بزرگی اور جلالت قدر کا قائل ہوا۔ اس پر ظاہر ہوگیا کہ الزامات باطل ہیں۔

محرم ۱۳۸۴ھ/ مئی ۱۹۶۴ء میں پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی نے کتاب حیات شیخ عبدالحق میں جناب شیخ کے اس طویل مکتوب کو طبع کیا اور مکتوب سے پہلے یہ عبارت لکھی ہے۔

''یہ مکتوب شیخ مجدد اور شیخ محدث کے تعلقات کو سمجھنے میں بے حد مدد دیتا ہے۔
شیخ محدث نے مجدد صاحب کے جن جن خیالات پر اعتراض کیا ہے۔ان پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے، جس شخص نے مجدد صاحب پر اعتراض کئے ہیں اس کو ان سے جو محبت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے۔''ایں مقدار کہ مرا بہ شما محبت و اتحاد است کم کسے را خواہد بود''۔

کتاب ''حیات عبدالحق'' میں اس مختصر و موثر تعارف کے ساتھ مکتوب طویل کی طباعت نے نئی تعلیم کے دلدادگان میں ہلچل مچادی، کسی نے کتاب لکھی، کسی نے پیش لفظ عقیدت کے ساتھ پیش کیا کسی نے تحسین کی کسی نے صلہ دیا، کسی نے اس سے استفادہ کر کے دوسری کتاب لکھ دی، کسی کی کتاب ہندوستان میں چھپی، کسی کی لندن میں۔ان لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے ہاتھ کوئی راز آ گیا ہے۔حالانکہ نہ وہ راز ہے اور نہ کوئی نئی بات۔ یہ سب کچھ صدہا سال پہلے گزر چکا ہے اور اہل حق نے خوب تفصیل سے الزامات کا بطلان ثابت کردیا ہے۔

پروفیسر خلیق احمد کو چاہئے تھا کہ یا تو اس مکتوب کو نہ چھاپتے اور اگر کسی وجہ سے اس کا چھاپنا ضروری تھا تو پھر منصفانہ طور پر جناب شیخ کی تحریر کا جائزہ لیتے اور دیکھتے کہ آیا انہوں نے حضرت مجدد کی عبارتیں صحیح نقل کی ہیں یا ان میں تحریف ہے۔حضرت مجدد کے مکاتیب چند مرتبہ چھپ گئے ہیں۔ہر شخص ان کا مطالعہ کرسکتا ہے۔

پروفیسر خلیق احمد صاحب نے لکھا ہے۔''مجدد صاحب کے جن جن خیالات پر اعتراض کیا ہے ان پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے''۔حضرت مجدد کی اولاد اور آپ کے ماننے والوں نے صدہا سال سے اس پر سنجیدگی سے غور کیا ہے اور سب کچھ بیان کردیا ہے، اب تو ضرورت اس بات کی ہے کہ خلیق احمد صاحب سنجیدگی سے ان رسائل کو پڑھیں اور ان تحریرات کو سمجھیں جو عالی قدر حضرات چھوڑ گئے ہیں، اور پھر

اس محبت کی قدر و قیمت کا اندازہ کریں جو ''ایں مقدار کہ مرا بہ شما محبت واتحاد است کم کسے را خواہد بود'' سے ظاہر ہوتی ہے۔

میں نے بہ کثرت حضرات مشائخ کرام کے مبارک احوال کا مطالعہ کیا ہے۔ جو ظلم وستم معاندوں نے حضرت مجدد کے ساتھ کیا ہے اور کر رہے ہیں اس کی نظیر مجھ کو نہیں ملی ہے۔ غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ آپ نے اہل زیغ کے لئے ان کی کج روی کے تمام راستے مسدود کر دیئے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے کیا خوب حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ ''اللہ نے جو طریقہ اپنے انبیاء کے ساتھ رکھا ہے اور جو اس کی عادت مستمرہ ہے، وہی اس نے حضرت مجدد کے ساتھ کیا۔ کہ ظالموں اور مبتدعین نے آپ کو ایذا پہنچائی اور متقشف فقہاء نے انکار کیا تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں اضافہ کرے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی حسنات میں بیشی ہوتی رہے''۔

میری نظر میں جناب شیخ کا یہ مکتوب ایک خصوصی مکتوب تھا جس میں انہوں نے اپنے دل کی وہ تمام الجھنیں جو پینتیس سال سے ان کو بےچین کئے ہوئی تھیں ظاہر کر دی ہیں، ان کو جو بات بھی کسی ذریعہ سے پہنچی تھی لکھدی۔ انہوں نے ذریعہ کے مستند یا نامستند ہونے کو نہیں دیکھا ہے اور ان کو حضرت مجدد سے امید تھی کہ وہ اس کا جواب تحریر فرمائیں گے، لیکن وقت گزر چکا تھا اور حضرت مجدد مخصوص گوشہ میں مصروف عبادت ہو کر رفیق اعلیٰ کے پاس جانے کی تیاری کر رہے تھے، بلکہ آپ کی علالت بھی شروع ہو گئی تھی اور آپ شوق وصال میں یہ ہندی مصرع زبان پر لاتے تھے۔ ''آج ملا وا کنت سوں سکھی سب جگ دینوں وار''۔ لہٰذا آپ نے جناب شیخ کو جواب تحریر نہ فرمایا۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ جناب شیخ نے اپنے مکتوب میں بعض جگہ جو صریح جارحیت کی ہے۔ جیسا کہ تحریر فرمایا ہے ''در آخر سکر را بہانہ ساختہ اند''۔ اس کا اثر جناب شیخ پر ہوا ہے

اور آپ نے خواجہ حسام الدین کو وہ مکتوب لکھا ہے جس کا بیان بہ عنوان ''اخلاص نامہ'' عنقریب آ رہا ہے۔

چوں کہ یہ نجی مکتوب تھا بنابریں جناب شیخ نے اس کو اپنی کتاب ''المکاتیب والرسائل'' میں درج نہیں کیا، اور شاہ فتح محمد کی روایت اور حضرت مرزا جان جانان مظہر کا بیان یقیناً درست ہے کہ جناب شیخ نے اس مکتوب کو ضائع کرنے کی وصیت کی تھی۔

ایک نجی مکتوب جس میں برادرانہ شکوے شکایتیں ہوں عوام کے سامنے لانا اس پر رائے زنی کرنی از روئے انصاف کب درست ہے۔ ایسے مکتوب کی تشہیر خود جناب شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے موجب بدنامی ہے۔

نہ ہر فعلے مسرت خیز باشد نہ ہر قولے طرب انگیز باشد
بے کردار حملش بار گردد بے گفتار خزی و عار گردد
بدی را ارچہ کم باشد بداں بیش دلیلش ظاہر است اندک بیندیش
ببیں خارے بہ درد آرد تنے را بسوزدا انگرے صد خرمنے را
بود زہرِ ہلاہل گرچہ اندک شود وجہ ہلاکِ خلق بے شک
اگر در راویاں شخصے جہول است بیانِ جملہ بیکار و فضول است
کلامِ نیک باشد جملہ مقبول بہ تحریفے شود مردود و مبذول

چوں کہ جناب شیخ کے مکتوب کو حضرت مجدد کے مخالفوں نے صحیفہء آسمانی کا درجہ دے رکھا ہے اور بلا وجہ حضرت مجدد پر الزامات عائد کئے جا رہے ہیں، اس لئے میں اس مکتوب کے ایک حصہ پر کچھ تبصرہ کرتا ہوں۔

عیب مستاں مکن اے خواجہ کزیں کہنہ رباط
کس نہ دانست کہ رحلت بہ چساں خواہد بود

مکتوب کا کچھ بیان

''حیات شیخ عبدالحق'' میں یہ مکتوب چھپ کر ان افراد کے ہاتھوں تک پہنچ گیا ہے جو وحدت ادیان کے فلسفہ کی تشکیل میں لگے ہوئے ہیں جن کی نظر میں نماز، روزہ، حج ابتدائی تدریجی امور ہیں اور اصل کار ''سب وہی سب وہی'' ہے۔

چوں کہ ان لوگوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ حضرت مجدد کی ذات اور آپ کی تعلیمات ہیں اس لئے آپ کی مخالفت اور آپ کو بدنام کرنے کے لئے یہ سب ساعی ہو گئے ہیں۔ اس کام کیلئے شیعہ سنی کی تفریق بھی بہ ظاہر مٹادی گئی ہے۔ ان لوگوں کے سامنے جناب شیخ کی تحریر آئی تو اس کو تائیدِ غیبی سمجھ بیٹھے اور حضرت مجدد پر حملے شروع کر دیئے۔

میں جناب شیخ کی صرف ان عبارتوں پر کچھ تبصرہ کرتا ہوں جن کو ان لوگوں نے نقل کیا ہے۔

آہستہ برگِ گل بفشان بر مزارِ ما
بس نازک است شیشہء دل در کنارِ ما

۱...... جناب شیخ نے لکھا ہے:

"چوں در ضمنِ آں تنقیص و تخطیہ بزرگانے کہ اتفاق است بر بزرگی ایشان مثل سید الطائفہ جنید بغدادی و سلطان العارفین بایزید بسطامی و امثال ایشاں و گفتہ اند کہ ایں بیچارہ ہا حقیقت کار در نہ یافتہ و بہ اصل نہ رسیدہ و گرفتار

ظل ماندہ اند وادعاے آں کہ آنچہ ایشان را دادہ اند ہیچ کس را نہ دادہ اند"[1]

ترجمہ: چونکہ اس ضمن میں ان بزرگوں کی تنقیص اور ان کا خطا پر ہونا بیان کیا ہے جن کی بزرگی پر اتفاق ہے جیسے سید طائفہ حضرت جنید بغدادی اور سلطانِ عارفین حضرت بایزید بسطامی اور ان جیسے دوسرے اکابر اور کہا ہے۔ یہ بیچارے معاملہ کی تہہ اور اس کی اصل تک نہیں پہنچے ہیں، بلکہ سایوں میں پھنس کر رہ گئے ہیں اور آپ نے یہ ادعا کیا ہے کہ جو کچھ آپ کو ملا ہے کسی کو نہیں ملا ہے"۔

یہ عبارت حضرت شیخ نے لکھی ہے۔ میں اب ان لوگوں سے دریافت کرتا ہوں جن کی نظر میں یہ تحریر صحیفۂ آسمانی بنی ہوئی ہے کہ حضرت مجدد کے رسائل اور آپ کے مکاتیب سب کے سامنے ہیں کیا وہ یہ عبارت دکھا سکتے ہیں آپ نے جو عزت اور احترام ان بزرگوں کا کیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے آپ اپنے کو ان کے خوانِ نعمت کا ایک ادنی زلّہ بردار اور ریزہ چین ظاہر کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں یہ مقام توحید ہر سالک کو راہِ سلوک میں پیش آتا ہے (چنانچہ خود مجھ کو بھی پیش آیا ہے) اور پھر اللہ کے لطف سے مقام شہود تک رسائی ہوئی ہے۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان حضرات سے کلماتِ توحید کا صدور اس وقت ہوا ہے جب وہ اس مقام میں تھے۔ اللہ ان لوگوں کو انصاف دے یہ کہاں سے سمجھ گئے کہ ان بزرگوں کو اس مقام سے ترقی نہیں ہوئی ہے اور اس مقام میں بند ہو کر رہ گئے ہیں۔[2]

افسوس صد افسوس جن لوگوں کو دین و مذہب سے کوئی واسطہ نہیں ہے وہ آج

---

[1] حیات شیخ عبدالحق ص: ۳۱۳۔ چونکہ صحت کے اعتبار سے ہدیہ مجددیہ کی نقل کردہ عبارت میری نظر میں اصح ہے اسلئے اختلاف کی صورت میں اس کو ترجیح دیتا ہوں۔

[2] مکتوب: ۲۹۰ دفتر اول کو مطالعہ کریں

معارف واسرار کے عقدے حل کرنے کی کوشش کررہے ہیں اوراولیائے پروردگار کو مطعون کررہے ہیں۔ ان لوگوں نے ظل کا لفظ دیکھا جس کے معنی سایہ ہیں اور یہ سمجھ بیٹھے کہ بارگاہِ قرب میں سائے ہوتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ وہ عالم تو بتمامہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہے وہاں ظل اور سایہ کا کیا سوال۔

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ارشاد ربانی ہے کہ نورانی طبقات ایک پر ایک ہیں حضرات مشائخ کرام ہرنورانی طبقہ کواس سے بالاتر نورانی طبقہ کے لئے بہ منزلہ ظل سایہ قرار دیتے ہیں اورشریعت کی زبان میں اس کی تعبیر غین سے کی گئی ہے جوکہ غیم وسحاب اوراَبر کو کہتے ہیں۔ امام مسلم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّهٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ وَاِنِّیْ لَاَ سْتَغْفِرُاللهَ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مرةٍ[1] میرے قلب پر انوار کی تہہ پڑتی ہے، سکینہ کے بادل چھاتے ہیں اور میں سوبار دن میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں'۔ ہر آن اور ہر زمان آپ منازل طے کرتے تھے اور ہر تحتانی منزل بمنزلہ اَبروسایہ اورظل کے نظر آتی تھی۔

کشتگان خنجرِ تسلیم را ہرزماں از غیب جانے دیگر است

حضرت مجدد تو اپنے کوحضراتِ مشائخ کا پروردہ اورخوشہ چین لکھتے ہیں ایک جگہ بھی آپ نے یہ نہیں لکھا کہ جو کچھ مجھ کوملا ہے کسی کونہیں ملا ہے یہ آپ پر بہتان اورصریح الزام ہے۔کیا کوئی شخص حضرت کے رسائل یا مکاتیب میں یہ عبارت دکھا سکتا ہے؟

۲......اورجناب شیخ نے لکھا ہے:

"ویکے ازاں مواضع کہ بے خطرناک واز رعایت مقام ادب دوراست آن است کہ درباب حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ گفتہ اند کہ

---

[1] مشکوٰۃ باب الاستغفار فصل اول

کثرتِ ظہور کرامات از ایشان از جہت آں بود کہ نزول ایشان ناقص بود"۔[1]

"میں شواہد تجدید" کے بیان میں کثرت وقلتِ خوارق کے سلسلہ میں حضرت مجدد کی عبارت کا ترجمہ لکھ چکا ہوں جو کہ درج ذیل ہے۔

حضرت کا عروج اکثر اولیائے امت سے بلندتر واقع ہوا ہے اور آپ کا نزول مقامِ روح تک تھا جو کہ عالم اسباب سے بالاتر ہے"۔

اب میں آپ کے مکتوب گرامی سے جو کہ دفتر اول کا ۲۱۶ مکتوب ہے آپ کے الفاظ لکھتا ہوں۔

"عروج ایشاں از اکثر اولیاء بلند تر واقع شدہ است ودر جانب نزول تامقام روح فرو آمدہ اند کہ از عالم اسباب بلند تر است"

حضرت مجدد نے لفظ ناقص کہیں نہیں لکھا ہے یہ آپ پر الزام ہے اور جناب شیخ نے اسی لفظ کی وجہ سے "موضع خطرناک" اور "از رعایتِ مقام ادب دور" کہا ہے۔

خیال کرنا چاہئے کہ ولایت وبزرگی کا تعلق عروج سے ہے۔ بارگاہ خداوندی سے جتنا زیادہ قرب حاصل ہوگا، ولایت کا مقام اتنا ہی بلند وبالا ہوگا۔ جب کہ حضرت مجدد صراحت کے ساتھ حضرت غوث الثقلین کے متعلق لکھ رہے ہیں کہ ان کا عروج اکثر اولیائے امت سے بلند تر ہے تو پھر "بسے خطرناک" اور "از مقام ادب دور" لکھنے کی کیا وجہ!

حضرت مجدد نے رسالہ مکاشفات غیبیہ میں لکھا ہے۔

"واصلان ذات این بزرگواران کہ بہ افراد ملقب انداقلِ قلیل اند اکابر صحابہ وائمہ اثنی عشر از اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین بہ ایں دولت فائز

---

[1] حیاتِ عبدالحق صفحہ: ۳۱۴

اند و از اکابر اولیاء اللہ غوث الثقلین قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس بہ ایں دولت ممتاز اند و دریں مقام شان خاص دارند کہ اولیائے دیگرازاں خصوصیت قلیل النصیب اند"[1]

ترجمہ: حضرات مشائخ کرام میں سے وہ پاک نہاد جن کو''افراد'' کہتے ہیں اور وہ واصلان ذات ہیں، نہایت قلیل ہیں۔ اکابر صحابہ اور ائمہ اثنیٰ عشر از اہل بیت اطہار اس دولت سے فائز ہیں اور اکابر اولیاء اللہ میں سے حضرت غوث اعظم اسی دولت سے ممتاز ہیں اور اس مقام میں آپ کی نرالی شان ہے کہ دیگر اولیاء اللہ اس دولت سے کم بہرہ ور ہیں''۔

اور حضرت مجدد نے رسالہ مبدا و معاد کے اوائل میں لکھا ہے۔

"و دریں عروج اخیر کہ عروج در مقامات اصل است مدد از روحانیت حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر بود قدس اللہ سرہ الاقدس، و بہ قوتِ تصرف ازاں مقامات گزرانیدند و بہ اصل الاصل واصل کردند و ازانجا بہ عالم بازگردانیدند"[2]

ترجمہ: اس عروج اخیر سے جو کہ مقاماتِ اصل کا عروج ہے حضرت غوث اعظم کی روحانیت اور آپ کی قوتِ تصرف کی بنا پر میرا گزر اور اصل الاصل تک میرا وصول ہوا ہے اور وہاں سے میری واپسی عالم کو ہوئی ہے''۔

سیدنا عبدالقادر جیلانی سے جو محبت وارتباط حضرت مجدد کو تھا محتاج بیان نہیں۔ حضرت مجدد نے قلت و کثرتِ خوارق کے سلسلہ میں جو بات کہی ہے کہ حضرت غوث کا نزول مقامِ روح تک تھا اس سے آپ کے مخالفین نے یہ فتنہ برپا کر دیا حالانکہ حضرت

---

[1] مجموعہ رسائل سبعہ قلمی ص: ۱۶۷ [2] مجموعہ رسائل سبعہ ص: ۴

غوث کے لئے اس مقام تک نزول اکمل وافضل تھا کیونکہ آپ سے اللہ تعالیٰ کو بہ کثرت خوارق ظاہر کرانے تھے۔ اگر آپ کا نزول مقام قلب تک ہوجاتا تو آپ سے خوارق بہ کثرت ظاہر نہ ہوتے۔

حضرت مجدد نے حضرت غوث کی ولایت و بزرگی کو نہات عمدہ طریقہ پر بیان کیا ہے، پھر بھی حضرت مجدد کو بدنام کرنے کے لئے آپ پر الزام عائد کیا جا رہا ہے۔ کیا یہی انصاف ہے کیا اسی کا نام تحقیق ہے کیا اسی کو آزاد خیالی کہتے ہیں۔

۳......اور جناب شیخ نے لکھا ہے:

"وآں کہ در بعض مکتوبات نوشتہ اند کہ انگارم کہ حکمت در پیدا کردن من آن است کہ تاکمال ابراہیمی و محمدی دریک جا جمع شود اشد و اعظم است از ہمہ"[1]

ترجمہ: اور وہ جو بعض مکتوبات میں لکھا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ کمال ابراہیمی اور محمدی ایک جگہ جمع ہوجائے۔ سب سے زیادہ سخت اور سب سے بڑھا ہوا ہے"۔

اس عبارت کا تعلق دفتر دوم کے چھٹے مکتوب سے ہے۔ کاش کہ عبارت صحیح نقل کردی ہوتی۔ حضرت مجدد نے یہ الفاظ لکھے ہیں۔

"انگارم کہ مقصود از آفرینش من آن است کہ ولایت محمدی بہ ولایت ابراہیمی منصبغ گردد و حسنِ ملاحتِ ایں ولایت بہ اجمالِ صباحتِ آں ولایت ممتزج شود وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ اَخِيْ يُوْسُفُ اَصْبَحُ وَاَنَا اَمْلَحُ۔ وبہ ایں انصباغ و امتزاج مقامِ محبوبیت محمدیہ بہ درجہ علیا رسد"

---

[1] حیاتِ عبدالحق ص: ۳۱۴

ترجمہ: میں سمجھتا ہوں کہ میری پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ ولایتِ محمدی ولایت ابراہیمی سے رنگین ہو اور ولایت محمدی کا حسن ملاحت ولایتِ ابراہیمی کے اجمالِ صباحت سے مل جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے میرے بھائی یوسف میں صباحت اور مجھ میں ملاحت ہے۔ اس طرح کی رنگینی اور آمیزش سے محبوبیت محمدیہ کا مقام درجہء علیا کو پہنچ جائے گا۔

اِجمالِ صباحت سے اشارہ اس ضمنی اتباعِ ملت ابراہیمی کی طرف ہے جو آیت اِتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا سے مستفاد ہے۔

حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ جناب شیخ کا بہت ادب و احترام کرتے ہیں۔ باوجود اس کے جناب شیخ کا یہ اعتراض نقل کر کے لکھا ہے۔

"بداں کہ ہمیں عبارت است کہ موجب افترائے بسیار بر ایشاں گردیدہ و مردم بہ گمانِ خود سخنہا بر بافتہ اند چناں چہ حضرت شیخ درہمیں رسالہ نوشتہ کہ شامی گوئید در خلوتے کہ منم محمد بردراست ومردم مشہور ساختہ اند کہ ایشاں رسالہء معراجیہ نوشتہ اند و معراج خود بلند تراز معراج سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کردہ و نیز می گویند کہ ایشاں گفتہ اند من و رسول خدا اسپ درمیدانِ قرب تاختیم اسپ من سبقت کرد معاذاللہ، كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ایں ہر سہ مقدمہ محض افترا است در ہیچ جاو ہیچ وقت ایں کلمات نہ گفتہ اند"[1]

ترجمہ: جان لو کہ یہی وہ عبارت ہے جو حضرت مجدد پر بہت افترا اور تہمتوں کا سبب بنی ہے اور لوگوں نے صرف اپنے گمان کی بنا پر من گھڑت افسانے بنا ڈالے ہیں چناں چہ

[1] قلمی رسالہ ص:۱۵

خود حضرت شیخ نے اسی رسالے میں لکھا ہے کہ آپ کہتے ہیں ''جس خلوت میں میں ہوں محمد اس کے دروازہ پر ہیں'' اور لوگوں نے مشہور کیا ہے کہ'' آپ نے رسالہ معراجیہ لکھا ہے جس میں اپنی معراج کو سرور کائنات ﷺ کی معراج سے بلند تر بتایا ہے'' لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے ''میدان قرب میں میں نے اور رسول خدا نے گھوڑے دوڑائے اور میرا گھوڑا آگے بڑھ گیا'' ۔ پناہ بہ خدا'' کیا بڑی بات ہو کر نکلتی ہے ان کے منہ سے، سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں'' یہ تینوں باتیں نری تہمتیں ہیں۔ کسی جگہ اور کسی وقت بھی آپ نے یہ باتیں نہیں کہی ہیں''۔

افسوس صد افسوس کیسے جھوٹے الزام لگائے جا رہے ہیں اور ان الزامات کو دیکھ کر علماء کفر کا فتویٰ کیونکر نہ دیں گے اور آپ کو واجب القتل کیسے قرار نہ دیا جائے گا، یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور دعویٰ ہے۔

"این مقدار کہ مرا بہ شما محبت واتحاد است کم کسے را خواہد بود"

ترجمہ: جس مقدار میں کہ مجھ کو آپ سے محبت اور یگانگت ہے، کم کسی کو رہی ہوگی''۔

حضرت مجدد اور آپ کے صاحبزادوں کو مطعون کرنے والے افراد حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کی مندرجہ بالا تحریر کو پڑھیں اور اندازہ لگائیں کہ حضرت مجدد کے خلاف کیسی گہری اور گھناؤنی سازش برپا کی گئی تھی اور اس صورت میں جہانگیر کا آپ کو قتل نہ کرانا ایک عجوبہ ہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے:

قولہ انگارم ۔ الخ ۔ حاصل کلام شریف آن است کہ از کمالِ متابعت حضرت رسالت مرتبت علیہ السلام والتحیۃ ومتابعتِ ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کہ بہ حکم وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا در ضمنِ آں متابعت است ۔

حق سبحانہ بہ طفیلِ ہر دو صاحبِ شریعت چنانچہ خادم را از مخدوم می رسد کمالات آں ہر دو صاحب شریعت بہ من رسید و از اولیاء بہ ہیچ کس نہ رسید ایں اظہار نعمت و شکر است و اگر افتخار بر اولیا ہم معلوم شود مضائقہ نہ دارد چہ اولیاء سابق کلماتِ افتخار بر فضل خود بسیار فرمودہ اند۔ الخ[1]

ترجمہ: حضرت مجدد نے جو یہ بات کہی ہے کہ ''میں سمجھتا ہوں کہ میری پیدائش کا مطلب یہ ہے'' تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سردارِ دو عالم ﷺ کے کمالِ متابعت کی وجہ سے مجھ کو متابعتِ ابراہیم علیہ السلام کا شرف بھی عنایت کیا ہے جو کہ اِتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرَاهِيۡمَ حَنِيۡفًا کے ضمن میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دونوں اصحابِ شریعت کے کمالات سے اس حیثیت سے مستفید کیا ہے جیسا کہ خادم زلہ بردار مستفید ہوا کرتا ہے، یہ صورتِ استفادہ اولیاء میں کسی کو نصیب نہیں ہوئی ہے۔ آپ کا یہ ارشاد اظہار شکر کی بنا پر ہے اور اگر اس کو افتخار پر حمل کر لیا جائے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اولیائے پیشین سے اللہ کے فضل پر بہ کثرت افتخار ثابت ہے۔ الخ۔ اور آپ نے مثال میں حضرت غوث اعظم کا قول قَدَمِيۡ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ لکھا ہے۔

خُلّتِ ابراہیمی کی ولایت اور محبوبیت محمدی کی ولایت کے امتزاج اور اختلاط کے سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز نے پر از حقائق مضمون لکھا ہے، میں اس کا خلاصہ ذیل میں لکھتا ہوں۔

''ولایتِ خُلّت کے علاوہ دوسری ولایتوں کا بیان شارع نے کیا ہے۔ چاہے وہ بیان صراحت کے ساتھ ہوا ہو چاہے کنایہ اور اشارہ سے۔ جیسے ولایتِ محبت ہے۔ اس کا پتہ يُحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗ اور يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوۡلَهٗ اور يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُوۡلُهٗ سے اور

---

[1] رسالہ احقاق قلمی ص: ۷

ولایتِ رضا کا پتہ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ اور لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡیُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ سے چلتا ہے لیکن ولایت خُلّت کا پتہ کسی جگہ سے نہیں ملتا۔

حضراتِ صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد حضرت جنید بغدادی اور مشائخ قادریہ وچشتیہ کے زمانے تک ولایتِ خلّت کے علاوہ دوسری ولایتوں کے ذریعہ کمالات حاصل کئے جاتے تھے اور ان ولایتوں سے کمالات حاصل کرنے کے طریقے کتابوں میں مدون ومرتب اور مبوّب ہوئے۔

حضرت مجدد سے پہلے طریقہء نقشبندیہ کی راہ محبت ومحبوبیت تھی۔ ذکر جہر ووجد وشوق ان کا مشغلہ تھا، حضرت عبدالخالق غجدوانی اس طریقہ کے بانی ہیں۔ ان کو حضرت خضر نے ذکر خفی کی تعلیم دی۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری نے اس طریقے کی آبیاری کی اور وہ بارآور ہوا۔ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار کے زمانے میں علوم توحید کا امتزاج ہوا یعنی جناب شیخ اکبر کے بیان کردہ علوم اس طریقے میں بھی رائج ہو گئے اور اس امتزاج نے ایسا رنگ پیدا کیا کہ علوم توحید کا غلبہ ہو گیا۔

اب حضرت مجدد کا دور آیا، آپ نے ان تمام علوم کو بطونُ البطون یں پہنچایا یعنی ان کو چھوڑا اور اپنے چاکِ سینہ سے محبوب تک پہنچنے کا ایسا راستہ نکالا کہ شوق ووجد ایک طرف رہ گئے اور مدارِ کار قلب و روح وسر وخفی واخفیٰ اور عناصر پر ہوا، یہاں تک کہ باطن سے انوار اٹھ کر پھر باطن پر گرنے لگے تا آں کہ مقامِ خُلّت نے جلوہ دکھایا۔

محبت عاشقی ہے اور محبوبیت معشوقی اور خُلّت دوستی و یاری، عاشقی میں آہ ونعرہ و بیتابی اور سر پھوڑنا ہے، اور معشوقی میں ناز ودلال وفخر ومباہات، اور خلت میں صحبت و سرگوشی اور راز ونیاز از جانبین۔

یہ ہے اجمالِ صباحتِ خُلّت اور اگر کوئی تفصیل چاہتا ہے تو حضرات مجددیہ کی

صحبت چند سال اختیار کرے اور پھر بہ طریق وجدان خود ملاحظہ کر لے (اور دیکھ لے کہ ولایتِ محمدی کا حسن ملاحت ولایت ابراہیمی کے جمالِ صباحت سے کس طرح ملا ہے اور اس آمیزش سے محبوبیت محمدیہ کا مقام کس درجۂ علیا کو پہنچا ہے)۔

راہِ ولایت خلت کا بیان ایک ہزار سال سے کسی نے نہیں کیا تھا، یہ مقام سردارِ دو عالم ﷺ کے جوہر شریف میں مکنون ومخزون تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد قدس سرہٗ کی ذات کو اس مقام کے ظہور کا منشا بنایا اور آپ کے طفیل ہزارہا طالبانِ حق اس راہ سے مستفید ہوئے۔

عجب تر یہ ہے کہ سالہا سال حضرت مجدد نے اس طریقہ اور راہ سے طالبانِ حق کی رہبری کی اور پھر حضرت سکندر فرزند پسر حضرت کمال کیتھلی سرہند آئے اور سر حلقۂ طریقۂ محبوبیتِ حضرت غوث صمدانی سیدنا عبدالقادر جیلانی کا مبارک خرقہ آپ کو پہنایا اس طرح آپ از راہِ مقامِ خُلّت مقامِ محبوبیت کو پہنچے۔ پروردگار اپنے خاص بندوں سے ایسے عجیب معاملات کرتا ہے عجب تر معاملہ یہ ہے جو اس نے اپنے محبوب کے ساتھ کیا ہے کہ ابتدائے کار مقام ابراہیمی سے ہوئی جب کہ آپ نے حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھا۔ پھر آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور آپ نے یہود ونصاریٰ سے جہاد کیا اور آپ کو مقام موسوی اور مقام عیسوی عنایت ہوا۔ ان دونوں مقاموں کا آغاز از وقتِ اسرا بہ سوئے بیت المقدس ہو چکا تھا اور غزوۂ تبوک پر اس میں تَضَاعُف اور تزاید ہوا۔ اور حجۃ الوداع میں پھر کمالِ ابراہیمی سے مشرف ہوئے اور اس طرح ''اَلنِّهَايَةُ هِيَ الرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَةِ ''، متحقق ہوا۔ یعنی ابتدائے سیر سالک جہاں سے ہوتی ہے جب لوٹ کر پھر اس مقام پر آ جاتا ہے تو سیر کی انتہا ہو جاتی ہے''۔ [1]

افسوس صد افسوس جناب شیخ نے نہ تو نقل میں صحت کا خیال رکھا اور نہ مفہوم کو سمجھنے

---

[1] اس بیان کو رسالہ دفع اعتراضات میں ملاحظہ کریں

کی کوشش کی ہے۔ علمِ ظاہر اور شے ہے اور علم باطن کچھ اور ہے۔ حضرت مجدد پر جو کشف ہوتا تھا، اس کو وہ بیان فرماتے تھے اور آپ کے کشف کی صحت کے قائل آپ کے پیرومرشد تھے۔ جناب شیخ کو مناسب نہ تھا کہ وہ اسرار و معارف میں حضرت مجدد پر نکیر کرتے۔

حضرت شاہ غلام علی اپنے دور کے قیوم تھے۔ حضرت قاضی ثناء اللہ کو اُن کے پیرومرشد عَلَمُ الْھُدٰیٰ فرماتے تھے اور کہا کرتے تھے اگر مجھ سے رب العزت کہے گا کہ میرے واسطے کیا تحفہ لایا ہے تو میں عرض کروں گا ثناء اللہ اور حضرت قاضی صاحب کو ان کے استادزادے حضرت شاہ عبدالعزیز بیہقی وقت کہتے تھے اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے علم وکمال کا ایک جہان قائل ہے، یہ تینوں حضرات سرچشمہائے علم و عرفان الٰہی تھے۔ جب یہ کسی کی عظمت وولایت کے معترف ہوں تو یقین کامل ہے کہ وہ شخص ولی پروردگار ہے۔ صحیحین کی حدیث ہے کہ ایک جنازہ گزرا صحابہ نے اس کی خوبی کا بیان کیا آپ نے فرمایا ''وَجَبَتْ'' واجب ہوئی۔ پھر ایک جنازہ گزرا اور اس کی برائی کا بیان ہوا آپ نے فرمایا۔ واجب ہوئی۔ حضرت عمر نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا واجب ہوئی آپ نے فرمایا تم نے جس کی خوبی بیان کی اس کے واسطے جنت اور جس کی برائی بیان کی اس کے واسطے دوزخ واجب ہوئی۔ اَنْتُمْ شُھَدَاءُ اللہِ فِی الْاَرْضِ [1] تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ یہ تینوں حضرات شہداء اللہ ہیں اور ان کی گواہی یقیناً مقبول ہے۔

جناب شیخ نے کہیں سے خلوت کی بات سنی کہیں سے رسالہ معراجیہ کی داستان اور کہیں سے اسپ دوانی کا قصہ اور پھر آپ کی محرف عبارت پڑھ کر ''اَشَدّ و اَعْظَم'' کا حکم صادر کر کے لکھا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ باب المشی بالجنازۃ

"وگفتہ اند کہ ہمہ کمالات محمد یہ بے تفاوت درذاتِ من حاصل است لیکن بہ تبع و طفیل است مردے ثقہ صادق ازایشاں شنید، آن شخص گفت ازینجا مزیتِ شما برانبیا لازم می آید جواب دادند آں جابہ اِصالت است وایں جابہ طفیل"۔[1]

ترجمہ: اور آپ نے کہا ہے کہ تمام کمالاتِ محمد یہ بلا تفاوت میری ذات کو حاصل ہیں لیکن ایک طفیلی اور تابع کی حیثیت سے۔ ایک ثقہ اور معتبر شخص نے یہ بات آپ سے سنی ہے اور اس نے آپ سے کہا ہے کہ اس صورت میں آپ کی فضیلت انبیاء پر لازم آتی ہے۔ آپ نے جواب دیا، وہاں یہ کمالات بہ طور اِصالت ہیں اور یہاں بہ طور تبعیت۔

جناب شیخ کی عجیب حالت ہے جو شخص بھی ان سے حضرت مجدد کے متعلق کوئی بات کہتا ہے۔ وہ اس بات کو قبول کرتے ہیں اور اس شخص کو صادق اور ثقہ قرار دیتے ہیں اور حضرت مجدد پر الزام عائد کر دیتے ہیں۔ جناب شیخ کی اس عبارت کو حضرت شاہ غلام علی نے نقل کر کے لکھا ہے۔

"یہ بات خلاف واقع ہے حضرت مجدد نے یہ بات کبھی نہیں کہی ہے اور نہ ایسا دعویٰ کیا ہے البتہ آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو جو کچھ بھی ملا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے طفیل اور آپ کی متابعت کی وجہ سے ملا ہے"۔[2]

جناب شیخ نے مسموعاتِ کاذبہ اور الزاماتِ باطلہ لکھ کر اصل مقصد کا اظہار ان الفاظ سے کیا ہے۔ "ایں ہمہ را می گزرانیدیم تا نوبت بہ ایں مکتوب رسید کہ باعث ایں ہمہ نفرت ووحشت گشت"۔[3]

ترجمہ: میں ان سب باتوں سے درگزر کر رہا تھا یہاں تک کہ اس مکتوب کی باری آئی جو

---

[1] حیاتِ عبدالحق ص: ۳۱۴ [2] شاہ غلام علی کا قلمی رسالہ ص: ۲۵

[3] حیات عبدالحق ص: ۳۱۵

اس تمام نفرت اور وحشت کا ذریعہ بنی''۔

جناب شیخ نے اس جگہ کھلے اور صاف الفاظ میں اپنی نفرت اور وحشت کا اعتراف کیا ہے، اس صورت میں آپ کی اس تحریر کے متعلق کیا کہا جائے گا جو اسی مکتوب میں آپ نے لکھی ہے۔

''ایں مقدار کہ مرا بہ شما نسبتِ محبت و اتحاد است کم کسے را خواہد بود''[1]

ترجمہ: جس قدر محبت اور اتحاد مجھ کو آپ سے ہے کم کسی کو ہوگا۔

اس تحریر کے بعد جناب شیخ نے حضرت مجدد کے اس مکتوب کو جو نفرت و وحشت کا سبب بنا ہے کاملاً نقل کیا ہے اور پھر اس پر تنقید کی ہے۔ یہاں پر خاص طور پر ذکر کرنے کی یہ بات ہے کہ اس مکتوب کی نقل میں کسی تصرف کا اثر نہیں ہے۔ جزوی اختلاف اور غلطیاں ہیں اور وہ نقل در نقل کا ثمرہ ہیں، چوں کہ اس مکتوب کی وجہ سے جناب شیخ نے حضرت مجدد پر سخت اعتراضات کئے ہیں اس لئے میں پہلے اس مکتوب کو نقل کرتا ہوں اور یہ نقل مکتوبات شریف سے کرتا ہوں تا کہ حضرت مجدد کی تحریر صحیح طور پر سب کے سامنے آئے اور پھر اس کا ترجمہ لکھ کر جناب شیخ کے اہم اعتراضات کا بیان کروں گا، حضرت مجدد نے لکھا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی من ہَم مُرِیدِ اَللہ اَم جَلّ وَعَلَا وَہم مُرادِ اَللہ عَزَّ شانہٗ، سلسلۂ ارادتِ من بے توسط بہ اَللہ متصل است تعالیٰ، وَیَدِ من نائب منابِ یَدِاَللہ است بحانہ ارادتِ من بہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ وَسائط کثیرہ است ۔ در طریقہ نقشبندیہ بیست ویک واسطہ درمیان است و در طریقۂ قادریہ بیست وپنج در

---

[1] حیاتِ عبدالحق ص: ۳۴۳

طریقۂ چشتیہ بیست و ہفت . وارادتِ من بہ اللہ تعالیٰ قبول وساطت نہ می نماید چنانچہ گزشت ، پس من ہم مریدِ محمد رسول اللہ ام صلی اللہ علیہ وسلم وہم ہم پرۂ پس رواو[1] بر خوانِ ایں دولت ہرچند طفیلی اَمَ آمّا ناخواندہ نیامدہ ام، وہرچند تابع اَم آمّا از اِصالت بے بہرہ نیم، وہرچند اُمتم اما شریک دولتم، نہ شرکتے کہ ازاں دعوے ہمسری خیزد کہ آں کفراست بلکہ شرکت خادم است بامخدوم تا نہ طلبیدہ اند بر سفرۂ ایں دولت حاضر نہ شدہ ام و تا نہ

[1] وَہم ہم پَرَہ پس رَوِاُو، چونکہ لفظ پرہ کا استعمال کم ہے اسی واسطے ناقلوں کا تختہ مشق بنا ہے۔ حیاتِ عبدالحق میں جناب شیخ کے طویل مکتوب میں دو طرح لکھا ہوا ہے۔ صفحہ ۳۱۵ میں ''وہم ہمرہ پس رَواُو'' اور صفحہ ۳۱۹ میں ''ہمسرہ اویم'' اور مکتوبات شریف مطبوعہ احمدی دہلی کے ۱۲۸۸ھ کے نسخہ میں اور نولکشور کے ۱۲۹۴ھ کے مطبوعہ میں ''وہم ہمپیرہ پس نزدِاو'' اور مطبوعہ مولوی نور احمد پسروری امرتسری در ۱۳۳۴ھ میں ''وہم ہمپیرہ پس رَوِاو'' ہے۔ مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے کتاب ہدیہ مجددیہ کے صفحہ: ۱۹۵ میں لکھا ہے ''مکتوبات شریف میں ہمپیرہ کا لفظ نہیں ہے اور نہ از روئے لغت اس کے کوئی معنی ہیں۔ اگر کسی کو اس لفظ کا ادّعا ہے تو وہ لغت سے ثابت کرے۔ یہ لفظ ہم پرہ ہے۔ حرفِ رامشدد ہے اور اس پر فتحہ ہے۔ اس کے معنی صفِ لشکر اور پرِ کاہ کے ہیں۔ ان دونوں معانی سے عاجزی اور انکساری کا اظہار ہو رہا ہے''۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۹ میں لکھا ہے۔ ''اصحاب ارادت جو پس رو ہوا کرتے ہیں صفِ لشکر سے مشابہت رکھتے ہیں''۔

وکیل احمد کا بیان پڑھ کر میں نے حضرات اجدادِ کرام کے قلمی نسخوں کو نکالا۔ ۱۲۰۴ھ کا تحریر شدہ نسخہ حضرت شاہ احمد سعید کے تصرف میں رہا ہے اور آپ نے غالباً اسی نسخہ میں حضرت شاہ غلام علی سے مکتوبات شریفہ از اول تا آخر پڑھے ہیں دوسرا نسخہ دفتر دوم وسوم پر مشتمل ہے۔ کاغذ اور تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ بارہویں صدی میں لکھا گیا ہوگا۔ تیسرا نسخہ ۱۲۸۰ھ میں محمد بخش نادان نے لکھا ہے۔ یہ بھی دفتر سوم ودوم پر مشتمل ہے۔ ان تینوں قلمی نسخوں میں وضاحت کے ساتھ ہم پرہ لکھا ہے۔ مولانا وکیل احمد کی تحقیق درست ہے۔ رحمہ اللہ ورضی عنہ

خواستہ اند دست بہ ایں دولت دراز نہ کردہ ام ۔ ہرچند اویسی ام اما مربی حاضر وناظر دارم ، ہرچند در طریقۂ نقشبندیہ پیرِ من عبدالباقی است ، اما متکفل تربیت من اللہ الباقی است ، من بہ فضل تربیت یافتہ ام و بہ راہِ اجتبا رفتہ ، سلسلۂ من سلسلۂ رحمانی است کہ من عبدالرحمن ام چہ ربِّ من رحمن است و مربی من ارحم الراحمین وطریقۂ من طریقۂ سبحانی است کہ از راہ تنزیہ رفتہ ام واز اسم وصفت جز ذاتِ اقدس تعالیٰ نہ خواستہ، ایں سبحانی نہ آں سبحانی است کہ بسطامی بہ آں قائل گشتہ است کہ آں را بہ ایں مسا سے نیست کہ آں دائرۂ انفس نہ برآمدہ است واین ماورائے انفس وآفاق ست وآں تشبیہ است کہ لباسِ تنزیہ پوشیدہ است وایں تنزیہ است کہ گردے از تشبیہ بہ وے نہ رسیدہ وآں از سرچشمۂ سکر جوش زدہ است وایں از عینِ صحو برآمدہ است، ارحم الراحمین درحق من اسبابِ تربیت راغیراز معدات نہ داشتہ است وعلتِ فاعلی در تربیت من غیراز فضلِ خود را نہ ساختہ از کمالِ کرم اہتمام وغیرتے کہ درحق من دارد تعالیٰ وتقدس تجویز نمی فرماید کہ فعل دیگرے را در تربیتِ من مدخلتے باشد یا من بہ دیگرے دریں معنی متوجہ گردم ، مربائے الٰہی ام جل شانہٗ ومجتبائے فضل وکرمِ نامتناہی او تعالیٰ

با کریماں کارہا دشوار نیست

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْمِنَّةُ وَالصَّلَاةُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالتَّحِیَّةُ اَوَّلًا وَّآخِرًا[1]

---

[1] دفتر سوم کا مکتوب: ۸۷

ترجمہ: تعریف اللہ کے واسطے اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر۔ میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں اور مراد بھی ہوں، میری اِرادت کا سلسلہ بغیر کسی تَوَسط وحَیْلُولَت کے اللہ سے متصل ہے اور میرا ہاتھ اللہ کے ہاتھ کا نائب مناب ہے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ سے میری اِرادَت میں بہت واسطے ہیں، طریقہء نقشبندیہ میں اکیس واسطے اور طریقہ قادریہ میں پچیس اور طریقہ چشتیہ میں ستائیس، لیکن اللہ کی ارادت میں جیسا کہ لکھ چکا ہوں وساطت کا سوال نہیں، بنابریں میں محمد رسول اللہ ﷺ کا مرید بھی ہوں اور آپ کا ''ہَم پَرَہ پَس رَوْ'' بھی (پیچھے چلنے والا خادم بھی) اگرچہ اس خوانِ نعمت پر طفیلی ہوں، تاہم بن بلائے نہیں آیا ہوں۔ اگرچہ تابع ہوں لیکن اِصالت سے محروم نہیں ہوں اور اگرچہ امتی ہوں لیکن نعمت میں شریک ہوں۔ نہ وہ شرکت جس میں ہَمسرِی کا دعویٰ ہو کیونکہ وہ کفر ہے بلکہ وہ شرکت جو ایک خادم کو اپنے مخدوم سے ہوا کرتی ہے، جب تک بلایا نہ گیا خوانِ نعمت پر حاضر نہ ہوا اور جب تک اجازت نہ ملی نعمت کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا، اگرچہ اویسی ہوں (روحانیوں کا پروردہ وتربیت یافتہ)[1] لیکن حاضر و ناظر مربی رکھتا ہوں۔ اگرچہ طریقۂ نقشبندیہ میں میرے پیر عبدالباقی ہیں لیکن میری تربیت کا متکفِّل اللہ الباقی ہے۔ اس کے فضل نے میری تربیت کی ہے اور راہِ اجتباء پر چلا ہوں (پسندیدہ راہ پر) میرا سلسلہ رحمانی ہے اور میں عبدالرحمن ہوں، میرا رب رحمان ہے[2] اور مربی ارحم الراحمین، میرا طریقہ طریقۂ سبحانی ہے جس تک رَاہِ تنزیہہ سے پہنچا ہوں، نام اور صفت سے مسمّٰی کے علاوہ جو کہ ذاتِ بحت ہے کسی کا طالب نہیں، یہ سبحانی وہ سبحانی نہیں ہے جس کے قائل بایزید بسطامی ہوئے تھے۔ ان کے قول کو میرے قول سے کوئی ارتباط نہیں کیوں کہ ان کے قول کا صدور دائرہ انفس سے ہوا ہے

---

[1] اویسی کا یہ بیان آپ نے دفتر سوم کے مکتوب ۱۲۱ میں کیا ہے۔ [2] حضرات مشائخ نے کہا ہے کہ ہر شخص کا مربی اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم مکرم ہوتا ہے۔ آپ کا مربی اسم رحمن تھا اور آپ عبدالرحمن ہوئے

(ابھی بسطامی مقام توحید واحوالِ سکر میں تھے) اور میرے قول کا صدور دائرہ انفس وآفاق سے وراء ہوا ہے۔ وہ تشبیہہ ہے جو کہ لباس تنزیہہ میں ہے اور یہ سراسر تنزیہہ ہے کہ تشبیہہ کا کوئی اثر اس پر نہیں، وہ چشمہ سکر ومدہوشی سے اُبلا ہے اور یہ ہوش وآ گاہی کی سوت سے نکلا ہے۔[1] میرے لئے اسبابِ تربیت کوارحم الراحمین نے بہانہ بنایا ہے اور بجز اس کے فضل کے کوئی شے میری تربیت کی علتِ فاعلی نہیں، کمالِ کرم سے جوعنایت اس کی مجھ پر ہے وہ نہیں چاہتی کہ اس کے سوا کسی اور کے فعل کو میری تربیت میں دخل ہو یا میں کسی کی طرف اس کام کے لئے متوجہ ہوں میں اپنے مولیٰ کا پروردہ اوراس کے فضل وکرمِ نامتناہی کا برگزیدہ ہوں۔ ''باکریاں کارہا دشوار نیست''۔ تعریف اللہ کے واسطے جو جلال واکرام اور احسان والا ہے اوراس کے رسول پر درودونیاز، شروع میں بھی اور آخر میں بھی''۔

حضرت مجدد کے اس مبارک مکتوب کو جب میں پڑھتا ہوں ضمیر کہتا ہے کہ جس وقت حضرت نے اس کو لکھا ہے آپ کی ہیئتِ وحدانی رِیاضِ اُنس وحضوری میں سائر ودائر تھی۔ جوانعامات ہورہے تھے اور جن اِکرامات کو یاددلایا جارہا تھا، زبانِ قلم ان کا بیان کررہی تھی، آپ کی کیفیت بہ زبان حال کہہ رہی تھی۔ لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ [2]

ترجمہ: میری ایک گھڑی اللہ کے ساتھ ایسی بھی ہوتی ہے کہ اس میں کسی دوسرے کی

---

[1] شیخ اکبر اور وحدتِ وجود کے بیان میں دفتر دوم کے مکتوب: ۴۲ کو انفس وآفاق کے سلسلہ میں دیکھیں [2] ملاعلی قاری نے موضوعاتِ کبیر میں اس کو ذکر کرکے لکھا ہے کہ صوفیہ اس کو بکثرت نقل کرتے ہیں اور ملک مقرب سے جبرئیل مراد ہیں اور نبی مرسل سے مراد خود آنحضرت ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے اوراس میں اشارہ اس مقام استغراق کی طرف ہے جو حضور کے وقت ہوتا ہے اور جس کو فنا کہتے ہیں یعنی اسوقت سالک روحاً وخیالاً اپنے مولیٰ ہی میں مستغرق ہوتا ہے۔

گنجائش نہیں ہوتی۔ نہ کسی مقرب فرشتہ کی اور نہ کسی مرسل نبی کی۔

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ رَحِمَهُ اللهُ

جا اے خیالِ غیر کہ فرصت نہیں ہمیں ہیں جلوۂ نگار کی مہمانیوں میں ہم

حضرت مجدد نے لکھا ہے کہ میری ارادت کا سلسلہ بغیر کسی توسط کے اللہ سے متصل ہے۔

یہ عبارت جناب شیخ کے واسطے نہایت برہمی کا سبب بنی ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ اس عبارت کی وجہ سے حضرت مجدد کے مُعانِدوں نے جو کچھ جناب شیخ سے کہا تھا اور جو محرف عبارتیں پیش کی تھیں، ان سب کو جناب شیخ نے صحیح تسلیم کر لیا۔ اور حضرت مجدد کے متعلق یہ خیال کر لیا کہ آپ کو، پناہ بہ خدا، رسول اللہ ﷺ سے ہمسری کا دعویٰ ہے۔ اور ''ہَم پرَہ'' کے لفظ کو ہمسر سمجھنے کی وجہ سے مزید اس خیال میں تقویت ہو گئی۔

اندریں احوال اگر جناب شیخ دوسرے ''نیم مُلا'' کی طرح آپ کو کافر اور واجب القتل قرار دیتے تو کوئی بڑی بات نہ تھی۔ لیکن آپ کا اِتقا، آپ کا اولیائے پروردگار سے ارتباط، اور آپ کا علم آپ کے کام آیا اور اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا آپ نے تکفیر نہیں کی بلکہ زجر و توبیخ کے حدود میں معاملہ کو دائر رکھا اور اس عبارت اور اس کے بعد کی چند عبارتوں پر صفحات لکھ ڈالے۔

وہ افراد جو علومِ دین سے ناواقف ہیں۔ یا وہ افراد کہ جن کے علم کا تعلق ظاہری علوم سے ہے اور وہ حضرات مشائخ کرام کے اقوال اور ان کے علوم سے ناواقف ہیں، یقیناً جنابِ شیخ کی حمایت کریں گے اور حضرت مجدد کے متعلق بری رائے کا اظہار کریں گے۔

میرا خیال یہ ہے کہ جس شخص کو بھی شریعت اور طریقت کے علوم اور اصطلاحات سے واقفیت ہے وہ جناب شیخ کے رَویہ کو بعید از انصاف قرار دے گا، کیوں کہ انصاف کا

تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی بات بری ہے تو وہ سب کے لئے بری ہے۔ یہ نہیں کہ بعض کے لئے بری اور بعض کے لئے اچھی۔ جناب شیخ نے اپنے اس مکتوب میں جو روّیہ اختیار کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت مجدد کے ساتھ امتیاز برت رہے ہیں، حضرت مجدد نے اس مبارک مکتوب میں اَحوالِ مُرادِیّت کا بیان کیا ہے جس کو مقامِ جذبہ کہتے ہیں یعنی پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے جَذب کرتا ہے اور اس وقت اس پر نوازشیں کرتا ہے اور ان نوازشوں کے وقت کوئی واسطہ حائل نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں حضرت مجدد نے لکھا ہے۔

"تحقیق ایں مقام آن است کہ توسط آں سرورِ کائنات عَلَیۡہِ وَعَلیٰ آلِہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلامُ بہ دو معنی تواند بود، یکے آں کہ اُو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حائل و حاجب بوَد درمیانِ سالک ودرمیانِ مطلوب و معنی دوم آن است کہ سالک بہ طفیلِ او و بہ توسطِ تبعیت و متابعتِ اُو علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام بہ مطلوب واصل گردد ودرطریق سلوک و پیش از رسیدن بہ حقیقتِ محمدی توسط بہ ہردو معنی کائن است بلکہ می انگارم کہ دریں طریق از شیوخ ہر کہ درمیان آمدہ است متوسط و حاجب شہودِ سالک است۔ واۓ اگر اَواخرِ حالِ جذبہ تدارک آں نہ نماید و معاملہ از پردہ بہ بے پردگی نہ کشد زیراکہ درطریق جذبہ و بعداز رسیدن بہ حقیقۃ الحائق توسط بہ معنی ثانی است کہ طفیل وتبعیت است نہ حیلولت وحجاب کہ پردۂ شہود ومشاہدہ ومانند آنہا بود"[1]

---

[1] مکتوب: ۱۲۱ دفتر سوم

''اس مقام کی تحقیق اس طرح پر ہے کہ سردارِ دو عالم ﷺ کی وساطت کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ طالب اور مطلوب کے درمیان حائل اور حاجب ہیں اور دوسری یہ کہ آپ کے طفیل اور آپ کی تبعیت اور متابعت کے طفیل طالب اپنے مطلوب سے واصل ہوگیا ہے۔ سلوک کے راستہ میں جب تک سالک حقیقت محمدی تک نہیں پہنچا ہے، توسط بہ ہر دو صورت موجود ہے بلکہ میرا خیال ہے کہ وہ تمام مشائخ جو کہ سلسلہ میں آئے ہیں سالک کے شہود میں حاجب[1] ہیں

افسوس ہے اگر جذبہ کا اواخرِ حال اس کا تدارک نہ کرے اور پردہ سے بے پردگی تک معاملہ نہ پہنچے کیونکہ راہِ جذبہ میں حقیقت الحقائق (حقیقت محمدی) تک پہنچنے کے بعد توسط دوسری صورت اور درجہ کا ہوتا ہے جو بہ معنی طفیلیت اور تبعیت ہے نہ بہ معنی حیلولت وحجاب جو کہ شہود ومشاہدہ اور ان جیسے دوسرے مقامات کے لئے بہ منزلہ پردہ وحجاب کے ہے''۔

حضرت مجدد کے اس بیان کو جو میں نے نقل کیا ہے جناب شیخ نے پڑھ کر اپنا طویل خط لکھا ہے اور حضرت مجدد کے اس کلام کو جس کا تعلق اَواخر حالِ جذبہ سے ہے اور جس کو حضراتِ مشائخ وصل عریان کے نام سے یاد کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

اُو شود عریان زِ تن من اَز خیال تا خرامم در نہایاتُ الوصال

جناب شیخ بہ صورتِ اطلاق ذکر کرتے ہیں اور حضرت مجدد کے اس واضح بیان کو کہ طفیلیت اور تبعیت کا توسط ہر حال میں ہے۔ نظرانداز کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''آں کہ می گوئید۔ در قرب و وُصول تا بہ مقامے رسیدہ ام کہ ہیچ کس واسطہ نیست وہیچ یکے راد خلے نیست نہ رسول و نہ غیرویرا۔ اگر واسطہ بودند در

---

[1] یہ حجاب دوربین کے شیشوں کی طرح ہیں کہ خود نظر نہیں آتے اور نظر پہنچانے کا ذریعہ بنے ہیں

وقت سلوک بودند حالانکہ سلوک تمام شدہ وقرب درگاہ حاصل گشتہ و وصول بہ حصول پیوستہ ، ہیچ کس واسطہ نیست وہمہ منقطع شدند"

ترجمہ: آپ جو یہ کہتے ہیں کہ قرب ووصول کے ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ کوئی شخص واسطہ نہیں ہے اور کسی کا کوئی دخل نہیں ہے، نہ رسول کا نہ ان کے سوا کسی دوسرے کا۔ اگر وہ واسطہ تھے تو دورانِ سلوک میں تھے، اب جب کہ سلوک تمام ہوگیا ہے اور درگاہ کا قرب حاصل ہوگیا ہے، کوئی واسطہ نہیں رہا اور سب منقطع ہوچکے"۔ [1]

حضرت شاہ غلام علی دہلوی اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۶ پر اس عبارت کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

"اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ ایں چہ خلاف نویسی است وایں چہ بے تحقیق گوئی است ۔ درہیچ مکتوبِ ایشاں ایں چنین عبارت نیست۔ یَاشَیْخُ عَفَی اللّٰہُ عَنْكَ

ترجمہ: پناہ بہ خدا۔ یہ کیسی اُلٹ تحریر اور کیسی بے تحقیق بات ہے حضرت مجدد کے کسی مکتوب میں ایسی عبارت نہیں ہے۔اے شیخ، اللہ تم کو معاف کرے"۔

اس جگہ یہ بات ظاہر کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت شاہ غلام علی نے مسلسل پینتالیس سال مکتوباتِ قدسی آیات کا درس دیا ہے لہٰذا جب آپ لکھ دیں کہ حضرت مجدد نے یہ بات کہیں نہیں لکھی ہے تو وہ قطعاً درست ہے مع ہذا اگر کوئی تحقیق کرنی چاہے شوق سے مکتوبات ورسائل کی اوراق گردانی کرے۔

افسوس ہے کہ جناب شیخ اس حدیث سے صرفِ نظر کر رہے ہیں جس کو حضرات

---

[1] حیات عبدالحق ص:۳۱۶۔ لیکن میں نے حضرت شاہ غلام علی کے رسالہ سے جو قلمی ہے یہ عبارت صفحہ ۲۶ سے نقل کی ہے

صوفیہ نقل کر رہے ہیں اور جس کی تشریح ملا علی قاری نے کی ہے، اور جناب شیخ اتنا خیال نہیں فرماتے کہ جو بات حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے کہی ہے آپ سے پہلے صدہا مشائخ فرما چکے ہیں، حضرت شاہ غلام علی نے اپنے رسالہ کے صفحہ: ۲۹ میں امام شعرانی اور شیخ اکبر کے اقوال نقل کئے ہیں اور مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے اپنی کتاب میں خوب تفصیل سے سیدنا عبدالقادر جیلانی اور دوسرے مشائخ کبار کی عبارتیں نقل کی ہیں ان کو ملاحظہ کیا جائے۔[1]

اگر اس بات کی وجہ سے حضرت مجدد پر اعتراض وارد ہوتا ہے تو یہ اعتراض صدہا مشائخ کبار پر بھی وارد ہوتا ہے۔ مولانا سید صدیق حسن خان نے کیا خوب لکھا ہے۔

وَقَدْ شَارَكَهُ فِيهَا غَيْرُهُ مِمَّنْ لَا يُحْصَى كَثْرَةً فَلَيْسَ اِذًا يَخُصُّهُ الْاِنْكَارُ[2]

ترجمہ: اس طرح کی باتوں میں بے حساب افراد آپ کے شریک ہیں، لہٰذا اس انکار کی تخصیص آپ سے نہیں ہے''۔ کیا سیدنا عبدالقادر جیلانی اور کیا دوسرے مشائخ کبار اس انکار میں داخل ہیں۔

میں حضرت شاہ غلام علی کے اس قول پر "ایں چہ خلاف نویسی وچہ بے تحقیق گوئی است یا شیخ عَفَی اللّٰہُ عَنكَ''۔ جو کہ تمام لغزشوں کا جواب اور ہر قسم کی نفرت ووحشت کے لئے بہ منزلہ تریاق ہے اس رنجدہ اور مؤلم بیان کو ختم کرتا ہوں۔ اور تازہ دم ونو خاستہ محققین سے یہ گزارش ہے کہ وہ تحقیق کے معیار کو گرانے کی کوشش نہ کریں۔ کتابیات کی لمبی فہرست لکھ دینے سے غلط بیانی جامہ صحت نہیں پہن سکتی۔ جھوٹ کا اظہار ہو کر رہے گا اور وہ لمبی فہرست طوقِ رسوائی بنے گی ع

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

---

[1] ہدیہ مجددیہ کے صفحہ ۱۶۹ سے ۱۸۵ تک [2] ابجد العلوم ص: ۹۰۰

اخلاص نامہ

شاہ نعیم اللہ بہرائچی نے اپنی کتاب بشارات مظہر یہ میں اپنے پیرو مرشد حضرت میرزا جان جاناں مظہر شہید قدس سرہ کا یہ بیان لکھا ہے۔

"می فرمودند کہ از اخلاص نامۂ شیخ عبدالحق دہلوی کہ بہ جانب حضرت خواجہ حسام الدین احمد کہ از اَجلِّ خلفائے عارف و کامل و خدا آگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ اند، و مکتوبے طولانی کہ بہ اولاد خود بدیں مضمون نوشتہ اند، آنچہ مسودات اقتراحات کہ بر کلماتِ قدسی آیات حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشتہ ام درآبِ جمن بشویند۔ معلوم می شود آنچہ غبارے بہ نسبت حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ خاطرایشاں رسیدہ بود آخر بہ صفا انجامیدہ است وآں اخلاص نامہ ایں است"

سَلَّمَکُمُ اللّٰہُ وَاَبْقَاکُمْ عَلٰی رُؤُسِ الْمُحِبِّیْنَ الطَّالِبِیْنَ الْمُخْلِصِیْنَ

دریں دو سہ روز کہ از احوالِ شریف خبر نہ گرفت یا بہ جہتِ تقصیرے کہ در جبلتِ بشراست یا بہ قصدِآں کہ مطلقا از آلایشِ ضعف و فترت پاک شدہ باشند تا بہ خبر مسرت اثرِ صحتِ کلی و عافیتِ تام مشرف و مسرور گردد وامید کہ بہ اعلام آں مشرف گردانند، دیدۂ محبت درراہِ انتظارِ وصولِ اخبارِ مسرت آثارِ بندگی حضرت میاں شیخ احمد دوچار است، امیدوار است کہ دعائے محبان بہ اجابت رسیدہ اثرِ عظیم آرد، نسبتِ ایں فقیر درایں ایام وصفائے باطن بہ خدمت ایشان از حد متجاوز است وَاصلاً پردۂ بشریت وغِشاوۂ جبلت درمیان نہ ماندہ نہ می داند کہ از کجااست۔ باقطعِ نظراز رعایتِ طریقۂ انصاف وحکمِ عقل کہ بہ ایں چنین عزیزان و

بزرگان بد نہ باید.بود ودر باطن بہ طریق ذوق و وجدان و غلبہ ۔چیزے اُفتادہ است کہ زبان از تقریر آں لال است۔ سُبْحَانَ اللهِ مُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ وَ مُبَدِّلِ الْاَحْوَالِ ،شاید کہ ظاہر بینان دراین جا استبعاد کنند۔ من نہ می دانم کہ حال چیست و بہ چہ منوال است۔ زیادہ چہ گوید و چہ نویسد وَاللهُ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْحَالِ [1]

ترجمہ: فرماتے تھے کہ جو اخلاص نامہ شیخ عبدالحق دہلوی نے حضرت خواجہ حسام الدین احمد کو ارسال کیا ہے جو کہ عارف وکامل وخدا آگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے عالی قدر خلفا میں سے ہیں اور جو طویل مکتوب اپنی اولاد کو اس مضمون کا لکھا ہے کہ حضرت مجدد کے کلمات قدسی آیات پر جو اقتراحاتی مسودے میرے تحریر کردہ ہیں ان کو جمنا کے پانی میں دھوڈالو۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مجدد کی طرف سے جو غبار اُن کے دل میں تھا وہ صاف ہو گیا تھا اور وہ اخلاص نامہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت اور چاہنے والے مخلص طالبوں کے سروں پر باقی رکھے۔ اس دو تین دن کے عرصہ میں آپ کے احوالِ شریفہ کی خبر معلوم نہ کرنے کی وجہ یا تو وہ

---

[1] بشاراتِ مظہریہ کا پورا نام بشاراتِ مظہریہ درفضائل مجددیہ'' ہے۔شاہ نعیم اللہ بہرائچی رمضان ۱۱۸۹ھ میں حضرت میرزا جانِ جاناں کی خدمت میں پہنچے۔تقریباً تین سال آپ کی خدمت میں رہے اور خلافت حاصل کر کے وطن کو گئے اسی عرصہ میں انہوں نے یہ کتاب لکھی ہے اور اپنے پیر ومرشد کو دکھائی ہے اور آپ نے جزوی طور پر ملاحظہ بھی فرمائی ہے اس کتاب کا ایک نسخہ ۱۲۰۷ھ کا تحریر کردہ لندن کے کتب خانہ میں ہے۔اس نسخہ کے حاشیہ پر حضرت شاہ غلام علی نے اپنے ہاتھ سے بعض جگہ تحریر فرمایا ہے۔اس نسخہ کا عکس میں نے لندن سے منگوایا ہے۔واضح رہے کہ مصنف نے حضرت میرزا جانِ جاناں کی شہادت کے بعد آخر میں کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔اس کتاب کے ورق ۳۴ کے دوسرے صفحہ پر یہ عبارت ہے۔

کوتاہی ہوسکتی ہے جو انسان کی فطرت میں ہے یا پھر وہ ارادہ ہوسکتا ہے کہ کامل صحت حاصل ہو جانے اور پھر خبرِ مسرت سننے میں آئے امید ہے صحت کی خبر سے آگاہ کریں گے۔

بندگی حضرت میاں شیخ احمد کے اخبارِ مسرت آثار پر چشم شوق لگی ہوئی ہے۔ امید ہے چاہنے والوں کی دُعا قبول ہوکر بڑا اثر پیدا کرے گی۔ آج کل ان سے فقیر کا قلبی تعلق بے حد زیادہ ہے۔ بشریت کا کوئی پردہ یا اُفتادِ طبع کا کوئی اثر بالکل حائل نہیں رہا۔ میں خود نہیں جانتا کہ یہ کس بنا پر ہے۔

اس سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ طریقہء انصاف کی رعایت اور حکم عقل کا تقاضا ہے کہ ایسے عزیزوں اور بزرگوں کے ساتھ برا نہ ہونا چاہئے۔ میرے دل میں ذوق و وِجدان اور غلبہ کی بنا پر کچھ ایسی کیفیت پیدا ہوگئی ہے کہ اس کے بیان سے زبان قاصر ہے۔ پاک ہے اللہ دلوں کا پلٹنے اور احوال کا بدلنے والا۔ ظاہر بین شاید اس پر یقین نہ کریں۔ میں خود بھی نہیں جانتا کہ کیا حال ہے اور کیوں ہے۔ زیادہ کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ حقیقت حال کا پورا علم اللہ کو ہے"۔

حضرت میرزا قدس سرہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے جناب شیخ کے اس طویل مکتوب کو ملاحظہ کیا ہے جو جناب شیخ نے اپنی اولاد کے نام لکھا ہے۔ آپ کے واسطے اس کے ذرائع اچھی طرح مہیا ہوگئے تھے۔ آپ کے پیرو مرشد سید نور محمد بدایونی قدس سرہٗ حضرت شیخ سیف الدین کے خلیفہ تھے، مع ہذا انہوں نے حضرت حافظ محمد محسن سے بھی استفادہ کیا ہے جو کہ حضرت سیف الدین کے اور پھر آپ کے حضرت والد خواجہ محمد معصوم کے خلیفہ تھے اور بشارات مظہریہ میں لکھا ہے کہ آپ جناب شیخ عبدالحق کے نواسے تھے۔[1]

حضرت محمد محسن کے صاحبزادے حضرت محمد احسان آپ کے قدمائے اصحاب

[1] بشاراتِ مظہریہ ورق ۲۷ کا دوسرا صفحہ

اور کمّلِ خلفا میں سے تھے اور ان کے بھائی شیخ غلام حسن بھی آپ کے مخصوص اصحاب اور زبدۂ احباب میں سے تھے۔[1]

شاہ فتح محمد چشتی فتح پوری کی عبارت ''آپ کی مخالفت'' کے بیان میں میں نقل کر چکا ہوں۔ انہوں نے صاف الفاظ میں بیان کیا ہے کہ شیخ دہلوی کے ہاتھ کا تحریر کردہ مکتوب میں نے دیکھا ہے۔

جناب شیخ نے حضرت مجدد کو جو طویل مکتوب ارسال کیا ہے اس کے آخر میں لکھا ہے۔

''این کلمات بہ قصدا ستفسار و استکشاف حال و دفعِ تالمِ عارضِ بال و تسکینِ حرقتِ صدر نوشتہ شد[2]

یعنی حقیقت حال معلوم کرنے اور دریافت کرنے اور دل کی تکلیف (جو پیش آگئی ہے) رفع کرنے اور سینہ کی جلن زائل کرنے کی خاطر یہ مکتوب لکھا گیا ہے''۔

اس عبارت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جناب شیخ کو توقع تھی کہ حضرت مجدد ان کو جواب ارسال کریں گے لیکن جواب کی جگہ ان کو یہ خبر ملی کہ حضرت مجدد کی علالت خطرناک دور میں داخل ہو چکی ہے اور عنقریب آپ سفر کرنے والے ہیں۔ لہٰذا آپ پر یقیناً اثر ہوا ہوگا اور آپ نے اس کا اظہار خواجہ حسام الدین احمد پر کیا ہوگا کیونکہ جناب خواجہ کی خواہش تھی کہ جناب شیخ کا دل حضرت مجدد سے صاف ہو۔

میرے نزدیک حضرت میرزا جان جاناں مظہر قدس سرہ کے بیان میں شبہہ کیلئے قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ یقیناً جناب شیخ نے اپنی اولاد کے نام کوئی تحریر چھوڑی ہے اور اس کو شاہ فتح محمد فتح پوری چشتی نے اور حضرت میرزا نے ملاحظہ کیا ہے اور یقیناً جناب شیخ نے خواجہ حسام الدین احمد کو بھی یہ رقعہ ارسال کیا ہے، جس کو حضرت میرزا نے اخلاص نامہ کا نام دیا ہے۔

ا مقامات، مظہری ص: ۸۲ و ۸۴ ۲ حیات عبدالحق ص: ۳۴۳

اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر جناب شیخ کا دل حضرت مجدد سے صاف ہو گیا تھا تو انہوں نے مدارج النبوہ میں "در مزاجِ وقت بعضے درویشانِ مغرور این روزگار" لکھ کر آپ کی طرف کیوں اشارہ کیا ہے؟

یہ سوال تو اس وقت صحیح طور پر وارد ہوتا کہ مدارجِ النبوہ کی تالیف حضرت مجدد کی وفات کے بعد ہوئی ہوتی، میں نے مدارج النبوہ کو مختلف مقامات سے دیکھا لیکن یہ بات ثابت نہ ہو سکی اور میرا یہ خیال ہے کہ یہ کتاب حضرت مجدد کی وفات سے اور جناب شیخ کے طویل مکتوب لکھنے سے پہلے تالیف ہوئی ہے اور اگر کسی صورت سے یہ بات متحقق ہو جائے کہ یہ کتاب حضرت مجدد کی وفات کے بعد لکھی گئی ہے تو یہی کہا جائے گا کہ جناب شیخ کا معاملہ عجائبات پر مشتمل ہے جو مکتوب انہوں نے حضرت مجدد کو لکھا ہے اس کے اوائل میں لکھا ہے "تا نوبت این مکتوب رسید کہ باعثِ نفرت و وحشت گردید"[1] اگر ایک ہی مکتوب نفرت ومحبت اور وحشت واتحاد کو جمع کر سکتا ہے تو پھر تالیفات مختلفہ جن کی تالیف وتحریر میں سالہا سال کا فرق ہے "بہ این چنین عزیزان و بزرگان بدنہ باید بود" اور "در مزاج وقت بعضے درویشان مغرور این روزگار" کو جمع کرلیں تو کیا استبعاد ہے۔

نہ ہمی می رَسد آں نو گلِ خنداں از من
می کشد خار دریں بادیہ داماں از من
نیست پرہیزِ من از زُہد کہ خاکم بر سر
ترسم آلودہ شود دامنِ عصیاں از من

تعجب ہے کہ عبدی خویشگی وامثالہٗ کی غلط بیانیوں کو وقعت دی جائے اور حضرت میرزا قدس سرہٗ کے بیان کو نظر انداز کیا جائے جن کی بزرگی اور جلالت قدر کے حضرت شاہ ولی اللہ معترف ہوں۔ اِنَّهَا لَمِنَ الْمُضْحِكَاتِ الْمُبْكِيَاتِ

---

[1] حیاتِ عبدالحق ص: ۳۱۵

بقیہ طینتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرقع

علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

ماخوذ

سرمایۂ ملت کا نگہبان

جنوری ۲۰۱۱ء

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات کے ان معدودے چند افراد میں سے ہیں کہ جنہیں حضور اکرم ﷺ کے ظاہری و باطنی کمالات و فیوضات سے حظِ وافر نصیب ہوا۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشآء

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت امام ربانی پر ہونے والی عنایات رسالت اور کمالات نبوت ﷺ میں سے ایک عنایت و کمال بقیہ طینت محمدی ﷺ ہے۔ چنانچہ آپ اپنے عجیب و نایاب علوم و معارف کے ظہور کی وجہ اپنے خمیر کو قرار دیتے ہوئے ارقام پذیر ہیں:

بنیادش نسبتِ نقشبندیہ است۔۔۔ اگر ایں بنیاد نمی بود معاملہ تا اینجا نمی افزود تخم از بخارا و سمر قند آوردہ در زمینِ ہند کہ مایہ اش از خاک یثرب و بطحا است کِشتند و بآبِ فضل سالہا آں را سیراب داشتند و بتربیتِ احسان مربّے ساختند چوں آن کشت و کار بکمال رسید این علوم و معارف ثمرات بخشید [1]

اس کی بنیاد نسبتِ نقشبندیہ ہے اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا، بخارا

---

[1] دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰

وسمرقند سے اس تخم کو لاکر زمین ہند (سرہند شریف) میں بویا گیا کہ ''جس کی اصل مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی خاک سے ہے'' اور آبِ فضل سے اسے برسوں سیراب کیا گیا اور تربیتِ احسان سے اس کی پرورش کی گئی جب وہ کھیتی کمال کو پہنچ گئی تو ان علوم ومعارف کا ثمرہ حاصل ہوا۔ بقول شاعر

نے نے ترا ز تربت یثرب سرشتہ اند

پنہاں ز شام و روم بہ سرہند ہشتہ اند

آپ نے ایک مقام پر اپنے بقیہ طینتِ محمدیہ (ﷺ) ہونے پر وارد ہونے والے شبہ کا جواب بطریق دفع دخل مقدر تحریر فرمایا ہے، ملاحظہ ہو

ازاں دولتِ خاصہء او علیہ الصلوٰۃ و السلام بعد از تخلیق و تکمیل او علیہ و علیٰ الہ الصلوات و التسلیمات بقیہ ماندہ بود کہ در خوانِ دولتِ ضیافت کریماں زیادتی ہا لازم است کہ اُولش گویانِ نصیب خاداماں بود آن بقیہ را بہ یکے از دولت مندانِ امتِ او علیہ و علی الہ الصلوٰۃ والسلام اُولش گویاں عطا فرمودہ اند و آن را خمیر مایہ ساختہ تخمیر طینتِ او نمودہ و بہ تبعیت و وراثتِ او شریک دولتِ خاصہء او گردانیدہ علیہ و علیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام

ع باکریمان کارہا دشوار نیست۔۔۔ایں بقیہ در رنگِ آں بقیہ طینتِ حضرتِ آدم ست علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام کہ نصیبِ خلقت درختِ خرما آمدہ است کمال قال علیہ و علیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام اَکْرِمُوْا عَمَّتَکُمُ النَّخْلَۃَ فَاِنَّھَا خُلِقَتْ مِنْ طِیْنَۃِ اٰدَمَ بلے

وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَأْسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٗ [1]

حضور اکرم ﷺ کی تخلیق و تکمیل کے بعد جو آپ ﷺ کی دولتِ خاصہ سے کچھ باقی رہ گیا تھا جس طرح سخیوں کی دولتِ ضیافت کے دستر خوان پر کچھ نہ کچھ بچ جانا لازمی امر ہے وہ پس خوردہ خادموں کا حصہ ہوتا ہے وہ بقیہ آپ ﷺ کی امت کے دولت مندوں میں سے ایک خوش نصیب کو بطور اُلش عطا فرمایا گیا ہے۔ اس کا خمیر مادہ بنا کر اس خوش نصیب امتی کی طینت میں گوندھا گیا ہے اور اسے تبعیت و وراثت کے طور پر حضور اکرم ﷺ کی دولتِ خاصہ میں شریک کیا گیا ہے سخیوں کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔

یہ بقیہ حضرت آدم علیہ السلام کے بقیہ طینت کی مانند ہے جو کھجور کے درخت کی خلقت کا نصیب ہو گیا ہے۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اَکْرِمُوْا عَمَّتَکُمُ النَّخْلَۃَ فَاِنَّھَا خُلِقَتْ مِنْ طِیْنَۃِ اٰدَمَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مِنْ بَقِیَّۃِ طِیْنَۃِ اٰدَمَ [2]
(اپنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو کیونکہ وہ حضرت آدم کی طینت سے پیدا کی گئی ہے)

ہاں سخیوں کے پیالے سے زمین کو حصہ ملا کرتا ہے۔

عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں:

مسئلہ: ممکن ۔۔۔ است کہ بعضے اولیا از بقیہ طینت بعضے انبیاء پیدا شدہ باشند وہم از طینت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شدہ باشند

سوال: این معنی معقول نمی شود چرا کہ ہر کس از نطفہ والدین خود پیدا می شود

مسئلہ: اکثر چیز ہستند کہ بعقل انسان ثابت نمی تواند شد از شرع ثابت می شود یا کشف و الہام چنانچہ نفس ولایت کہ عبارت از قرب بیچون است

---

[1] دفتر سوم مکتوب: ۱۰۰ [2] جمع الجوامع للسیوطی، رقم الحدیث: ۱۰۱/ تفسیر الکبیر جز ۱۳: ۸۹

خطیب از ابن مسعود روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا وَ فِیْ سُرَّتِہٖ مِنْ تُرْبَتِہِ الَّتِیْ یُوْلَدُ مِنْھَا فَاِذَا رُدَّ اِلٰی اَرْزَلِ عُمْرِہٖ رُدَّ اِلٰی تُرْبَتِہِ الَّتِیْ خُلِقَ مِنْھَا حَتّٰی یُدْفَنَ فِیْھَا وَ اِنِّیْ وَ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَ فِیْھَا نُدْفَنُ

جائز است کہ خاکے کہ حق تعالیٰ برائے پیغمبری مہیا کردہ باشد واز خلقت زمین آن را با انوار برکات و نزول رحمت پرورش کردہ باشد از جملہ آن چیزے بقیہ ماندہ باشد کہ خمیر مایہ شخصے از اولیاء شود۔ این امر عقلاً محال نیست و از شرع مستفاد و از کشف ثابت می شود و این را در اصطلاح اصالت گویند و صاحب اصالت در نظر کشفی چنان بنظر می در آید کہ گویا جسدِ او مرصع است از جواہر و اجسادِ دیگراں از آب و گل۔

مسئلہ: اصالت ہر چند موجب فضل است اما افضلیت صاحبِ اصالت بر کسانیکہ افضلیتِ شان باجماع ثابت است لازم نمی آید۔ نمی بینی کہ عبداللہ ابن جعفر بموجب نص حدیث صاحبِ اصالت است حالانکہ عثمان وعلی وحسن وحسین رضی اللہ عنہم از وے افضل اند باجماع۔

ممکن ہے کہ بعض اولیاء بعض انبیاء (علیہم السلام) کے باقی خمیر سے پیدا ہوئے ہوں اور رسول اکرم ﷺ کے بقیہ خمیر سے بھی پیدا ہوئے ہوں۔

سوال: یہ بات قرین عقل نہیں لگتی کیونکہ ہر شخص اپنے والدین کے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے۔

جواب: اکثر چیزیں ایسی ہیں جو انسانی عقل سے ثابت نہیں ہوسکتیں مگر شرع سے ثابت

ہوتی ہیں یا کشف والہام سے جیسے نفس ولایت، جو بیچون قرب سے عبارت ہے۔

خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یعنی ''ہر مولود کی ناف میں وہ مٹی ہوتی ہے جس سے وہ پیدا کیا جاتا ہے۔ جب وہ ارزل عمر (موت) کو پہنچتا ہے تو اسے اس مٹی کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا تھا حتی کہ اسی میں دفن کیا جاتا ہے۔ بے شک میں، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ایک ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی میں دفن کیے جائیں گے''۔ [1]

یہ جائز ہے کہ حق تعالیٰ نے جو خاک کسی پیغمبر کے لئے مہیا کی ہو اور خلقتِ زمین کے وقت سے اسے انوارِ برکات اور نزول رحمت سے پرورش کیا ہو اور اس میں سے کچھ مٹی بچ رہی ہو وہ کسی ولی کے جسم کا خمیر بن جائے۔ یہ بات عقلاً محال نہیں ہے، شریعت مطہرہ سے مستفاد ہے اور کشف سے بھی ثابت ہوتی ہے، اس کو اصطلاح میں ''اِصالت'' کہتے ہیں اور صاحبِ اصالت کشف کی نظر میں یوں دکھائی دیتا ہے کہ گویا اس کا جسم جواہرات سے آراستہ ہے اور دوسروں کا جسم پانی اور مٹی سے بنا ہے۔

ہر چند اصالت موجب فضل ہے لیکن صاحب اِصالت کی افضلیت ان لوگوں پر جن کی افضلیت اجماع سے ثابت ہے لازم نہیں آتی۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نص حدیث کے بموجب صاحبِ اصالت ہیں حالانکہ حضرات عثمان، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم بالاجماع ان سے افضل ہیں۔ [2]

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے معاندین اعتراض کرتے ہیں کہ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ بقیہ طینت محمدیہ (ﷺ) سے ہیں تو ''پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا'' کے مطابق آپ کو گنبد خضریٰ کے نیچے مدفون ہونا چاہئے تھا حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مدفن مبارک سرہند شریف (انڈیا) میں ہے۔

---

[1] جامع الاحادیث، رقم الحدیث: ۲۰۷۷۶ [2] ارشاد الطالبین

جواباً عرض ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما حضور اکرم ﷺ کی بقیہ طینت مطہرہ سے ہیں جیسا کہ ارشادات نبویہ ﷺ اِنَّ عَلِیًّا مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ خُلِقَ مِنْ طِيْنَتِيْ [1] اور اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ يَا عَبْدَ اللهِ هَنِيْئًا لَكَ مَرِيْئًا خُلِقْتَ مِنْ طِيْنَتِيْ وَ اَبُوْكَ يَطِيْرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي السَّمَاءِ [2] سے عیاں ہے مگر ان کی قبور مقدسہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نہیں بلکہ دوسرے مقامات شریفہ پر ہیں۔ جیسا کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مزار پرانوار بروایتِ اشہر نجف اشرف میں ہے۔

علاوہ ازیں خود حضور اکرم ﷺ، جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طینتِ مبارکہ سے ہیں، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مرقد انور کہیں اور ہے اور حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے خُلِقْتُ مِنْ طِيْنَةِ اِبْرَاهِيْمَ [3]

البتہ حضور اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تینوں حضرات کی تخلیق ایک ہی طینت مقدسہ سے ہوئی اور آپ نے شیخین کریمین کو اپنے ہمراہ مدفون ہونے کی نوید جانفزا سنا کر ان دونوں حضرات کی تخصیص فرمادی جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ اِنِّیْ وَاَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ خُلِقْنَا مِنْ تُرْبَةٍ وَاحِدَةٍ وَفِيْهَا نُدْفَنُ [4] سے آشکارا ہے۔

غرضیکہ مقبولانِ بارگاہ احدیت پر اعتراض وانکار سے کلیۃً اجتناب کرنا چاہئے یہ محض اللہ تعالیٰ کا اجتباء واختصاص ہے۔ کسی بندہ مؤمن پر عطائے الٰہی اور انعام ربانی

---

[1] المعجم الاوسط جز سادس: ۱۶۲ [2] کنزالعمال، رقم الحدیث: ۳۷۱۶۷۔ جامع الاحادیث، رقم الحدیث: ۲۶۰۸۵ [3] المعجم الاوسط جز ششم: ۱۶۲

[4] جامع الاحادیث للسیوطی، رقم الحدیث: ۲۰۴۷۶

دیکھ کر رشک کرنا چاہئے نہ کہ حسد ---- قُبِلَ مَنْ قُبِلَ بِلَا عِلَّةٍ

با خدا دادگان ستیزہ مکن

کہ خدا دادہ را خدا دادہ است

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

وبالجملہ شیخ مجدد اِرہاصِ ایں دورہ اند --- تعظیم شیخ تعظیم حضرت مدوّرِ ادوار و مکوّنِ کائنات است و شکرِ نعمتِ شیخ شکرِ نعمتِ مفیضِ او است

اَعْظَمَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهُ الْاُجُوْرَ

الختصر شیخ مجدد رضی اللہ عنہ دورۂ الف دوم کے لئے معدنِ خیر ہیں آپ کی تعظیم مدوّرِادواراور مکوّنِ کائنات (اللہ تعالیٰ) کی تعظیم ہے اور آپ کے انعامات و برکات کا شکر یہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر کرنا ہے۔[1]

---

[1] المجموعۃ السنیۃ: ۹۵

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

اور

منصبِ قیومیّت

علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

ماخوذ

سرمایۂ ملت کا نگہبان

جنوری ۲۰۱۱ء

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کو اپنی صفات کا مظہر اتم بنا کر خلافت عظمیٰ اور نیابتِ مطلقہ کا منصبِ جلیل عطا فرمایا آپ ﷺ کی بزم گیتی میں جلوہ گری سے قبل انبیائے کرام اور اُولوا العزم رسل عظام (علیہم الصلوات) آپ کی نیابت و خلافت کا مقدس فریضہ سرانجام دیتے رہے اور جمیع ممکنات ان حضرات سے فیضیاب ہوتی رہی پھر جب آپ ﷺ بذات خود کائنات ہست و بود میں جلوہ افروز ہوئے تو وَ اللهُ يُعْطِيْ وَ اَنَا قَاسِمٌ کے مصداق بہ نفس نفیس کائنات میں حسنات و برکات تقسیم فرماتے رہے۔

آپ کے وصال مبارک کے بعد تقسیم فیض کا منصب آپ کے نائبین کو تفویض ہوتا رہا آپ ﷺ کے ہزار برس بعد عادت الٰہیہ کے مطابق ایسا اولوا العزم فرد کامل چاہئے تھا جو حضور اکرم ﷺ کے ظاہری و باطنی کمالات کا مظہر اکمل ہو اور کائنات اس کی وساطت سے برکات و خیرات سے سیراب ہو، تاکہ آیہ کریمہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ اور ارشاد نبوی ﷺ مَثَلُ اُمَّتِيْ كَمَثَلِ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ [1]

---

[1] سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۲۸۶۹

کا مفہوم آشکارا ہو جائے، سو اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو مبعوث فرما کر قیومیت کا مرتبۂ عظمیٰ عطا فرما دیا۔ اس لیے تا قیامت فیضانِ قیومیت کے قسیم آپ ہی ہیں...... وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ

ع خاص کند بندۂ مصلحتِ عام را

قیوم کا معنی

لفظ قیوم مبالغہ کا صیغہ ہے جو قیام مصدر سے مشتق ہے، یہ فَیْعُوْلٌ کے وزن پر قَیْوُوْمٌ تھا جو صرفی تعلیل سے قیوم بن گیا۔

بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ مجددی رحمۃ اللہ علیہ قیوم کے متعلق ارقام پذیر ہیں:

قال المجاهد القیوم القائم علی کل شیئ قال الکلبی القائم علی کل نفسٍ بما کسبت و قیل هو القائم بالامور قال ابو عبیدة الذی لایزول و قال البیضاوی الدائم القیام بتدبیر الخلق و حفظهٖ فیقول مَنْ قام بالامر اذا حفظهٗ و قال السیوطی الدائم البقاء قلت مرجع الاقوال انّهٗ دائم الوجود القائمُ بنفسهٖ و قیّم الاشیاء کلِها لایتصوّر قیام شیئٍ و بقاءٗ اِلّا بهٖ فمقتضیٰ هذا الاسم انّ ماسِواهُ یحتاج الیه فی بقاءہٖ کمایحتاجُ الیهِ فی وجودہٖ کالظلِ بالنسبۃِ اِلَی الاصل [1] یعنی حضرت مجاہد نے کہا قیوم وہ ہے جو ہر شئی پر قائم ہو...... کلبی نے کہا قیوم وہ ہے جو ہر جاندار شئی کے اکتساب پر قائم ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قیوم وہ ہے جو تمام امور پر قائم ہو...... ابوعبیدہ نے کہا قیوم وہ ہے جو لازوال ہو......

---

[1] تفسیر مظہری ۱: ۳۵۷

بیضاوی نے کہا قیوم وہ ہے جو ہمیشہ رہے اور خلقت کی تدبیر وحفاظت پر قائم ہو یہ بھی کہتے ہیں کہ امر پر قائم ہونے سے مراد اس کی حفاظت کرنا ہے..... امام سیوطی نے کہا قیوم وہ ہے جسے دائمی بقا ہو..... میں کہتا ہوں تمام اقوال کا ماحصل یہ ہے کہ قیوم وہ ہے جس کا وجود (ہونا) دائمی ہو وہ بذات خود قائم ہو اور تمام اشیاء کو قائم رکھنے والا ہو بایں طور کہ کسی بھی شئ کا قیام اور اس کی بقاء اس کے بغیر متصور نہ ہو تو اس اسم (قیوم) کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ہر ماسوا اپنی بقاء میں بھی اسی کا محتاج ہوتا ہے جس طرح اپنے وجود میں اس کا محتاج ہوتا ہے جیسے ظل (سایہ) کی نسبت اصل کے ساتھ ہے۔

علامہ ابن اثیر تحریر فرماتے ہیں:

قیومٌ و ھی من ابنیۃ المبالغۃ و ھی من صفات اللہ تعالیٰ و معناہٗ القائم بامور الخلق و مدبّر العالم فی جمیع احوالہٖ و منہ الحدیث حتی یکون لخمسین امرأۃ قیم واحدٌ قیم المرأۃ زوجھا لانّہٗ یقوّم بامرھا و ما تحتاج الیہِ یعنی قیوم مبالغہ کے اوزان میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے جس کا معنی مخلوق کے امور کو قائم رکھنے والا اور عالم کے تمام احوال کی تدبیر فرمانے والا یہ مفہوم حدیث سے ماخوذ ہے کہ

قُربِ قیامت پچاس عورتوں کے امور کی تدبیر کرنے والا ایک مرد ہوگا اس معنی میں عورت کے خاوند کو قیوم المرأۃ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اس عورت کے معاملات کی تقویم وتدبیر کرتا ہے جن کی اسے ضرورت ہوتی ہے۔[1]

قیوم سے مراد وزارت وخلافت ہے

قیوم مخلوق پر تمام انعاماتِ الٰہیہ کا سبب ہوتا ہے اُولوالعزم رسول کا نائب ہوتا

---

[1] نہایہ جلد چہارم: ۱۳۵

ہے اس کا مخالف اس کے فیض سے محروم ہوتا ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے فرمایا:

معاملہ انسان کامل تا بجائے می رسد کہ او را قیوم جمیع اشیاء بحکم خلافت می سازند و ہمہ را افاضہ وجود و بقاء و سائر کمالاتِ ظاہری و باطنی بتوسط او می رسانند [1]

ترجمہ: قیوم انسان کامل ہوتا ہے جس کو تمام اشیاء کائنات کا قیوم یعنی خلیفۃ اللہ بنایا جاتا ہے۔ تمام مخلوق کو وجود اور بقاء اور تمام کمالاتِ ظاہری و باطنی اسی کے وسیلے سے پہنچتے ہیں۔

نیز آپ نے فرمایا:

''این عارفے کہ بہ منصب قیومیتِ اشیاء مشرف گشتہ است حکم وزیر دارد کہ مہماتِ مخلوق را با و مرجوع داشتہ اند ہرچند انعامات از سلطان است اما وصولِ آنہا مربوط بتوسطِ وزیر است'' [2]

ترجمہ: وہ عارف جو قیوم کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے وزیر کا حکم رکھتا ہے کہ مخلوق کے اہم معاملات کا تعلق اسی کے ساتھ ہوتا ہے اگرچہ انعامات بادشاہ کی طرف سے ہیں لیکن ان کا وصول وزیر کی وساطت سے وابستہ ہے۔

قیوم کے دو مفہوم

لفظ قیوم جب ذاتِ باری تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے لئے بولا جائے تو اس کا معنی قَائِمًا بِذَاتِہٖ وَمُقَوِّمًا لِغَیْرِہٖ ہوگا [3] یعنی جو بذاتِ خود قائم ہو اور دوسروں کو قائم

---

[1] دفتر دوم مکتوب: ۴۷ [2] دفتر دوم مکتوب: ۴۷ [3] شرح فقہ اکبر: ۱۹۳

رکھنے والا ہو اور یہ لفظ جب کسی مخلوق کے لئے بولا جائے تو اس کا لغوی معنی مراد لیا جائے گا اور اس کی تاویل کی جائے گی یعنی کسی شئے کے قیام اور بقاء کا وسیلہ و ذریعہ۔

صوفیائے کرام نے وضاحت فرمائی ہے کہ قیوم، غوث، قطب الاقطاب اور فرد کامل تقریباً ایک جیسا مفہوم رکھتے ہیں۔ صرف قیوم کی اصطلاح حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے مشہور ہوئی اور آپ نے قیومیت سے خلافت اور وزارت مراد لی ہے چنانچہ آپ نے اپنے متعلق اور اپنے جانشین عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منصبِ قیومیت کے عطا ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

''بعد از لمحہ دید کہ بفرزندی مرحمت فرمودند و آن خلعت او را بتمام پوشانیدند و این خلعت زائلہ کنایت از معاملہ قیومیت بودہ است کہ بتربیت و تکمیل تعلق داشتہ'' [1]

یعنی آپ نے واقعہ میں دیکھا تھا کہ آپ کے جسم سے ایک خلعت جدا ہو گئی اور وہ آپ کے فرزندِ ارجمند خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو مرحمت فرمائی گئی وہ خلعت زائلہ معاملہ قیومیت ہے جو کہ تربیت و تکمیل سے تعلق رکھتا ہے۔

صاحب روضۃ القیومیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ سید المرسلین ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے قیوم اول حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک پر دستار مبارک باندھی اور منصب قیومیت کی مبارک باد دی۔ [2]

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ قیومیت کے متعلق رقمطراز ہیں:

قیوم درین عالم خلیفۂ حق است جل و علا و نائب منابِ او اقطاب و ابدال در دائرہ ظلال وے مندرج اند و افراد و اوتاد در محیط کمال او مندرج،

---

[1] دفتر سوم مکتوب: ۱۰۴ [2] روضۃ القیومیہ مترجم: ۱۷۱

افرادِ عالم ہمہ بوے روئے دارند و قبلہ توجہ جہانیان او ست دانند یا ندانند بلکہ قیام عالمیان بذات او ست چہ افراد عالم چونکہ مظاہر اسما و صفا تند ذاتے درمیان شان کائن نیست ہمگی اعراض و اوصاف اند و اعراض و اوصاف را از ذات و جوہر چارہ نیست تا قیام شان بآن بود و عادت اللہ جاری ست کہ بعد از قرون متطاولہ عارفے را نصیبے از ذات ارزانی داشتہ ویرا ذاتی عطا می فرمایند کہ بحکم نیابت و خلافت قیوم اشیا می گردد و اشیا بوے قائم می باشند [1]

یعنی قیوم اس عالم میں حق جل وعلا کا خلیفہ اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔اقطاب وابدال اس کے دائرہ ظلال میں داخل اور افراد واوتاد اس کے محیطِ کمال میں شامل ہوتے ہیں۔تمام افراد عالم اس کی طرف رخ رکھتے ہیں اور اہل جہان کی توجہ کا قبلہ وہی ہوتا ہے، خواہ وہ جانے یا نہ جانے، بلکہ اہل عالم کا قیام اسی کی ذات سے ہے۔اس لئے کہ افراد عالم چونکہ اسماء وصفات کے مظاہر ہیں۔کوئی ذات ان کے درمیان کائن (موجود) نہیں ہے۔سب کے سب اعراض واوصاف ہیں اور اعراض واوصاف کو ذات جوہر کے بغیر چارہ نہیں ہے تاکہ ان کا قیام اس کے ساتھ ہو۔اللہ تعالیٰ کی عادت جاری ہے کہ طویل زمانوں کے بعد کسی عارف کو ذات سے حصہ عطا فرما کر اس کو ایک ایسی ذاتِ موہوب عطا فرماتے ہیں کہ وہ نیابت وخلافت کے طور پر اشیاء کا قیوم ہوجاتا ہے اور اشیاء اس کے ساتھ قائم ہوتی ہیں۔

جب بھارت کے دو مفتیانِ خام نے خبثِ باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیومیت پر تکفیری فتویٰ داغ دیا تو اہل علم، آپ کے معتقدین اور

---

[1] مکتوبات معصومیہ دفتر اول:۸٦

عامۃ المسلمین ورطہء حیرت میں مبتلا ہو گئے اور پکار اٹھے

خرد کی نا مسلمانی سے فریاد

تعجب ہے ایسے نام نہاد مفتیوں کی جہالت وحماقت پر جو کرم کتابی بن کر ہمہ وقت ورق گردانی اور دماغ سوزی کرتے رہتے ہیں مگر نور ہدایت اور باطنی بصیرت سے یکسر محروم ہیں اور آیہ کریمہ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً [1] اور ارشاد نبوی ﷺ اَيُّمَا رَجُلٌ قَالَ لِاَخِيْهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَآءَ بِهَا اَحَدُهُمَا [2] کے مصداق ٹھہرے ہیں۔

مولانا روم مستِ بادۂ قیوم نے شاید اسی قسم کے علماءسو کو وصیت فرمائی تھی

صد کتب ، صد ورق در نار کن
روئے دل را جانبِ دلدار کن

صد افسوس اس شخصیت کے آفتابِ ایمان کو بغض وعناد کی گرد وغبار سے گہنانے کی مذموم کوشش کی گئی جن کی بدولت چہار دانگ عالم اور برصغیر میں اسلامی عقائد وافکار اور روحانی اقدار وآثار محفوظ ہوئے ...... دین اسلام کا احیاء ہوا ...... سنت وشریعت کو فروغ ملا ......

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اصلاحی و تجدیدی کارناموں پر چشم کشا اور بصیرت افروز تبصرہ ملاحظہ ہو:

''آج جو مساجد میں اذانیں دی جارہی ہیں اور مدارس سے قال اللہ تعالٰی وقال رسول اللہ ﷺ کی دل نواز صدائیں بلند ہو رہی ہیں، خانقاہوں میں جو ذکر و فکر ہو رہا ہے اور قلب وروح کی گہرائیوں سے جو اللہ کی یاد کی جاتی ہے یا لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگائی جاتی ہیں ان سب کی گردنوں پر حضرت مجدد کا بار منت ہے اگر حضرت مجدد

---

[1] الجاثیۃ ۴۵: ۲۳ [2] صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۱۰۴

اس الحاد و ارتداد کے اکبری دور میں اس کے خلاف جہاد نہ فرماتے اور وہ عظیم تجدیدی کارنامہ انجام نہ دیتے تو نہ مساجد میں اذانیں ہوتیں، نہ مدارس دینیہ میں قرآن، حدیث، فقہ اور باقی علومِ دینیہ کا درس ہوتا اور نہ خانقاہوں میں سالکین و ذاکرین اللہ، اللہ کے روح افزا ذکر سے زمزمہ سنج ہوتے۔ الّا ماشاء اللہ"[1]

کاش! کتاب وسنت اور علمائے اسلام کی کتابوں کا بنظر غائر مطالعہ کیا جاتا تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔

○ ...... قرآن میں انسان کو سمیع و بصیر کہا گیا ہے ...... فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا

اللہ تعالیٰ کو بھی سمیع و بصیر کہا گیا ہے ...... اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

○ ...... والدین کو رب کہا گیا ...... كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا

اللہ تعالیٰ کو رب کہا گیا ...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

○ ...... تقسیم وراثت کے وقت یتیموں، مسکینوں کو رزق دینے کا حکم دے کر گویا ورثاء کو رازق کہا گیا ...... فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ[2]

اللہ تعالیٰ کو رازق کہا گیا ...... وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

○ ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خالق کی صفت سے متصف کہا گیا ......

اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ

اللہ تعالیٰ کو خالق کہا گیا ...... فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ

مذکورہ بالا آیات طیبہ کے علاوہ متعدد آیات کریمہ اور احادیث نبویہ ﷺ اس مفہوم پر دال ہیں جن سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ سمیع و بصیر اور بھی ہیں ...... خالق اور بھی ہیں ...... حاکم اور بھی ہیں ...... رب اور بھی ہیں ...... قیوم اور بھی ہیں ...... مگر فرق یہ ہے کہ

---

[1] سیرت مجدد الف ثانی: ۱۲ [2] النساء: ۸

باقی سمیع مجازی ہیں .... اللہ سمیع حقیقی ہے
باقی بصیر مجازی ہیں .... اللہ بصیر حقیقی ہے
باقی رب مجازی ہیں .... اللہ رب حقیقی ہے
باقی خالق مجازی ہیں .... اللہ خالق حقیقی ہے
باقی حاکم مجازی ہیں .... اللہ حاکم حقیقی ہے
باقی حی مجازی ہیں .... اللہ حی حقیقی ہے
باقی قیوم مجازی ہیں .... اللہ قیوم حقیقی ہے

جس طرح بندگانِ خدا کے لئے سمیع وبصیر، خالق وحاکم وغیرہا صفات مجازاً ماننے سے بندہ، مؤمن و موحد ہی رہتا ہے مشرک نہیں ہوتا ایسے ہی اگر کسی انسانِ کامل کیلئے صفت قیوم بعطائے الٰہی مجازاً مان لی جائے تو وہ مؤمن موحد ہی رہے گا مشرک نہیں ہوگا۔

عاشق رسول حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقت ومجاز کے درمیان امتیاز بیان کرتے ہوئے ایک قاعدہ کلیہ تحریر فرمایا ہے:

نسبت واسناد دو قسم ہے حقیقی کہ مسند الیہ حقیقت سے متصف ہو اور مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت کردیں جیسے نہر کو جاری یا جالس سفینہ کو متحرک کہتے ہیں حالانکہ حقیقتاً آب وکشتی جاری ومتحرک ہیں پھر حقیقی بھی دو قسم ہے ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو اور عطائی کہ دوسرے نے اسے حقیقتاً متصف کردیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف سے متصف ہو...... قرآن عظیم میں جا بجا **اولوا العلم وعلموا** بنی اسرائیل اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لفظ علیم وارد، یہ حقیقتِ عطائیہ ہے یعنی بعطائے الٰہی وہ حقیقتاً متصف بعلم ہیں اور مولیٰ عزوجل نے اپنے نفس کریم کو علیم فرمایا، یہ حقیقتِ ذاتیہ ہے کہ وہ بے کسی کی عطا کے اپنی ذات سے عالم ہے۔

سخت احمق وہ کہ ان اطلاقات میں فرق نہ کرے۔ [1]

محدثِ جلیل حضرت ملا علی قاری احراری رحمۃ اللہ علیہ خصوص اسمی اور معنی لغوی کے درمیان فرق کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں:

ومن قال لمخلوق یاقدوس اوالقیوم او الرحمن اوقال اسماً من اسماء الخالق کفر انتھی وھو یفید انہ من قال لمخلوق یاعزیز و نحوہ یکفر ایضاً الّا ان اراد بھما المعنی اللغوی لا الخصوص الاسمی والاحوط ان یقول یا عبدالعزیز و یا عبدالرحمن [2] یعنی جس بندۂ مؤمن نے کسی مخلوق سے مخاطب ہوکر کہا یا قدوس، یا قیوم، یارحمن یا اسمائے خالق میں سے کسی اسم کے ساتھ مخاطب کیا کافر ہوگیا (انتہیٰ) اور اس سے یہ مفہوم بھی اخذ ہوتا ہے کہ جس بندۂ مؤمن نے کسی مخلوق کو یا عزیز وغیرہ کہا وہ بھی کافر ہوجائے گا لیکن اگر صفاتی اسم سے اس کی مراد ''لغوی معنی'' ہوتو کافر نہیں ہوگا ہاں اگر اسمی خصوصیت (مختص بالخالق جل سلطانہ) مراد ہوتو کافر ہوجائے گا البتہ احوط یہی ہے کہ یاعبدالعزیز ...... یاعبدالرحمن کہے۔

مجمع الانہر کی عبارت کا بھی یہی مفہوم ہے کہ بندۂ مؤمن تب ہی کافر ہوگا جب **مختص بالخالق** جل جلالہ اسماء میں سے کسی اسم کے ساتھ مخلوق کو مخاطب کیا جائے ورنہ کافر نہیں ہوگا **اواطلق علی المخلوق من الاسماء المختصۃ بالخالق (جل جلالہ) نحو القدوس والقیوم والرحمن وغیرھا یکفر** [3]

تصریحات بالا سے حقیقی ومجازی، ذاتی وعطائی اور اختصاص اسمی اور معنائے لغوی کا فرق واضح ہے جو بہرحال پیش نظر رہنا چاہئے۔

---

[1] الامن والعلی: ۱۵ [2] شرح فقہ اکبر: ۱۹۳ [3] مجمع الانہر جز دوم: ۵۰۴

علاوہ ازیں آیہ کریمہ هو الحی القیوم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو قیوم فرمایا ہے جبکہ اَمۡوَالُكُمُ الَّتِيۡ جَعَلَ اللّٰهُ قِيَامًا [1] میں اللہ تعالیٰ نے اموال کو انسانوں کا ذریعہ قیام بنایا ہے اور ارشاد نبوی ﷺ اَلۡاَبۡدَالُ فِيۡ اُمَّتِيۡ ثَلَاثُوۡنَ بِهِمۡ تَقُوۡمُ الۡاَرۡضُ وَبِهِمۡ تُمۡطَرُوۡنَ وَبِهِمۡ تُنۡصَرُوۡنَ [2] میں ابدالوں کو زمین کا ذریعہ قیام بتایا ہے۔

اگر اموال وابدال بعطائے الٰہی اور باذن اللہ ذریعہ قیام (یعنی قیوم) بن سکتے ہیں اور اس سے کسی قسم کا کوئی کفر لازم نہیں آتا تو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ بھی باذن اللہ قیوم ہو سکتے ہیں جس سے کوئی کفر لازم نہیں آتا۔ البتہ قیومِ حقیقی، واجب الوجود، قدیم وخالق اور قیومِ مجازی، ممکن الوجود، حادث اور مخلوق کا باہمی امتیاز ہر باشعور مسلمان ضرور ملحوظ رکھتا ہے۔ چونکہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قیومیت سے مراد خلافت ووزارت ہے بنابریں غلط فہمیوں کا غبار خود بخود چھٹ جاتا ہے اور شرک کا امکان واحتمال ختم ہو جاتا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ قیومیت کے متعلق ارقام پذیر ہیں:

ملک العلماء، بحر العلوم علامہ عبد العلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ وَحۡدَةُ الۡوُجُوۡد میں انسانِ کامل کے متعلق لکھتے ہیں: ''انسانِ کامل اللہ کے تمام اسماء وصفات کا مظہر ہے۔ اللہ نے اس کو اپنا خلیفہ بنایا ہے تاکہ وہ اپنے باطن کی مدد سے کائناتِ عالم کو باقی رکھے اور کائنات میں سے ہر ایک کو اس کے لائق کمال اور نقصان عطا کرے۔ اس بیان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ کائنات کو بقا دینے والا انسانِ کامل ہے۔ ایسا خیال کرنا کفر ہے۔ دینے والا اور باقی رکھنے والا اللہ ہی ہے، انسانِ کامل صرف وسیلہ بنا ہے۔

---

[1] النساء ۴:۵ [2] جمع الجوامع، رقم الحدیث: ۱۹۔ کنز العمال، رقم الحدیث: ۳۴۵۹۳ قال المصنف وسندہ صحیح

تمام خلائق میں انسانِ اکمل اور اللہ کے خلیفۂ اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دنیا میں آپ کی آمد سے پہلے انبیاء اور رسل آپ کے نائب اور اللہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی وفات کے بعد قطب الاقطاب آپ کا نائب اور اللہ کا خلیفہ اور اللہ کی مُہر ہے''۔

انسانِ کامل اور قطب الاقطاب کے متعلق جو کچھ شیخ اکبر نے کہا ہے حضرت مجدد نے بھی وہی کہا ہے اس سلسلہ میں آپ کے دفتر دوم کا مکتوب گیارہ اور دفتر سوم کا مکتوب اسی (۸۰) ملاحظہ کیا جائے۔ فرق صرف نام کا ہے۔ شیخ اکبر جس فردِ اکمل کو قطب الاقطاب کہتے ہیں حضرت مجدد اسی کو قیوم کہتے ہیں۔ اس بات پر دونوں حضرات کا اتفاق ہے کہ وہ فردِ اکمل اللہ کے تمام اسماء وصفات کا مظہر ہے۔ چونکہ قیوم بھی اللہ کی ایک صفت ہے اور وہ فردِ اکمل اس صفت کا بھی مظہر ہے لہٰذا وہی صفت اس کے منصب کا نام ہونا چاہئے۔ اَلْقَیُّوْمُ مُدَبِّرُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَکُلُّ شَیْءٍ قَائِمٌ بِاَمْرِہٖ قیوم آسمانوں اور زمین کا مدبر ہے اور ہر شے کا قیام اس کے امر سے۔

حضرت مجدد کے تجویز کردہ نام پر بعض لوگ لاحول واستغفار پڑھتے ہیں ان کے نزدیک یہ تسمیہ سوءِ ادب کو متضمن ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ سننے والے کو سمیع...... دیکھنے والے کو بصیر...... علم والے کو علیم...... حکمت والے کو حکیم کہتے ہو تو بے ادبی کا احساس کیوں نہیں ہوتا اور قیوم میں یہ احساس کیوں ہوا کیا شریعت میں اس نام کی تخصیص آئی ہے۔

چو بشنوی سخنِ اہلِ دل مگو کہ خطا ست
سخن شناس نہ ئی دلبرا خطا ایں جا است

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب عبقات میں لکھا ہے:

اِتَّفَقَ اَهْلُ الْكَشْفِ وَ الْوِجْدَانِ وَ اَرْبَابُ الشُّهُوْدِ وَ الْعِرْفَانِ مُؤَيَّدِيْنَ بِالْبَرَاهِيْنِ الْعَقْلِيَّةِ وَ الْاِشَارَاتِ النَّقْلِيَّةِ عَلٰى اَنَّ الْقَيُّوْمَ لِلْكَثْرَاتِ الْكَوْنِيَّةِ وَاحِدٌ شَخْصِيٌّ

ترجمہ: اصحابِ کشف و وجدان اور خداوندانِ شہود و عرفان جو کہ عقلی دلائل اور نقلی اشارات سے مؤید ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ کائنات کی کثرت کا قیوم (قائم اور باقی رکھنے کا ذریعہ) ایک شخص ہے۔

جو بات شیخ اکبر اور حضرت مجدد نے کہی ہے تمام مشائخ نے کہی ہے۔ اگر فرق ہے تو صرف نام میں ہے کسی نے غوث کا نام رکھا...... کسی نے قطب الاقطاب کا...... کسی نے قطب مدار کا...... کوئی مشکل کشا کہتا ہے...... کوئی کرتا دھرتا...... کوئی قیوم۔ حضرت سیدنا عبدالقادر غوث کہلائے...... حضرت شاہ نقشبند مشکل کشا...... حضرت مجدد قیوم...... منصب ایک ہے نام مختلف۔

انسانِ کامل میں بھی تفاوتِ درجات ہے جیسا کہ حضرات انبیاء میں ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۔ یہ سب رسول، بڑائی دی ہم نے ان میں سے ایک کو ایک سے۔

یہ منصب جلیل قیومیت کے نام سے سب سے پہلے حضرت مجدد کو ملا۔ اب قیامت تک جو بھی قیوم ہوگا آپ کے ظل سے خارج نہ ہوگا جس طرح پر ہر فقیہ عیالِ ابوحنیفہ ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ [1]

حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ کا دکھ بھرا تبصرہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

ہمارے دور کے بعض لوگ جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مزاج سے ''مشرف'' ہیں اور سنی بلکہ رضوی کہلانے کے باوجود حکم تکفیر یا تفسیق میں بہت جلد باز واقع ہوئے

[1] حضرت مجدد اور ان کے ناقدین: ۶۵، ۶۶

ہیں۔ کسی بھی بزرگ کی گستاخی کرنے کے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں اور اگر کہیں سے کیسی ہی کمزور دلیل بھی مل جائے تو ان کے لئے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بن جاتی ہے۔ اعلحضرت مجدد ملت رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگوں کا جتنا ادب سکھایا ہے، یہ اتنی ہی بے ادبی کرکے خوش ہوتے بلکہ اپنی للّٰہیت پر وجد میں آ کر رقص کرتے ہیں۔ چنانچہ کبھی یہ ''مجدد الف ثانی'' جیسی ترکیب پر سیخ پا ہوتے ہیں اور کبھی لفظ ''قیوم'' پر۔ انہیں لاکھ سمجھاؤ کہ اعلحضرت بھی انہیں مجدد الف ثانی کہتے ہیں اور اکابر اسلام میں شمار کرتے ہیں مگر ایک نہیں سنتے۔ وقتی طور پر خاموش ہو جائیں تو بھی دل اُن کے بغض سے کالا ہی رہتا ہے۔ [1]

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی کی مجددیت و قیومیت: ۱۳۷

مسئلہ نیت

اور

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

ماخوذ

البینات شرح مکتوبات جلد چہارم

جولائی ۲۰۱۰ء

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز حقائق الٰہیہ سے متحقق اور کمالاتِ نبوت سے متصف ہونے کی بناء پر علمائے راسخین اور عرفائے کاملین کے سرخیل ہیں۔آپ کی مجددانہ تحقیقات، انفرادی شان اور عارفانہ تخلیقات، امتیازی مقام رکھتی ہیں۔مقام مشاہدہ وامامت اور مرتبہ یقین ومجددیت پر فائز المرام ہونے کی بدولت آپ پر حقائق شریعت اور اسرار نیت آشکارا ہوئے۔مسئلہ نیت پر آپ نے اپنی مجددانہ تحقیق یوں بیان فرمائی۔

علماء در نیت نماز مستحسن داشتہ اند کہ با وجود ارادۂ قلب بزبان نیز باید گفت و حال آنکہ ازان سرور علیہ و علی آلہ الصلوۃ و السلام ثابت نشدہ است نہ بروایت صحیح و نہ بروایت ضعیف و نہ از اصحاب کرام و تابعین عظام کہ بزبان نیت کردہ باشند بلکہ چون اقامت می گفتند تکبیر تحریمہ میفرمودند پس نیت بزبان بدعت باشد واین بدعت را حسنہ گفتہ اند واین فقیر میداند کہ این بدعت چہ جائے رفع سنت کہ رفع فرض می نماید چہ در

تجویز آن اکثر مردم بزبان اکتفا می نمایند و از غفلت قلبی باک ندارند پس درین ضمن فرضی از فرائض نماز کہ نیت قلبی باشد متروک میگردد و بفسادِ نماز میرسانند [۱]

ترجمہ: بعض علماء نے نماز کی نیت میں مستحسن جانا ہے کہ باوجود قلب کے ارادہ کے زبان سے بھی نیت کہنی چاہئے حالانکہ آنحضرت ﷺ سے کسی صحیح حدیث یا ضعیف روایت سے ثابت نہیں ہوا اور نہ ہی اصحاب کرام و تابعین عظام سے، کہ انہوں نے زبان سے نیت کی ہو، بلکہ جب اقامت ہوتی تھی تو وہ ساتھ ہی تکبیر تحریمہ کہتے تھے۔ لہٰذا زبان سے نیت کرنا بدعت ہے اور اس بدعت کو حسنہ کہا گیا ہے حالانکہ یہ فقیر جانتا ہے کہ یہ بدعت رفع سنت تو بجائے خود رہا یہ تو فرض کو بھی رفع کرتی ہے کیونکہ اس تجویز میں اکثر لوگ زبانی نیت پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور دل کی غفلت پر کچھ نہیں ڈرتے کہ اس ضمن میں نماز کے فرضوں میں سے ایک فرض جو نیت قلبی ہے متروک ہو جاتا ہے اور نماز کے فاسد ہونے تک پہنچا دیتا ہے۔

سطور بالا میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائے نماز میں تکبیر تحریمہ سے قبل زبان کے ساتھ نیت کرنے کو بدعت قرار دیا ہے کیونکہ اس سے رفع فرض لازم آتا ہے جو فسادِ نماز کا باعث ہے۔ آپ کے اس مؤقف کی تائید علمائے اعلام اور فقہائے کرام کی درج ذیل تحقیقات سے بھی ہوتی ہے۔

نیت کا شرعی معنی

لغتِ عرب میں نیت کا معنی قصد کرنا ہے جیسا کہ قاموس میں ہے نَوَی الشَّیْئَ اس نے کسی چیز کا قصد کیا۔

---

[۱] دفتر اول مکتوب: ۱۸۶

محدث کبیر حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نیت کی شرعی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

تَوَجُّهُ الْقَلْبِ نَحْوَ الْفِعْلِ اِبْتِغَاءً لِوَجْهِ اللهِ وَالْقَصْدُ بِهَا تَمْيِيْزُ الْعِبَادَةِ عَنِ الْعَادَةِ[۱] یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کسی فعل کی طرف قلب کا متوجہ کرنا نیت کہلاتا ہے تاکہ عبادت، عادت سے متمیز ہو جائے۔

نیت کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے:

فَاَمَّا مَعْنَى النِّيَّةِ فَهِيَ عَزْمُ الْقَلْبِ عَلٰى فِعْلِ الْعِبَادَةِ تَقَرُّبًا اِلَى اللهِ وَحْدَهٗ[۲] یعنی نیت کا معنی اللہ وحدہٗ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر ادائے عبادت کیلئے قلب کا عزم کرنا ہے۔

حکم نیت کے متعلق اختلافِ فقہاء

اِنَّ النِّيَّةَ لَازِمَةٌ فِي الصَّلٰوةِ فَلَوْ تُرِكَتْ بَطَلَتِ الصَّلٰوةُ بِاتِّفَاقِ الْمَذَاهِبِ اِنَّ الْمَالِكِيَّةَ وَالشَّافِعِيَّةَ اِتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّ النِّيَّةَ رُكْنٌ مِّنْ اَرْكَانِ الصَّلٰوةِ فَلَوْ لَمْ يَنْوِ الصَّلٰوةَ فَاِنَّهٗ لَا يُقَالُ لَهٗ قَدْ صَلّٰى اَصْلًا وَالْحَنَفِيَّةُ وَالْحَنَابَلَةُ اِتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّهَا شَرْطٌ بِمَعْنٰى اَنَّهٗ اِنْ لَمْ يَأْتِ بِهَا فَاِنَّهٗ يَكُوْنُ قَدْ صَلّٰى صَلَاةً بَاطِلَةً وَبِذَالِكَ تُعْلَمُ اَنَّ النِّيَّةَ بِالْمَعْنَى الْمُتَقَدِّمِ فَرْضٌ اَوْ شَرْطٌ لَا بُدَّ مِنْهُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ[۳]

یعنی بے شک نیت نماز میں لازم ہے۔ اگر نیت چھوڑ دی گئی تو تمام مذاہب کے نزدیک نماز باطل ہو جائے گی...... حضرات مالکیہ اور شافعیہ رحمۃ اللہ علیہم اس امر پر متفق ہیں کہ نیت ارکان نماز میں سے ایک رکن ہے۔ پس اگر کسی نے نماز کی نیت نہیں

---

۱ مرقاۃ المفاتیح جز اول: ۹۸ ۲ الفقہ علی المذاہب الاربعہ: ۲۰۹

۳ الفقہ علی المذاہب الاربعہ مطبوعہ مصر: ۲۱۰

کی تو اس کی نماز ہرگز نہیں ہوگی۔ جبکہ فقہائے حنفیہ و حنابلہ کا یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ نیت نماز کیلئے شرط ہے بایں معنی کہ اگر شرط مفقود ہوئی تو نماز باطل ہو جائے گی۔ اس سے یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ نیت سابقہ معنی کے اعتبار سے فرض ہو یا شرط بہر حال یہ نماز کیلئے ضروری ہے۔

لسانی نیت سنت سے ثابت نہیں

فقہائے احناف کے نزدیک نیت شرائط نماز میں سے ہے جو قلب کا فعل ہے۔ اس لئے تکبیر تحریمہ سے پہلے لسانی نیت کرنے سے شرط مفقود ہو جاتی ہے جو مشروط (نماز) کے فاقد و فاسد ہونے کا باعث ہوتی ہے۔ چونکہ لسانی نیت حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت نہیں ہے اور نہ ہی تابعین عظام اور فقہائے اربعہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اقوال سے ثابت ہے اس لئے یہ بدعت ہے:

امت کے دیگر فقہائے کرام اور علمائے اعلام کے فرمودات بھی حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف کی تائید کرتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

۞...... حضرت امام ابن ہمام ارقام پذیر ہیں:

قَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرِيْقٍ صَحِيْحٍ وَلَا ضَعِيْفٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ اُصَلِّيْ كَذَا وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ بَلِ الْمَنْقُوْلُ اَنَّهٗ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَهٰذِهٖ بِدْعَةٌ [1]

یعنی بعض حفاظ حدیث نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح یا ضعیف، کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نماز شروع کرتے وقت یہ الفاظ فرماتے ہوں

---

[1] فتح القدیر مع الکفایہ جلد اول: ۲۳۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

انْوِیْ اَنْ اُصَلِّیْ (کہ میں فلاں نماز ادا کرنے لگا ہوں) اور نہ ہی کسی صحابی یا تابعی (رضی اللہ عنہم) سے زبان کے ساتھ نیت کرنا ثابت ہے بلکہ احادیث مبارکہ میں یہی منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ادائے نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو صرف تکبیر تحریمہ کہتے تھے۔اس لئے زبان کے ساتھ نیت کرنا بدعت ہے۔

۞......حضرت علامہ احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارقام پذیر ہیں:

لَمْ یَنْقُلْ اَحَدٌ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَلَفَّظَ بِالنِّیَّۃِ وَلَا عَلَّمَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِہٖ التَّلَفُّظَ بِھَا وَلَا اَقَرَّہٗ عَلٰی ذَالِكَ بَلِ الْمَنْقُوْلُ عَنْہُ فِی السُّنَنِ اَنَّہٗ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ وَتَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ [1]

یعنی نبی اکرم ﷺ کا زبان کے ساتھ لفظاً نیت کرنا منقول نہیں اور نہ ہی آپ نے صحابہ کرام میں سے کسی کو تلفظ بالنیۃ کی تعلیم دی اور نہ ہی آپ نے اس کی تلقین فرمائی۔ بلکہ کتب سنن میں آپ کا ارشاد گرامی منقول ہے کہ نماز کی کلید طہارت ہے،اس کی تحریم تکبیر تحریمہ ہےاوراس کی تحلیل،تسلیم ہے۔

۞......صاحب کبیری تحریر فرماتے ہیں:

وَفِی الْکِفَایَۃِ عَنْ شَرْحِ الطَّحَاوِیْ اَلْاَفْضَلُ اَنْ یَّشْتَغِلَ قَلْبُہٗ بِالنِّیَّۃِ وَلِسَانُہٗ بِالذِّکْرِ یَعْنِیْ التَّکْبِیْرِ وَیَدُہٗ بِالرَّفْعِ [2] یعنی کفایہ میں شرح طحاوی کے حوالہ سے نقل ہے افضل یہ ہے کہ نمازی کا قلب نیت میں،زبان ذکر یعنی تکبیر تحریمہ میں اور ہاتھ اٹھنے میں مشغول ہوں۔

۞......حضرت حافظ ابن قیم رقمطراز ہیں:

کَانَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا قَبْلَھَا وَلَا تَلَفَّظَ

---

[1] المواہب اللدنیہ جلد چہارم: ۲۷ [2] کبیری شرح منیہ: ۲۹۶، فتح القدیر مع الکفایہ: ۲۳۲

بِالنِّيَةِ اَلْبَتَّةَ وَلَا قَالَ اُصَلِّيْ لِلّٰهِ صَلٰوةً كَذَا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ اِمَامًا اَوْمَأْمُوْمًا وَلَا قَالَ اَدَاءً وَلَا قَضَاءً وَلَا فَرْضَ الْوَقْتِ وَهٰذِهٖ عَشَرُ بِدَعٍ لَمْ يَنْقُلْ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَحَدٌ قَطُّ بِاَسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَلَا ضَعِيْفٍ وَلَا مُسْنَدٍ وَلَا مُرْسَلٍ لَفْظَةً وَاحِدَةً مِّنْهَا اَلْبَتَّةَ بَلْ وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَلَا اِسْتَحْسَنَهٗ اَحَدٌ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَلَا الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ وَاِنَّمَا غَرَّ بَعْضَ الْمُتَأَخِّرِيْنَ قَوْلَ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الصَّلٰوةِ اِنَّهَا لَيْسَتْ كَالصِّيَامِ لَا يَدْخُلُ فِيْهَا اَحَدٌ اِلَّا بِذِكْرٍ فَظَنَّ اَنَّ الذِّكْرَ تَلَفُّظُ الْمُصَلِّيْ بِالنِّيَّةِ وَاَنَّ مُرَادَ الشَّافِعِيِّ بِالذِّكْرِ تَكْبِيْرَةُ الْاِحْرَامِ لَيْسَ اِلَّا وَكَيْفَ يَسْتَحِبُّ الشَّافِعِيُّ اَمْرًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ وَلَا اَحَدٌ مِنْ خُلَفَائِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَهٰذَا هَدْيُهُمْ وَسِيْرَتُهُمْ فَاِنْ اَوْجَدَنَا اَحَدٌ حَرْفًا وَاحِدًا عَنْهُمْ فِيْ ذَالِكَ قَبِلْنَاهُ ...... وَلَا سُنَّةَ اِلَّا مَا تَلَقَّوْهُ عَنْ صَاحِبِ الشَّرْعِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]

یعنی حضور اکرم ﷺ جب ادائے نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع فرمادیتے اور اس سے قبل کچھ نہ کہتے اور نہ زبان کے ساتھ نیت فرماتے اور نہ یوں کہتے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے فلاں نماز پڑھنے لگا ہوں میرا رخ بجانب قبلہ چار رکعات بحیثیت امام یا مقتدی اور نہ ہی آپ ﷺ ادا یا قضا اور وقت فرض کے الفاظ فرماتے۔

اس طرح تکبیر تحریمہ سے پہلے ان الفاظ کے ساتھ نیت کرنے والا نمازی دس بدعتوں کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ آپ ﷺ سے ان الفاظ میں سے کوئی لفظ سند صحیح یا

---

[1] زاد المعاد فی ہدی خیر العباد جلد اول: ۱۹۴

ضعیف یا مسند اور مرسل کے ساتھ کسی نے قطعاً نقل نہیں کیا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی سے بھی منقول نہیں ہے اور نہ ہی تابعین کرام اور ائمہ اربعہ میں سے کسی نے اسے مستحب کہا ہے۔

البتہ بعض متاخرین کو حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے مغالطہ ہوا کہ نماز روزوں کی طرح نہیں ہے کہ جس میں کوئی نمازی ذکر کے بغیر داخل نہیں ہوتا۔ پس ان متاخرین فقہاء کو لفظ ذکر سے نمازی کا زبان کے ساتھ نیت کرنے کا گمان ہوا ہے حالانکہ ذکر سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مراد تکبیر تحریمہ کے سوا کچھ بھی نہیں اور امام شافعی کسی ایسے کام کو کیسے مستحب قرار دے سکتے ہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے کسی ایک نماز میں بھی نہیں کیا اور نہ ہی آپ کے خلفائے عظام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے کیا ہے اور یہی ان کا راستہ اور سیرت ہے۔ اگر ہم ان سے ایک حرف بھی کتب احادیث میں پاتے تو اسے بسر و چشم قبول کرتے۔

۞......حضرت ملا علی قاری احراری کے نزدیک بھی تَلَفُّظُ بِالنِّيَّةِ کرنے والا بدعتی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

لَایَجُوْزُ التَّلَفُّظُ بِالنِّيَّةِ فَاِنَّهٗ بِدْعَةٌ وَالْمُتَابَعَةُ كَمَا تَكُوْنُ فِي الْفِعْلِ تَكُوْنُ فِي التَّرْكِ اَيْضًا فَمَنْ وَاظَبَ عَلٰى فِعْلٍ لَمْ يَفْعَلْهُ الشَّارِعُ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ[1] یعنی زبان کے ساتھ نیت کرنا جائز نہیں بلکہ یہ بدعت ہے۔ متابعت جیسے کسبِ فعل میں ہوتی ہے ایسے ہی ترکِ فعل میں بھی ہوتی ہے لہٰذا جس شخص نے ایسے فعل پر مواظبت کی جسے حضرت شارع ﷺ نے نہیں کیا وہ بدعتی ہے۔

واضح رہے کہ نیت قلب کا فعل ہے اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ ... الخ کے الفاظ دعا ہیں جو حضور اکرم ﷺ نے ابتدائے احرام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھائے۔

---

[1] مرقاۃ المفاتیح: ۳۴

چنانچہ علامہ احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ عَلَيْهِ الصَّلٰوة والسلام اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِيْنَ اَلْفَ صَلٰوةٍ فَلَمْ يُنْقَلْ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ نَوَيْتُ اُصَلِّيْ صَلَاةً كَذَا وَ كَذَا وَتَرْكُهُ سُنَّةٌ كَمَا اَنَّ فِعْلَهُ سُنَّةٌ [1]

یعنی حضور اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری حیاتِ طیبہ میں تیس ہزار سے زائد نمازیں ادا فرمائیں مگر آپ سے کہیں بھی یہ منقول نہیں کہ آپ نے بایں الفاظ زبان کے ساتھ نیت فرمائی ہو انّہٗ قالَ نویتُ اُصلّی صلٰوۃ کذا و کذا اور آپ ﷺ کا کسی فعل کو ترک کرنا بھی سنت ہے جیسا کہ آپ کا کسی فعل کو کرنا سنت ہے۔

✿...... یہ امر ذہن نشین رہے کہ لسانی نیت چونکہ نبی اکرم ﷺ، صحابہ و تابعین کرام اور آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے اس لئے یہ سنت نبوی ﷺ نہیں بلکہ بعض مشائخ کی سنت ہے جو لائق اعتبار نہیں۔ چنانچہ حضرت امام حسن بن عمار حنفی ارقام پذیر ہیں:

فَمَنْ قَالَ مِنْ مَشَائِخِنَا اَنَّ التَّلَفُّظَ بِالنِّيَّةِ سُنَّةٌ لَمْ يُرِدْ بِهٖ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ سُنَّةُ بَعْضِ الْمَشَائِخِ [2]

اسی طرح حضرت ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں:

وَالنِّيَّةُ بِالْقَلْبِ لِاَنَّهُ عَمَلُهُ وَالتَّكَلُّمُ لَامُعْتَبَرَ بِهٖ [3]

حقیقتِ نیت

کاشف اسرار طریقت حضرت خواجہ محمد موسیٰ بن خواجہ عیسیٰ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ تحریر

---

[1] مرقاۃ المفاتیح جلد اول: ۳۷، المواہب اللدنیہ جلد چہارم: ۷۳ [2] مراقی الفلاح: ۸۳

[3] مرقات: ۳۶

فرماتے ہیں:

اے عزیز حقیقت صلوٰۃ شنیدی اکنوں سرِ نیت بشنو اہل ظاہر چہ داند کہ چہ نیت باشد و نیت برائے صلوٰۃ شرط است نماز وقتی درست باشد کہ نیت درست شود كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وعبداللہ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ می گوید النیۃ النور و محمد بن جعفر مکی رحمۃ اللہ علیہ می گوید در حروفات نیت فرمودہ نیت آنست کہ آن حرف النون اشارۃ الی النور وحرف الیاء اشارۃ الی ید اللہ وحرف التاء اشارۃ الی ھدایت اللہ فان النیۃ نسیم الروح وریحان وجنت نعیم پس ہمہ علمہا موقوف بہ نیت است و نیت از عالم کسب نباشد اما از عالم عطاء و خلعت الٰہی باشد ازین جا بود کہ بشر حافی بر جنازہ حسن بصری نماز نگذارد و گفت نیت را نیافتم ایں چنیں نیت در نماز باید [1]

یعنی اے عزیز! حقیقت نماز کے متعلق تو سماعت کرلیا اب نیت کا راز سنیے۔ اہل ظاہر کو کیا معلوم کہ نیت کیا ہے۔ نیت نماز کے لئے شرط ہے، نماز تب ہی درست ہوگی جب نیت درست ہوگی جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ حضرت عبداللہ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیت ایک نور ہے اور شیخ محمد بن جعفر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظ نیت تین حروف کا مجموعہ ہے اس کا حرف نون نور کی طرف اشارہ ہے، حرف یاء یدُاللہ کی طرف اشارہ ہے اور حرف تاء ہدایتُ اللہ کی طرف اشارہ ہے۔ پس نیت خوشبوئے روح، پھول اور جنت نعیم ہے اس لئے تمام اعمال نیت پر ہی

---

[1] نوادر المعارف: ۵۶ قلمی

موقوف ہیں اور نیت عالم کسب سے نہیں بلکہ یہ عطائے ربانی اور خلعت الٰہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت شیخ بشر حافی، حضرت خواجہ حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہما) کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوئے تو استفسار پر فرمایا کہ مجھے حضورِ نیت میسر نہ تھا۔ اس طرح کی نیت نماز میں ہونی چاہئے۔ (من شاء التفصیلات فلیراجع الیٰ مذاق العارفین المجلد الرابع)

قدوۃ الکاملین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ارقام پذیر ہیں:

ایک روز امام اہلسنت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نماز شام کے وقت شجاع طریقت حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ کے حجرہ عبادت کے پاس سے گذرے وہ تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ خواجہ حسن اندر تشریف لائے مگر ان کے پیچھے کھڑے نہ ہوئے کیونکہ وہ عجمی ہونے کی وجہ سے عربی تلفظ صحیح ادا نہیں کر سکتے تھے۔ خواجہ حسن کو خواب میں دیدار الٰہی نصیب ہوا اور عرض کیا بار خدایا رضائے تو اندر چہ چیز است گفت یا حسن رضائے ما یافتہ بودی قدرش ندانستی گفت بار خدایا آں چہ بود گفت تو اگر دوش از پسِ حبیب نماز می کردی و صحت نیتِ وی ترا از انکار عبادتش باز نداشتی من از تو راضی شدم [1]

یعنی خدایا تیری رضا کس چیز میں ہے؟ فرمایا اے حسن! تجھے میری رضا کا مرتبہ ملا مگر تو نے اس کی قدر نہیں جانی۔ عرض گذار ہوئے خدایا وہ کیا چیز تھی؟ ارشاد فرمایا اگر تو کل حبیب کے پیچھے نماز ادا کر لیتا تو اس کی صحتِ نیت تجھے حقیقتِ عبادت سے آشنا کر دیتی اور میں تجھ سے راضی ہو جاتا۔

۞ ... یہ امر بھی مستحضر رہے کہ حقیقت نیت چونکہ عالم کسب سے نہ ہونے کی بناء پر غیر اختیاری ہے اس لئے اگر سالکین طریقت بعض اعمال صالحہ میں یوں نیت کر لیں کہ جو

---

[1] کشف المحجوب فارسی: ۹۴

نیت ہمارے شیخ مکرم کی ہے وہی نیت ہماری ہے تو اس طرح شیخ کے صدق نیت کی بدولت مریدین کے اعمال بھی شرف قبولیت پا جائیں گے جیسا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اور حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے عمل سے ثابت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کو مخاطب ہو کر فرمایا بِمَا اَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1] یعنی اے علی! احرام باندھتے وقت کیا نیت کی تھی انہوں نے عرض کیا جو نیت میرے نبی مکرم نے کی ہے وہی میری نیت ہے۔

یونہی آپ ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو فرمایا: بِمَا اَهْلَلْتَ فَقُلْتُ اَهْلَلْتُ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [2] یعنی اے ابوموسیٰ! کس نیت سے احرام باندھا ہے انہوں نے عرض کیا میں نے اسی نیت سے احرام باندھا ہے جس نیت سے میرے نبی اکرم ﷺ نے باندھا ہے۔

---

[1] صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۱۵۵۷ [2] صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۱۵۵۹
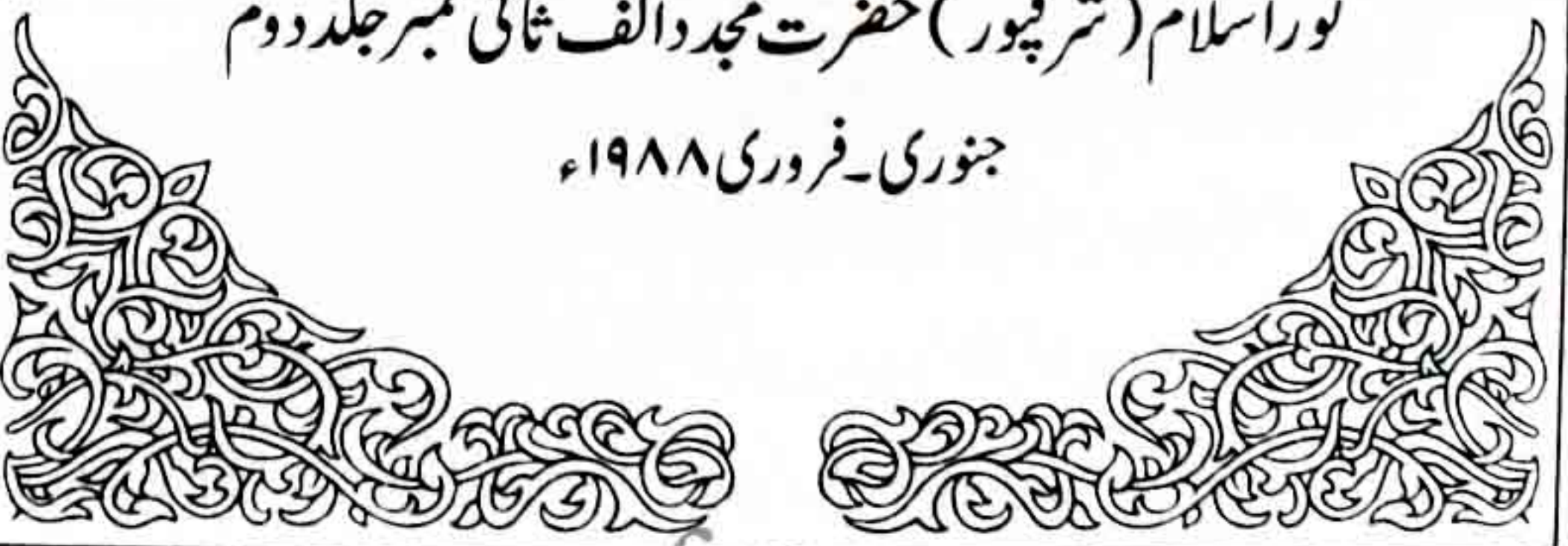
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں

محمد اقبال مجددی

ماخوذ

نور اسلام (شرقپور) حضرت مجدد الف ثانی نمبر جلد دوم

جنوری۔فروری ۱۹۸۸ء

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۱۔ ۱۰۳۴ھ/ ۱۵۶۳۔ ۱۶۲۴ء) کے خیالات ونظریات کو جس قدر اور جس کثرت سے تسلیم کیا گیا ہے۔ پاکستان وہند کی کسی شخصیت سے اس کا تقابل بے سود ہوگا۔

عالم اسلام اور یورپ میں آپ کے نظریات پر نقد ونظر کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ بہت سے فقہی واجتہادی مسائل میں علمائے عرب وعجم نے آپ کی تائید کی ہے۔

مسائل تصوف کا بھی یہی معاملہ ہے، خصوصاً آپ کے نظریہ وحدت الشہود کو صوفیہ نے اپنی تحریر وتقریر میں خوب جگہ دی ہے۔ پاک وہند میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود پر بکثرت رسائل لکھے گئے ہیں۔ تقریباً ہر رسالہ میں آپ کے ساتھ اتفاق یا اختلاف کیا گیا ہے۔

اگر اختلافِ رائے کا معاملہ محض علمی ہوتا تو یہ الگ بات تھی، بہت سے مخالفین نے آپ کے معاصر اور پیر بھائی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے "رسالہء اعتراضات بر حضرت مجدد" کو آڑ بنا کر ایسے ایسے پہاڑ کھڑے کئے ہیں کہ ان دونوں معاصر شخصیتوں کو متحارب گروہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ حالانکہ یہ اختلافات محض کشفی نوعیت کے اور وقتی تھے۔ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ بعد میں رجوع کرلیا گیا تھا۔

۱۹۷۰ء کے اوائل میں ہمیں اپنی تالیف ''احوال و آثار عبداللہ خویشگی'' کی ترتیب کے دوران حضرت مجدد کے خلاف لکھے گئے رسائل کا جائزہ لینے کا موقع ملا تھا۔ اور اس وقت کی معلومات کے مطابق ہم نے اس نوعیت کے مواد کی ایک مختصر فہرست بھی اس کتاب میں شامل کر دی تھی۔

اگر دستیاب شدہ اس سارے مواد کا بغور مطالعہ کیا جائے جو حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے خلاف مدوّن ہوا تھا، تو مفصلہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

۱...... اکثر مخالفین کی ایسی قوتیں پشت پناہی کر رہی تھیں جو حسد و بغض زدہ لوگوں پر مشتمل تھیں۔

۲...... عرب میں باقاعدہ حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف مہم چلا کر مخالفت کی گئی اور آپ کی تحریرات میں تحریف کر کے علمائے عرب کے لئے ان کا عربی میں ترجمہ کیا گیا۔

۳...... علمائے عرب کے اس موضوع پر بعض رسائل کے عربی سے فارسی میں اضافی ترجمے کر کے ہندوستان میں شائع کیے گئے۔

۴...... پاک و ہند کے صرف صوفیۂ خام ہی معاندین کے ساتھ تھے، راسخ العقیدہ صوفیہ نے آپ کی تائید میں کمر ہمت باندھے رکھی جس میں وہ خدا کے فضل سے کامیاب ہوئے۔

۵...... چونکہ حضرت مجدد قدس سرہٗ کی تحریک احیائے دین، تصوفِ اسلامی کی بدعات سے تطہیر اور اعلائے کلمۃ الحق کی تحریک تھی، اس لئے آپ کی مخالفت میں کبھی پس پردہ اور کبھی علانیہ سیاسی ہاتھ بھی کام کرتے رہے۔

۶...... داراشکوہ کے مقابلہ میں اورنگ زیب عالمگیر کی کامیابی دراصل حضرت مجدد کے احیائے دین کے مشن کی کامیابی تھی، اس لئے اورنگ زیب کے عہد میں ہم نے ترتیب زمانی کے اعتبار سے ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء کے تحت جس مخالفت کا ذکر کیا ہے اور رد مخالفین

میں جن رسائل کا تعارف کروایا ہے۔ دراصل وہ بھی اس جنگ تخت نشینی جو کہ حق و باطل کے درمیان ایک معرکہ تھا، میں شکست خوردہ گروپ کی وہ انتہائی پشیمانی اس وقتی مخالفت کے روپ میں ظاہر ہوئی تھی۔ مقاماتِ تصوف، خصوصاً نظریہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں آپ کے خیالات کے ردوقبول کا مستقل سلسلہ جاری ہے۔ اس موضوع پر صرف پاک و ہند میں اتنے رسائل لکھے گئے ہیں کہ ان کا احاطہ اس مختصر مقالہ میں ممکن نہیں ہے اس لئے انہیں اس فہرست میں جگہ نہیں دی گئی۔

اسی طرح حضرات القدس (تالیف ۱۰۵۳ھ/ ۱۶۴۳ء) سے لے کر آج تک حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مخلص سوانح نگاروں نے اپنی تالیفات میں مستقل ابواب کے تحت معترضین کے جواب دیے ہیں چونکہ یہ بھی تعداد میں سینکڑوں سے متجاوز ہیں اس لئے اس مضمون میں ان کا اندراج نہیں کیا گیا۔

اگر آپ کی تردید میں لکھے گئے رسائل کا جائزہ لیا جائے تو ان میں نہ صرف دلائل کی کمی ہے بلکہ وہ تعداد میں بھی کسی طرح اس تائیدی کتب کی فہرست سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ ہم نے پیش نظر فہرست میں جتنے رسائل کا تعارف کروایا ہے ان میں سے اکثر کے مولفین کے حالات اور علمی کمالات معتبر کتب رجال وسیر میں ملتے ہیں، گویا معاشرے میں ان کی علمی حیثیت مسلمہ تھی جبکہ اکثر معترضین کا صرف نام ہی ملتا ہے ان کے حالات تو درکنار، نشان تک کا پتہ نہیں جو آپ کی قطعی نصرت کی واضح دلیل ہے۔

عصرِ حاضر کے بعض سائنٹیفک سٹڈیز کے دعویداروں نے معلوم نہیں یہ مفروضہ کیسے تراش لیا کہ ''حضرت مجدد؛ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی اقلیت کے ایک تنگ نظر نمائندے تھے''۔ اس دور میں نام نہاد مسلمانوں کا ایک گروہ شب و روز راسخ العقیدہ مسلمانوں کی تحریکوں کے خلاف زہر اگلنے اور اسے یورپین زبانوں میں منتقل کرنے میں مصروف ہے اس جماعت کا دوسرا مفروضہ یہ ہے کہ:

''حضرت مجدد علماء کی حمایت حاصل کرنے میں ناکام رہے''

یقیناً اس آخری مفروضہ کے جواب میں جہاں وزنی دلائل مہیا کیے جاسکتے ہیں وہاں مسلم علماء کے ان تائیدی ودفاعی رسائل کی یہ فہرست بھی فخر کے ساتھ پیش کی جاسکتی ہے۔

چونکہ اس موضوع پر یہ پہلی کوشش ہے اس لئے اس فہرست کے مکمل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ امید ہے کہ محققین اس فہرست میں اضافہ کریں گے۔

اب آئندہ سطور میں ان کتب ورسائل کا مجمل تعارف ملاحظہ ہو جو حضرت مجدد قدس سرہٗ کے دفاع میں مختلف ممالک میں لکھے گئے ہیں۔ اس فہرست میں سے ان رسائل متبرکہ میں سے نمبر ۳، ۸، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۳۱ کو اہل علم سے پہلی مرتبہ متعارف کروانے کا ہمیں شرف حاصل ہو رہا ہے۔

یہ فہرست کتابوں کے سالِ تصنیف کے اعتبار سے بلحاظِ ترتیب زمانی بنائی گئی ہے۔ اگر کسی کتاب کا زمانہ تالیف معلوم نہیں ہوسکا تو مؤلف کا سالِ وفات پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔

(۱) ۱۰۲۲ھ/ ۱۶۱۳ء دلائل التجدید

از علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (ف ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مجددیت کے اثبات میں یہ رسالہ لکھا گیا تھا۔ مولانا محمد ہاشم کشمی نے علامہ عبدالحکیم اور حضرت مجدد کے مخلصانہ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان حضرات کے مابین مراسلت بھی تھی۔ حضرت سیالکوٹی نے اپنے ایک مکتوب بنام حضرت مجدد میں آپ کو ''مجدد الالف الثانی'' کے لقب سے ملقب کیا ہے، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کشمی کو مخاطب فرماتے ہوئے خود

اس مکتوب کا تذکرہ کیا تھا۔[1]

مولانا محمد ہاشم کشمی نے زیر بحث کتاب کا ذکر تو نہیں کیا۔ البتہ نقشبندی سلسلہ کے حضرات میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ علامہ سیالکوٹی نے حضرت امام ربانی کی مجددیت کے اثبات میں ایک رسالہ لکھا تھا۔ حضرت وحدت سرہندی (ف ۱۱۲۶ھ) نے شواہد التجدید (سبیل الرشاد) میں اس رسالہ کا انتساب حضرت سیالکوٹی سے کرتے ہوئے اس کے اقتباسات دیئے ہیں[2]

صاحبِ روضۃ القیومیہ نے واضح الفاظ میں اس رسالہ کا نام ''دلائل التجدید'' لکھا ہے اور توضیح کی ہے کہ حضرت مجدد کے بارہویں سال تجدید میں یہ رسالہ لکھا گیا[3] یہ سال ۱۰۲۲ھ کے مساوی ہے۔

''دلائل التجدید'' کے کسی نسخہ کے وجود کا تا حال ہمیں علم نہیں ہے۔

(۲) ۱۰۲۵/۱۶۱۶ء رسالہ فی منع رفع سبابہ

از حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہما

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں رفع سبابہ کا بیان کرتے ہوئے اس سے منع کیا ہے[4] خود حضرات مجددیہ نے اس مسئلہ میں کئی رسائل لکھے ہیں۔[5] حضرت مجدد کی زندگی میں آپ کے فرزند حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے رفع سبابہ کی

---

[1] محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات۔ مطبوعہ لکھنو ۱۳۰۷ھ ص: ۱۷۶

[2] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو یہی مضمون شمارہ مسلسل: ۱۷

[3] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ: ۱/۱۴۹ (از اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور)

[4] امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات: ۱/۳۱۲

[5] تفصیل کیلئے مقالہ ہذا کے اعداد مسلسل ۱۵، ۱۸، ۴۰

نفی میں ایک رسالہ لکھا جس کا ذکر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا ہے۔[1] جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مکتوبات کے دفتر اول کی تدوین (دُر المعرفۃ ۱۰۲۵ھ) کے فوراً بعد ہی یہ رسالہ مکمل ہو گیا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ علماء نے اس مسئلہ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا تھا اسی لئے حضرات مجددیہ کو حضرت مجدد کی تائید میں فقہی رسائل لکھنا پڑے۔ یہ رسالہ بھی ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا۔

(۳) المفاضلہ بین الانسان والکعبہ (فارسی) ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء

از مولانا محمد امین بدخشی

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے حقیقتِ کعبہ کو حقیقتِ محمدی (ﷺ) پر فضیلت دی ہے[2]۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل حضرت شیخ آدم بنوڑی جب ہندوستان سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے اپنے شیخ کے اس نظریہ کا پرچار فرمایا جس پر علماء وصوفیہ حرمین اور حضرت بنوڑی کے مابین اختلاف پیدا ہو گیا۔ خصوصاً شیخ احمد قشاشی کے ساتھ اس موضوع پر خوب بحثیں ہوئیں۔[3] یہ مبحث شیخ بنوڑی کی وفات ۱۰۵۳ھ کے بعد بھی جاری رہے۔ جب ۱۰۶۸ھ میں مخدوم زادگانِ سرہند حرمین الشریفین گئے تو انہوں نے بھی اس موضوع پر رسائل لکھے، نیز حرمین میں سلسلہ مجددیہ کی اشاعت میں جو رکاوٹیں پیش آئیں ان کا بھی اس رسالہ میں مجمل سا ذکر

---

[1] امام ربانی مکتوبات: ۱/ ۳۱۲، نیز زبدۃ المقامات ص: ۳۱۰، حضرات القدس: ۲/ ۲۳۵، روضۃ القیومیہ: ۱/ ۲۸۸

[2] امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات: ۳/ ۱۳۴، ایضاً: مبداء ومعاد منہا نمبر: ۴۸، بدر الدین سرہندی ملا: حضرات القدس: ۲/ ۱۲۶

[3] احوال وآثار عبداللہ خویشگی ص: ۱۵۰ - ۱۵۳ میں ہم نے تفصیل دی ہے

ملتا ہے۔ مختلف خطی نسخوں کی بنیاد پر ہم نے اسے ایڈیٹ کیا ہے۔

اس رسالہ کے مولف حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ تھے اور حضرت شیخ کے حالات پر تین جلدوں میں نہایت ضخیم اور درجہ اول کی سوانح نتائج الحرمین کے نام سے لکھی ہے۔ ہم نے اس مؤلف کی بہت سی دیگر کتابوں کا سراغ لگایا ہے۔

(۴) ۱۰۷۱ھ/ ۱۶۶۰ء کشف الغطاعن اذہان الاغبیا (عربی وفارسی)

از علامہ محمد فرخ بن حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی رحمۃ اللہ علیہما

اس میں بھی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے۔ اس کے ایک فقرہ سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ رسالہ مؤلف کے والد بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۰۷۱ھ سے پہلے تالیف ہو چکا تھا۔ اس موضوع پر یہ اہم رسالہ ہے۔ ہم نے اسے بھی مرتب کیا ہے عنقریب شائع ہوگا۔

اس رسالہ کے مؤلف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور اجل علماء میں تھے۔ حدیث کے حافظ اور مدرسہ سرہند کے نامور مدرسین میں سے تھے۔ کئی اہم کتابوں کے مؤلف ہیں۔

(۵) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء رسالہ دررِدّ مخالفین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

از حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حجۃ اللہ (متوفی ۱۱۲۲ھ/ ۱۷۱۰ء) بن حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم کا یہ رسالہ ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا۔ روضۃ القیومیہ میں حضرت حجۃ اللہ کے پندرھویں سال قیومیت میں اس رسالہ کا ذکر ملتا ہے۔[1] حضرت حجۃ اللہ کے مکتوبات وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول

---

[1] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ: ۳/ ۴۸ قلمی

(ﷺ) کے نام سے طبع ہو چکے ہیں، جسے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔

حضرت حجۃ اللہ کا پندرھواں سال قیومیت ۱۰۹۴ھ ہے[1]۔ یہ ایسا سال ہے جس میں نہ صرف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بلکہ پورے خانوادۂ مجددیہ کے خلاف ایک مہم چلائی گئی تھی، یہ اختلاف اس وقت کے علماء تک محدود نہ تھا بلکہ حکومت وقت کو بھی اس میں مداخلت کرنے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔ ان ایام میں اورنگ زیب کی تخت نشینی میں نقشبندی علماء و مشائخ نے اہم کردار ادا کیا تھا۔

اورنگ زیب کی درخواست پر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند حضرت خواجہ سیف الدین کو اس کی راہنمائی کے لئے شاہی دربار میں بھیج دیا تھا۔ جہاں آپ بقول محمد ساقی مستعد خان، ''قلعہ کے اندر شاہی محل کے جوار میں رہنے لگے، بادشاہ اکثر کاروبارِ سلطنت سے فراغت کے بعد رات گئے آپ کی خدمت میں رہ کر صحبت سے فیض یاب ہوتا''۔[2]

بادشاہ اس خانوادہ کی خدمت میں بھاری رقوم بطور نذرانہ بھی پیش کیا کرتا تھا۔[3] جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض جاہ و ثروت کے طالب علماء اس خاندانِ عالی شان کے مخالف ہو گئے اور انہوں نے اتنا ہنگامہ کیا کہ حرمین کے علماء کو بھی اس میں ملوث کر لیا۔

دونوں اطراف سے کتب و رسائل کے ذریعہ اپنے افکار کی نمائندگی کی گئی۔ اورنگ زیب کو مختلف اطراف سے خطوط لکھے گئے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

---

[1] حضرت حجۃ اللہ کی مسند نشینی کا پہلا سال ۱۰۷۹ھ ہے اگر اس میں پندرہ سال جمع کئے جائیں تو (۱۰۷۹ + ۱۵ = ۱۰۹۴ھ برآمد ہوگا۔ ایضاً

[2] محمد ساقی مستعد خان: مآثر عالمگیری۔ کلکتہ ۱۸۷۱ء ص: ۸۴

[3] محمد ساقی مستعد خان: مآثر عالمگیری۔ کلکتہ ۱۸۷۱ء ص: ۸۴

کے کلام میں خلافِ شرع امور پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کی نشرواشاعت بند کروادی جائے، اورنگ زیب کی طرف سے ایک جعلی خط یا حکم نامہ سرہند بھیجا گیا کہ آئندہ مکتوبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تدریس کا سلسلہ بند کردیا جائے، یہ وضعی خط معارج الولایت میں محفوظ ہے۔ [1]

اگر روضۃ القیومیہ کے اندراج پر مبالغہ آمیزی کا الزام نہ لگایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ صرف اِسی سال یعنی ۱۰۹۴ھ میں اس خانوادہ کے معتقدین نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں جو رسائل تصنیف کئے ان کی تعداد تین سوساٹھ تک پہنچ گئی تھی۔ ان میں بہتر (۷۲) رسائل تو صرف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہی نے لکھے۔

"اول رسالہ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ تصنیف کردند...... ہمیں قسم حضرت محمد اشرف وحضرت شیخ سیف الدین و حضرت محمد صبغۃ اللہ و حضرت شیخ محمد ہادی جد شریف مؤلف این کتاب، رسائل تصنیف نمودند ہفتاد و دو رسالہ فرزندانِ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم درین باب نوشتند وخلفائے این طریقہ نیز رسائل بسیار درین مقدمہ تصنیف نمودند ہمگی صدوشست رسالہ درین باب تصنیف شدند" [2]

یہ تمام رسائل تو دستیاب نہیں ہوسکے۔ البتہ چند کتابوں کے نام ملتے ہیں، ان میں سے بعض کی تفصیل ذیل میں بیان کی جارہی ہے۔

---

[1] ہم نے اپنی تالیف احوال وآثار عبداللہ خویشگی میں اس سلسلہ میں مفصل بحث کی ہے ملاحظہ ہو ص: ۱۴۵۔۱۵۰

[2] کمال الدین محمد احسان روضۃ القیومیہ: ۳/ ۴۸ قلمی

(۶) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء رسالہ در جواب مخالفین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

از حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی (ف ۱۰۹۶ھ)

یہ رسالہ بھی بقول صاحب روضۃ القیومیہ اسی واقعہ کے دوران لکھا گیا۔ [۱]

(۷) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء رسالہ در ردّ مخالفین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

از حضرت عبدالاحد شاہ گل وحدت متوفی ۱۱۲۶ھ بن حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی متعدد کتابوں کے مؤلف تھے۔ یہ رسالہ ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا۔ حضرت شاہ غلام علی نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ [۲]

(۸) ۱۰۹۴ھ/ ۱۸۸۳ء حل المغلقات فی الرد علیٰ اہل الضلالات

(عربی و فارسی)

تالیف: حضرت خواجہ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی

حضرت خواجہ محمد اشرف کی ولادت ۱۰۴۳ھ اور وفات ۱۱۱۸ھ کو ہوئی۔ صاحب روضۃ القیومیہ نے سال (۱۰۹۴ھ) میں اس رسالہ کی تالیف کا ذکر کیا ہے۔

حضرت مولف علوم معقول و منقول کے ماہر تھے اور متداولہ درسی کتب پر حواشی بھی لکھے تھے۔ [۳] ہمیں اس رسالہ کا عکس ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب مدظلہ نے فراہم کیا ہے جس کے لئے تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

---

[۱] کمال الدین محمد احسان روضۃ القیومیہ: ۳/ ۴۸ قلمی

[۲] غلام علی دہلوی شاہ رسائل سبعہ سیارہ ص: ۳۰

[۳] کمال الدین محمد احسان: ۲/ ۲۳۴ قلمی

(۹) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء رسالہ ردّ منکرانِ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

تالیف حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہما

یہ رسالہ بھی اسی ہنگامی حالت (مخالفت ۱۰۹۴ھ) میں لکھا گیا۔[1]

(۱۰) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء رسالہ ردّ مخالفین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محمد ہادی بن حضرت شیخ محمد عبیداللہ مروج الشریعت بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہم اس کے مولف روضۃ القیومیہ کے مصنف شیخ کمال الدین محمد احسان کے دادا تھے۔

ان کی ولادت ۱۰۶۲ھ اور وفات ۱۱۲۱ھ ہے اس رسالہ کے علاوہ آپ کو اب در یہ، در پنج جلد، حجۃ الاحمد یہ، تجدید احوال اور نصوص الدقائق کے علاوہ کثیر کتبِ معقول ومنقول پر حواشی بھی لکھے تھے۔[2]

اسی ہنگامہ (۱۰۹۴ھ) کے دوران انہوں نے یہ رسالہ در ردّ مخالفین بھی تالیف کیا تھا[3]۔ یہ رسالہ ہمیں تا حال دستیاب نہیں ہوا ہے۔

(۱۱) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء

عطیۃ الوھاب الفاصلہ بین الخطأ و الصواب (عربی)

شیخ محمد بیگ اوزبکی برہانپوری ثم مکی نے یہ رسالہ ۲ ربیع الاول ۱۰۹۴ھ/ یکم مارچ ۱۶۸۳ء کو مکمل کیا۔ انہیں دنوں برزنجی نے قدح الزند اور النشر الناجرہ مکمل کیے تھے[4]۔ بقول برزنجی شیخ محمد بیگ ہندوستان سے حجاز گئے تھے۔ اس رسالہ میں بتایا گیا

---

[1] ایضاً: ۳/۴۸ [2] کمال الدین محمد احسان: ۲/ ۴۰۷ [3] ایضاً: ۳/۴۸

[4] ملحق ملخص السیر، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے مرتب کر کے مجلہ انجمن عربی و فارسی اور پنجابی ادبی اکیڈمی لاہور سے شائع کی تھی جو اسی مؤلف کی ہے

ہے کہ مکتوباتِ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا جو عربی ترجمہ علمائے حجاز کے لئے کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔ نیز انہوں نے اس میں علمائے ہند کے ان فتووں کے اقتباسات بھی دیے ہیں۔ جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف لکھے گئے تھے۔

عطیۃ الوہاب، مکتوباتِ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے عربی ترجمہ شیخ محمد مراد قزانی کے دفتر ثالث کے حاشیہ پر دو مرتبہ چھپ چکا ہے۔ ان کی کئی اور تصانیف کے نام بھی ملتے ہیں۔
اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس وقت کے جید علماء نے اس رسالہ پر تقریظیں لکھ کر اس کے مندرجات کی تصدیق کی ہے جو اس رسالہ کے ساتھ ہی طبع ہو چکی ہیں۔

(۱۲) ۱۰۹۴ھ/ ۱۶۸۳ء العرف الندی فی نصرۃ الشیخ احمد السہرندی (عربی)

تالیف: علامہ شیخ حسن بن شیخ محمد مراد تونسی مکی

شیخ محمد مراد قزانی کے حواشی سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ تونسی نے ایک کراسہ (جز) کے بقدر یہ رسالہ لکھا تھا۔

وهو مقدار كراسته سماه بالعرف الندى فى نصرة الشيخ احمد السهرندى [1]

اس رسالہ کے چند اقتباسات شیخ محمد مراد قزانی نے اپنے حواشی میں دیے ہیں۔ [2]

---

[1] قزانی، محمد مراد: الدرر المکنونات النفسیہ (ترجمہ عربی مکتوبات حضرت مجدد) ۱/ ۷۷۔ ترکی

[2] ایضاً: ۱/ ۷۷۔ ۱۲۲

(۱۳) ۱۰۹۵ھ/ ۱۶۸۴ء رسالہ در ردّ معترضین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

تالیف: حضرت خواجہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۹۶ھ/ ۱۶۸۵ء)

صاحبِ روضۃ القیومیہ نے ۱۰۹۴ھ کے مذکورہ واقعات کے دوران تصنیف ہونے والے رسائل میں اس رسالہ کا ذکر نہیں کیا جس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ رسالہ اس واقعہ کے بعد لکھا گیا ہوگا۔ حضرت مرزا مظہر نے اپنے مکتوب [1] میں اس رسالہ سے استفادہ کیا ہے، نیز انہوں نے آپ کی ایک اور تالیف رسالہ فی اثبات رفع سبابہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ [2] افسوس کہ یہ دونوں رسائل ہمیں نہیں مل سکے۔

(۱۴) ۱۰۹۶ھ/ ۱۶۸۵ء

رسالہ فی تائید حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (عربی)

تالیف: علامہ شیخ احمد البشیشی مصری ازہری شافعی (ف ۱۰۹۶ھ/ ۱۶۸۵ء)

ان کے والد کا نام عبداللطیف بن قاضی احمد بن شمس الدین بن علی مصری تھا، بلدہ بشیش میں ولادت ہوئی۔ شیخ علی المحلی، حسن البدری، سلطان المزاحی، سے تحصیل کی۔ ۱۰۹۲ھ میں حج کے لئے گئے اور مکہ میں ہی مقیم ہو گئے۔ لیکن پھر واپس اپنے خطہء مولود بشیش چلے گئے [3]، ۱۰۹۶ھ میں انتقال کیا۔ [4]

اس رسالہ کے علاوہ التحفة السنية فی الاجوبة السنیه عن الاسئلة المرضية [5] مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ اور العقو دالجوهرية بالجيود

---

[1] مظہر جان جاناں مرزا المکتوبات: ۵/ ۱۰۹ (شامل مقاماتِ مظہری مطبوعہ دہلی: ۱۲۶۹ھ)

[2] ایضاً: ۱۵/ ۱۲۱ [3] سرکیس، یوسف لیان، معجم المطبوعات العربیہ، بغداد طبع عکس از طبع اول ۱۹۲۸ء ص: ۵۲۶ [4] محبی: خلاصۃ الاثر [5] سرکیس۔ ص: ۵۶۷

المشرقیۃ کے بھی آپ مؤلف ہیں۔[1]

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی نصرت و تائید میں اس مؤلف بزرگ کا جو رسالہ ہے اس کی طباعت کا تو ہمیں علم نہیں ہوسکا ہے البتہ شیخ محمد مراد قزانی نے عربی ترجمہ مکتوبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی میں اس کے طویل اقتباسات دیے ہیں۔[2]

جیسا کہ سطور بالا میں وضاحت کی گئی ہے کہ مؤلف ۱۰۹۲ھ میں حجاز مقدس میں موجود تھے۔ اس لئے ممکن ہے کہ انہوں نے یہ رسالہ اسی سال یا ۱۰۹۴ھ کے حدود میں تالیف کیا ہو۔ تاہم ہم نے مؤلف کے سال وفات ۱۰۹۶ھ کی بنیاد پر ترتیب زمانی کو ملحوظ رکھا۔

(۱۵) ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء رسالہ فی نفی رفع سبابہ

از علامہ محمد فرخ بن حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی[3]

یہ موضوع حضرات مجددیہ کے نزدیک متنازعہ فیہ رہا ہے۔ مولانا محسن ترہٹی نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے جہاں دیگر رسائل کا ذکر کیا ہے وہاں اس رسالہ کا بھی حوالہ دیا ہے۔[4]

یہ رسالہ تاحال ہمیں دستیاب نہیں ہوسکا۔ مؤلف کا سالِ وفات چونکہ ۱۱۲۲ھ ہے اس لئے اسے اسی ترتیب زمانی کے تحت درج کیا ہے۔ مولانا سراج احمد مجددی رام پوری نے شرح ترمذی میں وضاحت کی ہے کہ یہ رسالہ شیخ محمد یحییٰ کے رسالہ کے جواب

---

[1] کحالہ، عمر رضا معجم المولفین: ۱/ ۱۲۸۱ (حالات کے دیگر ماخذ کی نشاندہی کی گئی ہے)

[2] قزانی، محمد مراد الدرر المکنونات النفیسہ: ۱/ ۱۲۳۔ ۱۴۰ [3] حالات کے لئے ملاحظہ ہو مقالہ ہذا شمارہ مسلسل ۲، ۱۸، ۲۰۔ [4] محسن ترہٹی: الیانع الجنی۔ دیوبند ص: ۶۷

میں لکھا گیا تھا۔[1]

اس موضوع پر اس مقالہ میں حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محمد حسن جان رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل کا تعارف بھی ملاحظہ ہو۔

۱۱۲۳ھ/۱۷۱۱ء بهجة النظار فی برأة الابرار (فارسی و عربی)

مخدوم محمد معین بن مخدوم محمد امین متخلص بہ تسلیم و بیراگی ٹھٹھوی (ف ۱۱۶۱ھ/ ۱۷۴۸ء) بارہویں صدی ہجری کے جید عالم، صاحبِ تصانیف کثیرہ، سندھ میں سلسلہء نقشبندیہ کی نشر و اشاعت کے امین اور صاحبِ صدق و صفا بزرگ تھے۔ ڈاکٹر حسام الدین راشدی نے ان کی بیس کتابوں کے نام گنوائے ہیں[2]۔

بهجة النظار کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے مولوی عبداللہ جان معروف بہ شاہ آغا نے لکھا ہے کہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی نے مکتوبات حضرت مجدد پر اعتراضات کیے تھے جن کے جواب میں یہ رسالہ لکھا گیا۔

"در رفع اعتراضات مخدوم محمد ہاشم تتوی بر مکتوبات شریف و جواب دیگر معترضین است "[3]

یہ سبب تالیف محض قیاسی اور بے بنیاد ہے۔ بهجة النظار میں اس قسم کی کوئی

---

[1] محمد حسن جان رسالہ فی نفی رفع سایہ، قلمی بخط مصنف ورق: ۳۸۔ الف

[2] خلیل محمد ابراہیم: تکملہ مقالات الشعراء مرتبہ حسام الدین راشدی، سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد ۱۹۵۸ء ص: ۴۴۴ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ قانع: تحفۃ الکرام، قانع: مقالات الشعراء ۱۲۱۔ ۱۲۹ (واشاریہ کتاب) مکتوبات حضرت شاہ فقیر اللہ علوی ص: ۰۶۔ ۱۰۸ دراسات اللبیب مقدمہ نوشتہ مولانا عبدالرشید نعمانی، سندھی ادبی بورڈ

[3] شاہ آغا: مونس المخلصین۔ کراچی ۱۳۶۸ھ ص: ۱۰۰

وضاحت نہیں کی گئی نیز کسی بیرونی شہادت سے بھی مخدوم محمد ہاشم کے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے مخالف ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔

اس رسالہ کا صرف ایک خطی نسخہ دستیاب ہوا ہے جس کی بنیاد پر ہم نے اس کا متن تیار کیا ہے۔ جو تفصیلی حواشی وتعلیقات کے ساتھ شائع ہوگا۔

(۱۷) ۱۱۲۶ھ/ ۱۷۱۴ء سبیل الرشاد (فارسی)

از حضرت شیخ عبدالاحد وحدت شاہ گل بن حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی [۱] (ف ۱۱۲۶ھ)

اس رسالہ میں حضرت مجدد قدس سرہٗ کی مجددیت کے دلائل وشواہد یکجا کیے گئے ہیں۔ یہ رسالہ شواہد التجدید کے نام سے بھی متعارف ہے۔ کئی خطی نسخوں کے ناقلین نے اسے اسی نام سے موسوم کیا ہے۔ محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے پہلے اسے رسالہ الرحیم حیدرآباد سندھ میں پھر حضرت وحدت کی تالیف جنات الثمانیہ کے اقتباسات سمیت سبیل الرشاد کے نام سے ۱۹۷۸ء میں شائع کیا ہے۔ یاد رہے اس موضوع پر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتابوں کا تعارف بھی کروایا جاچکا ہے۔

(۱۸) ۱۱۲۶ھ/ ۱۷۱۴ء رسالہ فی منع رفع سبابہ

از حضرت وحدت سرہندی

یہ رسالہ بھی ہمیں تاحال دستیاب نہیں ہوا ہے۔ حضرت شاہ فضل اللہ مجددی نے اس کا حوالہ دیا ہے۔ [۲]

---

[۱] تفصیل کے لئے دیکھئے مقالہ ہذا تحت شمارہ مسلسل ۷

[۲] فضل اللہ مجددی، عمدۃ المقامات۔ مطبوعہ حیدرآباد سندھ۔ ۱۳۵۵ھ ص: ۲۴۶

(۱۹) ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۸ء

رسالہ ردّ منکران حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

تالیف: شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری بن ملا مفتی محمد طاہر

ان کی ولادت ۱۰۵۷ھ اور وفات ۱۱۳۱ھ ہے۔ کشمیر میں سلسلہ نقشبندیہ کے فروغ میں جن اصحاب نے نمایاں کردار ادا کیا ان میں آپ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ ۱۰۸۱ھ/ ۱۶۷۰ء میں جبکہ صاحبزادگان سرہند نے کشمیر میں ورود فرمایا اور اس خانوادۂ مبارک سے منسلک ہوئے۔ ۱۰۸۱ھ سے ۱۱۰۱ھ/ ۱۶۷۰۔۱۶۸۹ء تین مرتبہ سرہند شریف کا سفر کیا اور حضرت مجدد قدس سرہٗ کی اولاد امجاد سے ظاہری اور باطنی فیوض حاصل کیے۔

آپ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت شاہ گل بن حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی کے خاص خلفاء میں سے تھے۔ ان کے علاوہ حضرت شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محمد صبغۃ اللہ، خواجہ محمد نقشبند ثانی، خواجہ عبید اللہ، خواجہ سیف الدین (صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ ہم نے ان پر ایک مختصر مضمون بھی لکھا ہے جس میں ان کی ۳۸ تصانیف کا تعارف کروایا ہے۔[۱] ان میں ان کی اہم کتاب ''صلح الفریقین فی منع تکفیر موحدین'' کا تعلق بھی بہت حد تک ہمارے اسی موضوع سے ہے۔ ان کا رسالہ ''ردّ منکران حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ'' ہمیں تا حال دستیاب نہیں ہو سکا۔

---

[۱] مقالہ مشمولہ رسالہ نورِ اسلام۔ شرقپور۔ اولیائے نقشبند نمبر۔ مارچ اپریل ۱۹۷۹ء ص: ۷۹۔۸۳ حصہ دوم

(۲۰) ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء

حجۃ الحق فی دفع اعتراضات شیخ عبدالحق (فارسی)

از میاں شاہ فی الحال بن حضرت شیخ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہم

نام ونسب سے مؤلف کی بزرگی وثقاہت عیاں ہے۔ ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء میں انتقال کیا، کئی اہم کتابوں کے مؤلف ہیں۔ اپنے دادا حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر ایک ضخیم کتاب لکھی، جو اپنے موضوع پر پہلی کتاب تھی۔ اس کے علاوہ بھی کئی اہم کتابوں کے مؤلف تھے۔[1]

حجۃ الحق کے پورے نام سے اس کا موضوع عیاں ہے کہ مؤلف نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جو انہوں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات پر کیے تھے۔

(۲۱) ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء مواہب القیوم فی تائید احمد ومعصوم (فارسی)

از میاں شاہ فی الحال رحمۃ اللہ علیہ

اس رسالہ میں مؤلف نے مکتوباتِ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر معترضین کے جوابات دیے ہیں۔ چونکہ ان دونوں رسائل کے مؤلف خانوادۂ مجددیہ کے اہم ارکان میں سے تھے اس لئے ذی علم مصنف ہونے کی حیثیت سے ان کے بیانات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ اس میں نہ صرف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کا تجزیہ کیا گیا ہے بلکہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی دفاع کیا ہے۔

حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ کی وساطت سے ہمیں یہ نسخے دیکھنے کا موقع

---

[1] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ: ۲/ ۲۴ب۔ قلمی

ملا ہے جس کے لئے تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

(۲۲) تنبیہہ الغافلین (فارسی)

مؤلف نا معلوم

حضرت ضیاء المشائخ محمد ابراہیم مجددی بن حضرت ملا شور بازار ۔(کابل، افغانستان) نے جولائی ۱۹۷۶ء میں ایک مسودہ دکھایا تھا۔اس کے سرسری مطالعہ کے بعد ہم نے مفصلہ ذیل نتائج اخذ کئے ہیں۔

۱...... یہ بارہویں صدی ہجری کے اوائل کی تالیف ہے۔

۲...... مؤلف کا اپنا مسودہ معلوم ہوتا ہے لیکن ابھی اسے مبیضہ شکل نہیں دی گئی تھی کہ مؤلف کا انتقال ہو گیا۔

۳...... اس کے بعض اندرونی شواہد سے عیاں ہوتا ہے کہ یہ رسالہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید (۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۰ء) کے زیر اثر تالیف ہوا ہے کئی مقامات پر ان کا نام احترام سے لیا گیا ہے۔

۴...... اسی خط میں دیگر رسائل بھی نظر سے گزرے جن کی کتابت ٹونک میں ہوئی تھی۔ اس سے اندازہ لگانا زیادہ دشوار نہیں ہے کہ اس رسالہ کا تالیف بھی ٹونک ہی ہو۔

افسوس کہ حالیہ انقلاب افغانستان میں حضرت کا کتب خانہ تباہ کر دیا گیا ورنہ اس سے استفادہ کیا جاتا۔

(۲۳) رسالہ ردّ مخالفین حضرت مجدد قدس سرہٗ (فارسی)

یہ بھی بارہویں صدی ہجری کے اوائل میں تالیف ہوا۔ اس کے مؤلف کا نام رسالہ کے متن میں مذکور نہیں ہے۔ حضرت حافظ محمد ہاشم جان مرحوم کے آبائی کتب خانہ میں اس کا ایک نسخہ ہماری نظر سے گزرا تھا۔

(۲۴) ۱۱۶۶ھ/ ۱۷۵۲ء تصریحات مجید (فارسی)

یہ اس رسالہ کا تاریخی نام ہے جس سے ۱۱۶۶ھ برآمد ہوتے ہیں۔ افسوس کہ پیشِ نظر خطی نسخہ کے ورق اول میں مؤلف کا نام دیمک کی نظر ہو چکا ہے، رسالہ کے سطحی مطالعہ سے مترشح ہوتا ہے کہ مؤلف کا تعلق خطہ کشمیر سے تھا۔ عین ممکن ہے کہ رسالہ کے نام کا جز مجید ہی مؤلف کا نام ہو۔

اس کا خطی نسخہ جناب جی معین الدین لاہور کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

(۲۵) رسالہ ردّ مخالفین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ (فارسی)

اس رسالہ کے مؤلف کا نام بھی معلوم نہیں ہے۔ رسالہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کا تعلق کشمیر سے تھا اور بارہویں صدی ہجری کی تصنیف ہے۔ حضرت مجدد پر مختلف اعتراضات کے کامیاب جوابات دینے کی سعی کی گئی ہے۔ افغانستان میں اس کا خطی نسخہ ہماری نظر سے گزرا تھا۔

(۲۶) ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء شواہد التجدید

از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ف: ۱۱۷۶ھ)

فریڈمان یوحنا نے پہلی مرتبہ اس رسالہ کو متعارف کروایا ہے اس کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں تجدید کا جو تصور تھا اسے سمجھنے میں یہ رسالہ ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے بقول فریڈمان:

Which gives us valuable insight into the understading of the concept of Tajdid. ؎۱

؎۱ Yohanan Friedmann:sh.Ahmad Sirhindi London 1971, 9

اس کا ایک قلمی نسخہ، حبیب گنج کلیکشن، آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ میں موجود ہے۔ جو رسائل شاہ ولی اللہ میں شامل ہے۔ یہ مخطوطہ کئی مقامات سے افتادہ اور اس کا خط غیر واضح بھی ہے۔ [۱]

(۲۷) ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء رسالہ خُلّت

از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات اور رسائل میں اصطلاح خُلّت کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اس باب میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی تھیں مؤلف نے انہیں دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا خطی نسخہ بھی مذکورہ کتب خانہ میں ہے اور اسے ڈاکٹر فریڈ مان یوحنا نے پہلی مرتبہ متعارف کروایا ہے۔ [۲]

(۲۸) ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۳ء المقدمۃ السنیہ فی انتصار للفرقۃ السنیہ

تالیف: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی رسالہ ردّ روافض کو شاہ ولی اللہ نے علمائے حجاز کی فرمائش پر عربی ترجمہ اور مفید شرح سے مزین کیا، انہوں نے اس کی شرح کے دوران میں حضرت مجدد کے نظریات سے جا بجا اختلاف بھی کیا ہے لیکن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تجدیدی کوششوں کو بھی بطریق احسن اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اکبر اور جہانگیر کے عہد کی بدعات کا بھی تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں لادینیت پیدا ہوئی۔

---

۱ ایضاً، ص:۹ ۲ ایضاً

شارح کے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے جو کہ اس موضوع پر ایک شہرہ آفاق کتاب تحفہ اثنائے عشریہ کے مؤلف بھی ہیں۔ اس رسالہ پر مزید حواشی لکھے ہیں۔ اور حواشی میں اپنے والد کے اعتراضات سے اختلاف کرتے ہوئے رسالہ کے مؤلف حضرت مجدد کا دفاع کیا ہے۔ ڈاکٹر زبید احمد کے الفاظ میں [1]

Shah Abdal, "Aziz" who in his turn differs in places from his father and agrees with the original author

ڈاکٹر زبید احمد نے اس کے تین خطی نسخوں یعنی، ذخیرۂ دہلی، رضالائبریری رام پور اور کتابخانہ آصفیہ کے نمبر درج کیے ہیں۔ [2] لیکن اس کا ایک ناقص قلمی نسخہ مفتی مہدی حسن شاہ جہان پوری (صدر مدرس۔ دیوبند) کے پاس بھی ہے جس کا تعارف انہوں نے اپنے ایک مقالہ میں کروایا ہے اور اس کے اقتباسات بھی دیے ہیں۔ [3]

(۲۹) ۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء رسالہء احقاق (فارسی)

از حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ف ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء)

آپ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں کے خلیفہء اجل، حضرت شاہ ولی اللہ کے شاگردِ رشید بیہقی وقت اور کثیر التصانیف عالم تھے۔ ان کی تقریباً چالیس تصانیف دریافت ہو چکی ہیں۔ ان میں تفسیر مظہری (عربی)، ارشاد الطالبین، مالا بدمنہ اور السیف المسلول بہت مشہور ہیں۔

۱۔ Zubaid Ahmad The contribution of India Pakistan to Arabic literature Lahore 1968-pp :115-116

۲۔ ایضاً ص: ۳۸۴ ۳۔ مہدی حسن مفتی۔ حضرت مجدد شاہ ولی اللہ کی نظر میں مقالہ مشمولہ الفرقان لکھنو حضرت مجدد نمبر ص: ۲۹۹۔ ۳۰۶ المقدمۃ السنیۃ مرتبہ مولانا ابوالحسن زید فاروقی مطبوعہ دہلی

رسالہ احقاق دراصل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے رسالہء اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے۔

ہمارے نزدیک مولانا وکیل احمد سکندر پوری مرحوم سے پہلے حضرت شیخ کے اعتراضات کے جواب میں جتنے رسائل لکھے گئے ہیں حضرت قاضی صاحب کا یہ رسالہ ان سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ انہوں نے ہر اعتراض نقل کرنے کے بعد اس کا جواب لکھا ہے۔ مولانا وکیل احمد سکندر پوری کو یہ رسالہ دستیاب نہیں ہوسکا تھا[1]۔ مولف کے خود نوشت نسخہ کا عکس مجموعۂ حاضر میں شامل ہے۔

خوش قسمتی ہے کہ ہمیں اس کے دو نہایت قابل اعتماد نسخے دستیاب ہوئے ہیں جن کی بنیاد پر ہم نے اس کا تنقیدی متن تیار کیا ہے۔

(۳۰) ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء

رسالہ در جواب شبہات بر کلام امام ربانی (فارسی)

از حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی

یہ رسالہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر معترضین کے عمومی اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ حضرت ابوالحسن زید فاروقی مدظلہٗ دہلی (بھارت) کے کتب خانہ کی زینت ہے[2]۔ جو مولف کا نوشتہ نسخہ ہے جس کا عکس پیش نظر مجموعہ کی زینت ہے

(۳۱) ۱۲۳۲ھ/۱۸۱۶ء ردّ شبہات پلید نابکار (۱۲۳۲ھ فارسی)

تالیف: حضرت نظام الدین شکار پوری (ف ۱۲۷۳ھ)

حضرت نظام الدین شکار پوری سندھی بن غلام محی الدین بن شاہ غلام صدیق

---

[1] وکیل احمد سکندر پوری: ہدیہءِ مجددیہ۔ دہلی ۱۳۱۱ھ ص: ۲۶۴ حاشیہ

[2] قریشی، عبدالرزاق: مکاتیب حضرت مظہر بمبئی ۱۹۶۶ء ص: ۲۳۲

بن خواجہ غلام محمد معصوم ثانی بن شیخ محمد اسماعیل [1] ابن شیخ محمد صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم۔

گویا مؤلف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ کئی ٹھوس علمی کتابوں کے مصنف ہیں۔ فارسی میں اچھے شعر کہتے تھے، نظام تخلص تھا۔ [2] مثنوی معدن الانوار ۱۲۲۴ھ، اوج مورد اسرار نقشبند اور مخمس کریما ان کی تصانیف میں سے ہیں۔

''رسالہ'' ردّ شبہات پلید نابکار سے اس کا سالِ تالیف ۱۲۳۲ھ برآمد ہوتا ہے۔ یہ رسالہ دراصل سعدالدین انصاری کابلی [3] (ف ۱۲۳۵ھ) کے رسالہ معیار الکشوف کے ردّ میں تالیف کیا گیا ہے۔ اس کے دیباچہ میں خواجہ نظام الدین لکھتے ہیں کہ مجھے کابل جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ یہاں ایک شخص سعدالدین نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ردّ میں کوئی کتاب لکھی ہے۔ جب اس سے کتاب طلب کی گئی تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ بادشاہِ وقت کی خدمت میں جب یہ بات پہنچی تو اس نے سعدالدین کو دربار میں طلب کیا تو صاف انکار کر دیا کہ اس قسم کی میری کوئی تصنیف نہیں ہے۔ پھر عرصہ کے بعد (حدود ۱۱۳۲ھ) خواجہ نظام شکارپوری کو کشمیر جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں سعدالدین کے ایک مرید سے ملے جس کے پاس وہ رسالہ در ردّ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تالیف سعدالدین موجود تھا، اس سے مستعار لے کر

---

[1] ڈاکٹر حسام الدین راشدی نے ان کے شجرہ نسب کے اندراج میں شیخ محمد اسماعیل کا نام درج نہیں کیا جو صریحاً سہو ہے۔ صحیح نسب کے لئے ملاحظہ ہو مولانا محمد حسن جان کا رسالہ انساب الانجاب ص: ۶۵، ۵۵

[2] خلیل محمد ابراہیم تکملہ مقالات الشعراء مرتبہ راشدی۔ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ ۱۹۵۸ء ص: ۵۹۹۔ ۶۱۷۔ وفائی دین محمد: تذکرہ مشاہیر سندھ مرتبہ راشدی۔ حیدرآباد ۱۹۷۴ء ص: ۲۵۶۔ ۲۶۱

[3] محمد ابراہیم خلیل کابلی: یک مرد بزرگ (سوانح سعدالدین کابلی) کابل ۱۳۳۵ش م

مؤلف نے یہ رسالہ تالیف کیا۔

یہ اہم رسالہ تا حال ہماری نظر سے نہیں گزرا اس کے بارے میں مذکورہ بالا تمام تر معلومات حضرت ضیاء المشائخ محمد ابراہیم مجددی بن ملاشور بازار کابلی نے جولائی ۱۹۷۶ء کو راقم الحروف کو فراہم کیں۔

(۳۲) ۱۲۳۹ھ/ ۱۷۲۶ء رسالہ دراعتراضات (فارسی)

از حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (ف ۱۲۳۹ھ) بن حضرت شاہ ولی اللہ رسالہ کا ایک قلمی نسخہ رضا لائبریری رام پور (بھارت) میں محفوظ ہے۔[1] حضرت شاہ صاحب نے اس رسالہ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دیا ہے[2]۔ اس رسالہ کی طباعت کے بارے میں ہمیں تا حال علم نہیں ہے۔

(۳۳) ۱۲۳۹ھ/ ۱۷۲۶ء

حواشی بر رسالہ اعتراضات شیخ عبدالحق دہلوی (فارسی)

(حواشی از حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفات پر بعض اعتراضات کیے تھے۔ جیسا کہ سابقہ صفحات میں ان رسائل کا ذکر کیا جا چکا ہے جو حضرت شیخ کے رسالہ اعتراضات کے جواب میں لکھے گئے تھے۔

اس رسالہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے حضرت شیخ کے رسالہ اعتراضات پر حواشی لکھے تھے۔ جس میں انہوں نے حضرت شیخ کے اعتراضات کے جوابات دیے ہیں۔

---

[1] فریڈ مان یوحنا ص: ۱۲۱ [2] رضوی، اطہر عباس: مسلمان مجددوں کی تحریکیں ص: ۴۴۴

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان حواشی کو اپنے رسالہ میں ایک مستقل فصل کے تحت محفوظ کرلیا ہے۔ چونکہ رسالہ مذکورۂ رام پور اس وقت ہمارے سامنے نہیں ہے ممکن ہے کہ یہ حواشی رسالہ، رام پور سے مختلف ہوں۔ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ وضاحت فرماتے ہیں:

فصل چہارم دربیان حواشی بدانکہ استاد من حضرت شاہ عبدالعزیز سلمہ اللہ تعالی کہ درین وقت ممتاز از درعلوم دینی وعلوم صوفیہ در صغر سن بر رسالہ حضرت شیخ معترض (عبدالحق) رحمۃ اللہ علیہ تعلیقاتِ حواشی نمودہ تبرکا نوشتہ می شود...... [1]

اس اقتباس سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز نے آغاز شباب میں رسالہ، اعتراضات پر یہ حواشی لکھے تھے۔ چونکہ صحیح سالِ تالیف معلوم نہیں ہے اس لئے محشی کے سالِ وفات ۱۲۳۹ھ کے تحت اس کا اندراج ہوا ہے۔ یہ رسالہ مجموعہ حاضر میں شامل ہے۔

(۳۴) ۱۲۴۰ھ/ ۱۷۲۷ء رسالہ رد اعتراضات شیخ عبدالحق (فارسی)

تالیف: حضرت شاہ غلام علی دہلوی (ف ۱۲۴۰ھ)

اس موضوع پر دیگر رسائل کا تعارف سابقہ سطور میں کروایا جاچکا ہے۔ یہ رسالہ بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ چونکہ اس رسالہ کے مؤلف حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید کے جانشین اور بارہویں صدی ہجری میں سلسلہ نقشبندیہ کے روح رواں تھے۔ آپ کے تمام رسائل خلوص ومحبت کی زندہ تصویر ہیں۔ [2]

---

[1] غلام علی دہلوی، شاہ: رسالہ، دیگر در ردّ مخالفین ص: ۴۸ مشمولہ سبع سیارہ ص: ۴۸۔۵۰

[2] تفصیل کے لئے دیکھئے ملفوظاتِ شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی۔ مطبوعہ لاہور: ۱۹۷۸ء

اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق نے اپنے یہ اعتراضات واپس لے لئے تھے اور ان کی غلط فہمی دور ہو گئی تھی۔ یہ رسالہ کئی مرتبہ طبع ہو چکا ہے۔ سبع سیارہ کے علاوہ آپ کے مکتوبات میں بھی شامل ہے، مجموعہ حاضر میں یہ مکمل رسالہ شامل ہے۔

(۳۵) ۱۲۴۰ھ/۱۷۲۷ء رسالۂ دیگر در ردّ مخالفین حضرت مجدد (فارسی)

حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ

اس رسالہ میں معترضین کے جوابات دیے گئے ہیں۔ اس موضوع پر بے شک چھوٹے بڑے کئی رسائل تالیف ہوئے ہیں۔ لیکن اس رسالہ کی اہمیت اپنی جگہ ہے جو اس کی مندرجہ ذیل پانچ فصلوں سے بخوبی عیاں ہوگی۔

اول...... دربیان مجلی احوال حضرت مجدد

دوم...... در رفع اعتراضات از کلام ایشان بطریق اجمال

سوم...... در اجوبہ بعضی اعتراضاتِ شیخ عبدالحق ...

چہارم...... دربیان حواشی کہ اوستاد فقیر حضرت شاہ عبدالعزیز...... بر رسالہ شیخ مذکور تحریر فرمودہ اند

پنجم...... در رفع شبہاتی کہ بر السنۂ عوام مذکور است

یہ رسالہ بھی سبع سیارہ میں شامل ہے [۱]۔ بخط مولانا محبوب الٰہی بہتر ہے۔ جس کا عکس پیش نظر مجموعہ میں شامل کر دیا گیا ہے۔

---

[۱] یہ مجموعہ رسائل سبع سیارہ کے نام سے مطبع علوی سے ۱۲۸۴ھ میں چھپ چکا ہے (ر۔ک ص: ۳۶)

(۳۶) ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۳ء رسالہ فی رفع المطاعن (عربی)

عن الامام الربانی واولادہٗ

تالیف: مولانا عبداللہ آفندی عناقی زادہ مفتی احناف مکہ معظمہ

اس رسالہ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی اولاد پر ان الزامات کا خصوصیت سے ازالہ کرنے کی سعی کی گئی ہے جو حرمین الشریفین میں ان پر لگائے گئے تھے۔ اس کے مؤلف وہی بزرگ ہیں جنہوں نے شیخ محمد مراد قزانی کے عربی ترجمہ مکتوبات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر بڑی مؤثر تقریظ بھی لکھی ہے۔ [۱]

زیر بحث رسالہ مطبع حیدری بمبئی سے چھپ چکا ہے اور مدرسہ محمدیہ جامع مسجد بمبئی کے کتب خانہ میں یہ مطبوعہ نسخہ موجود ہے۔ [۲]

(۳۷) ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی (عربی)

تالیف: مولانا وکیل احمد سکندرپوری (ف ۱۳۲۲ھ)

اپنے وقت کے درجہ اول کے علماء میں سے تھے۔ ان کی تصانیف کی تعداد نوّے ہے، جو عربی فارسی اور اردو زبانوں میں ہیں یہ متنوع موضوعات پر مشتمل ہیں۔ [۳]

زیر نظر تین تالیفات ایسی ہیں جو حضرت مجدد کے دفاع میں لکھی گئی ہیں۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ اس موضوع پر اس قدر وقیع اور ٹھوس کتابیں آج تک تالیف نہیں ہوئی ہیں۔

الکلام المنجی میں انہوں نے سلسلۂ مجددیہ کے مشہور مخالف سید محمد برزنجی کے

---

۱ قزانی محمد مراد: الدرر المکنونات: ۱/ ۶۹-۷۶ ۲ فہرست کتب خانہ مدرسۂ محمدیہ۔ بمبئی ص: ۱۶۸، ص: ۵۴۱ ۳ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر: ۸/ ۵۱۷-۵۱۸ کراچی ۱۹۷۶ء

رسائل کے جوابات دیے ہیں۔ یہ رسالہ مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۲ھ میں طبع ہوا تھا۔[۱]

(۳۸) ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء **انوارِ احمدیہ** (فارسی)

از مولانا وکیل احمد سکندر پوری

یہ رسالہ حلقہء برزنجی کے ایک...... گجراتی کے رسالہ ''مکاشف الاسرار'' کے ردّ میں لکھا ہے اور رسالہ کے اقتباسات دے کر اس کے لایعنی اعتراضات کے مسکت جوابات دیے ہیں۔ یہ رسالہ بھی مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۲ھ میں چھپا تھا۔

(۳۹) ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء **ہدیہ مجددیہ** (فارسی)

تالیف: مولانا وکیل احمد سکندر پوری

مولانا کا یہ رسالہ (ضخیم) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے رسالہء اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ مؤلف چونکہ خود اجل عالم تھے اس لئے کمال ادب و احترام کے ساتھ حضرت شیخ محدث کے اعتراضات کے جوابات دیے ہیں۔ اس سلسلہ میں نہ صرف انہوں نے حضرت مجدد کی تمام تحریرات کا بغور مطالعہ کیا ہے بلکہ حضرت محدث کے رسائل سے ایسے کلمات و مکاشفات کا استخراج کر کے بتایا ہے کہ حضرت شیخ، حضرت مجدد کے جن کلمات پر اعتراض فرما رہے ہیں وہ خود ان کے اپنے کلام میں

---

[۱] مولانا عبدالشکور نے اپنے مقالہ میں لکھا ہے کہ الکلام المُنجی مولانا عبدالحی لکھنوی کی تالیف ہے جو مولانا وکیل احمد کے نام سے شائع ہوئی تھی تذکرۂ مجدد (الفرقان حضرت مجدد نمبر) لکھنو ۱۹۶۰ء ص: ۲۸۳۔ یہ بیان کسی طرح بھی درست نہیں ہے بھلا مولانا عبدالحی کو اسے اپنے نام سے شائع کرنے میں کیا قباحت تھی؟ ہمارے نزدیک دونوں بزرگ اس درجہ کے تھے کہ ان سے اس قسم کی توقع کرنا صحیح نہیں ہے۔

پائے جاتے ہیں ۔ بے شبہ ۳۳۶ صفحات کا یہ ضخیم وحجیم رسالہ اس موضوع پر تالیف ہونے والے رسائل میں سب سے اہم ہے۔ اگر صدق دل سے اس رسالہ کا مطالعہ کیا جائے تو ان شخصیتوں کے مابین نہ صرف اختلاف کے دفع ہونے کا علم ہوتا ہے بلکہ یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ مخالفین حضرت شیخ محدث کی آڑ میں جو کھیل کھیل رہے ہیں وہ محض غلط فہمی پر مبنی ہے۔ یہ نادر رسالہ بھی مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۰۹ھ میں چھپا تھا۔[۱]

(۴۰) ۱۳۳۲ھ/ ۱۸۸۴ء رسالہ فی بشارہ لاہل الاشارہ (فارسی)

میر علی نواز شکارپوری نے حضرت مجدد کے مکتوب (۱/ ۳۱۲) درمسئلہ رفع سبابہ سے اختلاف کرتے ہوئے ایک رسالہ لکھا تھا۔ جس کے جواب میں مولانا محمد حسن جان مرحوم نے بڑے سائز کے تقریباً ڈیڑھ سو اوراق پر مشتمل ایک رسالہ لکھ کر اس کا مدلل جواب دیا ہے۔ مولانا نے اپنے دلائل میں سینکڑوں معروف کتب فقہ کے اقتباسات پیش کئے ہیں اور رفع سبابہ کی نفی کرتے ہوئے حضرت مجدد کی تائید کی ہے۔

یہ رسالہ تاحال طبع نہیں ہوا ہے اس کا ایک خطی نسخہ مؤلف مولانا محمد ہاشم جان مرحوم کے کتب خانہ ٹنڈو سائیں داد سندھ میں موجود ہے۔

(۴۱) ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء حضرت مجدد اور اُن کے ناقدین (اردو)

مولانا ابوالحسن زید فاروقی مجددی مدظلہ سجادہ نشین درگاہ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید، دہلی

---

[۱] مولانا وکیل احمد سکندرپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ان تینوں رسائل کو شیر ربانی پبلی کیشنز، لاہور نے رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے دسمبر ۲۰۱۱ء میں شائع کر دیا ہے۔

حضرت مولانا زید مدظلہٗ نے حضرت شیخ عبدالحق سے لے کر زمانہ حال کے ہندوستانی اور یورپین معترضین کے حضرت مجدد پر اعتراضات کے جواب دیے ہیں۔

عہد حاضر میں قدیم و جدید افکار کے مطالعہ کے بعد اہم نتائج اخذ کر کے اس کتاب میں ہدیۂ قارئین کیے گئے ہیں۔

یہ کتاب درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر۔ دہلی کی طرف سے ۱۹۷۷ء میں اور پھر دارالمبلغین شرقپور سے ۱۹۷۹ء میں چھپ چکی ہے۔[1]

---

[1] ماخوذ نور اسلام شرقپور، حضرت مجدد الف ثانی نمبر ج ۲ (۱۹۸۸ء)

DEFA

-i-

Hazrat Mujaddid-i-Alf-i-Sani

A Collection of small discourses in the defence of Shaykh Ahmed Sirhindi Mujaddid-i-Alf-i-Sani

971-1034 / 1563-1624

EDITED BY

Muhammad Iqbal Mujaddidi

PUBLISHED BY

Tanzeem-ul-Islam Publications